UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222608

UNIVERSAL
LIBRARY

بتوفیق رخدائی سخن آفرین کلام معجز نظام فصاحت آئین

نتیجہ فکر ناظم ذی توقیر شاعر شیرین تقریر جناب شیخ محمد جان شاد پیرو مرید غریب ہر دل سمنی

# سخن بامثال

۱۳۰۹۲

بہ پاس خاطر احباب باصفا دقیقہ رس مزاج آشنا سخن سنج نازک خیال نکتہ دان باکمال

مطبع کارخانہ واقع امام باڑہ ملکہ زمانی مالکہ مسمی بہ محمد یعقوب نے چھاپا شایع کیا

۱۲۰۵۲

۸۹۱۶۴۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ عجب قدرت کاملہ آفریدگار ہے حمد و ثنا اوسی قادر مطلق کو سزاوار ہے جسنے بامر کن ریاعی عناصر سے اس کا وجود فرمایا حواس خمسہ دیکر فرد اشرف مخلوقات بنایا خلعت ایک رنگ گویائی کا نیا رنگ ہر ہر فرد بشر کے طرز تکلم کا جدا ڈھنگ ہے کوئی جودت طبع سے شاعر کوئی فکر رسا سے ناثر سلف سے اسوقت تک ہر عصر مین ہر شخص کا جواب ہوا کبھی سعدی نظامی کا شہرہ گاہ میر و میرزا کا رزمرہ انتخاب ہوا اس زمانہ مین شاعری یگانہ ناظم شیرین تقریر جناب شیخ محمد جان صاحب متخلص شاد پیرو میر فصیح اللسان فخر شعرائے زمان نے اکثر کلام عاشقانہ پر مضمون موزون فرمایا بالاارادہ مستعلی مزاج سے تحریر و ترتیب کا بھی خیال نہ آیا بزم سخن مین مخالفین نے جو اصرار کیا یاد پر زبانی سنا دیا جو کہ شیخ صاحب مجمع روح کی اس ضعیف کمترین من تقلیل حسن پر عنایت بمنایت تھی توجہ دلی نہایت تھی پس جناب ممدوح کی زبان معجز بیان سے جو کلام مین نے سنا لکھ لیا جانب فقیر ہوا بطور دیوان ترتیب نہ پایا مگر مصنف کی دارستگی طبع نے اوسے بربا دکیا یون ہی دو مرتبہ میری خاطر شاد کو ناشاد کیا سہ بارہ کمترین بشوق وافر زد پھر مستعد ترتیب ہوا اور بڑی کوشش و تلاش سے جمع کیا یہ دیکھکے جملہ احباب کو مسرت ہوئی خصوص مولوی محمد یعقوب صاحب مالک مطبع کانپور نامہ کو خوشی نہایت ہوئی چھاپنے کا ارادہ کیا شیخ صاحب موصوف کو صحت پر آمادہ کیا بحمدہ تعالیٰ خوب انجام پایا مرتب بہ دو دیوان سارا کلام ہوا۔ سخن بے مثل موسوم ہے جسمین قافیہ ہندی معدوم ہے ہر جیب کے تمام ہوا پسند خاطر خاص و عام ہوا دوسرا دیوان جو فارسی سے مبرا ہے موسوم بہ سخن بے مثال ہے اوسکے طبع کا آئندہ خیال ہے الحق اس کلام لاثانی کی صفت مین زبان ناطقہ لال ہے دوسرے شخص سے اس زمانہ مین اس رنگ ڈھنگ سواد اہونا محال ہے ارباب بصیرت سہو و خطا کو لازمۂ بشریت سمجھکر مطعن و شنیع سے زبان روکین اتنا احسان کرین شعر

بخشیدن و رم بنود پیش اکرم — صاحب کرم کی شان ہے ماہ را

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۵ | مین خلط | عناصری |
| ۹ | ۴ | خدا سی باتین ہوتی ہین | کلام حق سی ہوے |
| ۴۲ | ۶۲ | بنت العنب | بنت العنب |
| ۷۴ | ۱۶ | شیخ فریدہ نیز اکثر | + |
| ۱۴۲ | ۲۰ | شیخ فریدہ شیشہ | + |
| ۱۸۲ | ۵ | بلوہ اصر | بی حریم اللہ |
| ۱۸۶ | ۱۷ | آئینہ بین | آئینہ رو |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۸۸ | ۱۷ | خورشید مرزا | خورشیدی میرزا |
| ۱۸۶ | ۱۷ | چہ مرثیہ چہ سلام | چہ مرثیہ بسلام |
| ۲۰۳ | ۶ | سنے | با |
| ۲۰۴ | ۱۰ | پہ قتل وقتع | پہ وقوع کشت پر |
| ″ | ۱۵ | پہ سے | پر |
| ۲۰۹ | ۴ | شکل میرات | مین یہ حیرت |
| ۲۳۱ | ۲۰ | نارشنائی پر نمیر | نارشنائی منیر |
| ۲۳۶ | ۲۰ | شنگ | جنگیدن |

| تقریظ مولف دیوان | بسم اللہ الرحمن الرحیم | جناب شیخ محمد جان شاہ پیر و میر |
|---|---|---|

بعد حمد خدائے سخن آفرین و نعت ختم المرسلین و منقبت اسد المومنین و شہ حسین سخنوران محمد جان بن شیخ داؤد علی
بن شیخ فضل علی شیخزادہ کاکوشل سے محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالص شاخ مشہور پیر و میر عرف قائم کرتا ہے کہ سخن نہان
و صریح اللسان اور سخن آسان پر مشتمل ہو کر زبان سلف مین شعر کے بجائے اکثر سلک نظم مین الفاظ فارسی خلاف محاورہ اردو کے
سلک کرتی اور الفاظ ثقیل و ثقیلہ ہندی اور الفاظ غیر فصیح بہ اکثر استعمال مین لاتی اور بہت الفاظ غلط عوام کالانعام پر تیسرا شہر شہار
وقت ترقی پر رسیدہ اہمیری عہد محی الدین عالمگیر بادشاہ مین شاعر عالی نہمتخلص حاتم دہلوی نے زبان کو دیکھ کر عیوب ظاہر کیا اور الفاظ غلط
فصیح لفظ کلاسے نکال کر دیا اور جو زندہ محاورہ عام فہم اور فصیح ہندی زبان ہا کا تھا اسکو اختیار کیا اور ایک دیوان پر کہ دوسرا دیوان ریختہ
ہر مشاعرہ تقریظ کے لکھدیا اور ہر طبقہ شعرا نامی جمعیت کثیر کو مطبوع ہوا چنانچہ شرف الدین مضمون شیخ حسن اسد حسن میر
شکار علی و غلام مصطفے تابش و شاہ مبارک بردو میر و جان جانان مظہر وغیرہ نے اس روش کو تسلیم کر لیا شہر دہلی مقبول ہو کر جو
سبب قید گی کا تھی ہین الفاظ فارسی عربی ثقیلہ ہندی اور بھاکا سے بیان کیے جاتے ہین شاگرد رہ بروز اور کنول حرف
ہین بقول آبرو ؎ جو کہلاوے ریختہ مین فارسی کو فعل حرف ؎ نغمہ ہین کو فعل اوسکے شاعری مین حرف ہے ؎
اور الف نداوی بخلاف تلفظ اردو کے مثل جیسے ولا و ناصحا و نون جملہ بالاعلان جیسے گلگین و مرجین ہین دونون
اعلان بالمضاف جیسے دل اتوان و تن جیان و لفظ عربی بالمضاف بامصدر فارسی جیسے بعد مردن و جامع عربی
کے ساتھ جمع ہندی کی جیسے اغبارون ہین اور اعمالون مین و لفظ عربی مضاف و مضاف جیسے افتاں الخسوف
و مہتاب بالکسوف و یا الفاظ عربی و فارسی متصرفہ بحوام واجب الصحت متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک کرنا جیسے مرض کو
مرض اور غرض کو غرض و تخت کو تخت بخت کو تخت کہنا یا الفاظ عربی و فارسی بالتخفیف جیسے نسیم کو
نسبی اور صحیح کو صحی اور بیگانہ کو بگانہ اور بچارہ کو بچارہ اور دیوانہ کو دوانہ یا الفاظ بھاکا بالتخفیف جیسے
بہان کو بیان اور دہان کو دوان اور بیچیے کو پیچے اور کچ اور کوار اور ہمک کو ہمک مخرج تنگ ہوتا ہے
اور الفاظ زائدہ بھاکا جیسے ہو کو ہوے اور ہی کو ہیگا اور تک کو تلک اور جس طرح کو جسطرے اور سی کو ستی اور
ستی اور اوسہر کو اوسیر اور کہ ہر کو کسیر اور لفظ تجنہ یعنی جا مناسب جاے آتی ہے جیسے تجنہ جنے اور
تجنہ نگاہ سے محاورہ بنتا ہے اور تیری چشم اور تیری نگاہ یا جا ہی کہنا اور لفظ خفی جو تانیث اور تذکیر لفظ کی
جیسے بلبل بولی اور بلبل بولا اور طرز جا ہی اور طرز جا وہ دونون طرح جائز ہے لیکن بقاعدہ جمع ہندی جو ہوا مانے
یا لفظ ما و ہوا و اژنا و ہونا اس قبیل سے کہ تبدیلت اور انجو الزام نہین یا لفظ ٹھیٹھ ہندی جیسے نین و
جگت رونت و سبر تین گہرا ہی ہوز کا بدل کرنا سا تھ الف کے بیچ قافیہ کے عام و خاص کا محاورہ ہے بندہ ہیچمدان اس امر
کی تمامیت تمہید سے معذور ہے جیسے بندہ کو بندا و شرمندہ کو شرمندا لیکن ترک اسکا اولا ہے یا قافیہ لفظ فصیح
عربی جیسے وحی وہی غزل مین ناجائز ہے اور مثنوی وغیرہ مین جائز ہے یا قافیہ ساتھ فتح دہم راے ہندی کے




| شمار غزلیات | بسم اللہ الرحمن الرحیم | تعداد ابیات |
|---|---|---|
| ۱ | | ۳ |

کنشتِ دہر مین غل ہی تری قدرت نمائی کا — وہ بت پیدا کیے ہین خبکو دعوی ہی خدائی کا
نبی پر آئینہ ہی حال حیدر کی صفائی کا — وہ بھائی ای برادر ہی پڑہی کلمہ جو بھائی کا

یہ دو مطلع ہی حمد و نعت مین ای شاد کانی ہین
غزلخوان ہوا رادہ ہی اگر طبع آزمائی کا

۲

وہ ہون چار باغ ہین خلط کی کسی نگ پر تیرا رتھا — کبھی خاک تھا کبھی باد تھا کبھی آب تھا کبھی نار تھا
کبھی تھا وجود و کبھی عدم کبھی تھا شکم مین بغیر دم — کبھی تھا جنین و جبنیہ ہم کبھی طفل زیب کنار تھا
کبھی تازگی سی گل چمن کبھی کمنگی سے سمن کہن — کبھی تھا جوان قوی بدن کبھی پیر مرد نزار تھا
کبھی خشک خوف ہیم سر کبھی شاد یا دنعیم سے — جو خزان کی رنج سی خار تھا تو خوشی سی باغ و بہار تھا
کبھی مفلسی سی حقیر تھا کبھی مال و زر سے امیر تھا — کبھی کوچہ گرد فقیر تھا کبھی شاہ شہر و دیار تھا
کبھی سوز و ساز کا ڈہنگ تھا کبھی جی مین عشق کا رنگ تھا — کبھی غمکدہ تھا کبھی گل تو کبھی گاہ ہزار تھا

جو کسی جگہ وہ حسین تو کسی جگہ دل حزین — کہیں لیلیٰ بت شوخ گہ کہیں شیریں عاشق زار تھا
کبھی میکدہ میں خراب تھا کبھی خضر راہ ثواب تھا — کبھی مست بادہ ناب تھا کبھی شیخ زہد شعار تھا
کبھی مقتدائے شکاریان کبھی پیشوائے حواریان — کبھی رہنمائے قماریان کبھی پاک باز قمار تھا
کبھی گبر خال بت حسین کبھی مسلم رخ مہ جبین — کبھی کافروں کی قطار میں کبھی مومنوں میں شمار تھا
کبھی شیخ تھا کبھی برہمن کبھی آذر و کبھی بت شکن — کبھی تھا صحابی نجیتن کبھی تابعین چہار تھا
جو سوا امام دوئی کبھی تو نبا رسول نبی کبھی — کبھی تھا نصیر و نصیر کا کبھی آپ رب کبار تھا

کہوں شاد کیا ہے عجب گلی یہ طلسم خانۂ آدمی
اسی خاک سے یہ ہوا بشر ہے یہی خاک آخر کار تھا

۲ ۶

مشہد مرا تضا نے جو دم نیا بنایا — کشتہ جو سر تن کین دل کربلا بنایا
نقاش لوح تن نے بھی صنائع آئینہ ہے — ہر ایک قد آدم صورت نما بنایا
پیدا کیے ہیں حق نے درویش و شہ برابر — قسمت نے تو کو سلطان ہم کو گدا بنایا
جا قلب شیخ میں کی گھر دل میں برہمن کے — مسجد جدا بنائی دھرا جدا بنایا
غارت یہ مفلسی ہو یارب ہمیں کہ جس نے — اس ہاتھ پاؤں پر کیا بے دست و پا بنایا

۴ ۹

اپنا بنا کے اوسکو اے شاد اور ہمنے
اک دل سے آشنا کو نا آشنا بنایا

اشک آنکھوں میں بہر دم رہا — آب دیدہ صورت شبنم رہا
نکہت برباد تھا غنچہ کا حسن — مسکراتے ہی نہ وہ عالم رہا
دل وہ عنخانہ ہے جسمیں عمر بھر — آرزوئے مردہ کا ماتم رہا
جمع زر سے بھی نہ دلجمعی ہوئی — مثل درہم صورت درہم رہا
کر ابد ٹوٹے کو پہونچی زلف یار — طول عمر خضر ہا تھوں کم رہا
صورت ابرو نگردن اوٹھہ سکی — سر پہ شمشیر قاتل خم رہا

جس سے رویا میں ذرا منہ ڈھانپ کے — لاکھ شکھلایا وہ دامن نم رہا
اور چلے کپڑوں میں بھی تھے لاکھوں بناؤ — سادگی پر بھی عجب عالم رہا

۵ — ۹

شاد وہ ناشاد ہوں مانند سیر
غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا

حلال کر تو سہی امتحان کر لینا — جو دم چرائے ہے ہو ٹٹول پر لینا
تپ دروں نے جلائے دل و جگر لیکن — کہ ہر یہ آگ لگی ہے ذرا خبر لینا
نشان رستم و قارون محل عبرت ہے — غرور کی نہ یہاں اہل زور و زر لینا
خیال خال کسی عشق تیغ ابرو میں — بہادروں کے لیے عیب ہے سپر لینا
جو سر ہی دینے پہ حاصل ہو ای دل نالاں — اثر ضرور ہے آہ بے اثر لینا
پڑا جو عکس رخ و زلف دوش نازک پر — لچک کے ناز نے بگڑا گئی کمر لینا
جو بے وصال ہوں جاں داد کو کہ کیا طرح — یہ کس حساب میں ہے صفت درد سر لینا
جنون موی کمر میں جو قصد ہو فساد — مہین بال کے مانند نیشتر لینا

۶ — ۴۲

صدف کی طرح تو کل تو کر ذرا ای شاد
پھر احتیاج جو قطرے کی ہو گہر لینا

گر روان ہو وہ سرو آب آسا — قمریاں دم بھریں حباب آسا
سچ ہے سویا ہوا برابر ہے — راحت مرگ بھی ہے خواب آسا
اشک بہنے میں میں جو دریا سے — تر ہے دامان نم سحاب آسا
صبح پیری ہے غافلو چونکو — دھوپ سر پر ہے آفتاب آسا
نظر آیا جو مطلع ابرو — چن لیا بیت انتخاب آسا
دل ہے پژمردہ گرم آہوں سے — لو کے مارے ہوئے گلاب آسا
دل جگر غم سے بھن گئے شاید — بسنہ سے بو آتی ہے کباب آسا

فاقہ مستی مین رہتے ہین مسرور
خون دل پیتے ہین شراب آسا

سرگذشت اپنی بھی ہے ابر کم و کاست
کوہکن خانمان خراب آسا

بحر ہستی فنا ہے رہ طیار
سر پہ باندھے ہے کفن حباب آسا

مدت ہجر یاد ہے تو یہ ہے
وصل کا ہے خیال خواب آسا

۷
شاد کو بھی نجف مین بلوا دو
یہ لگائے ہے بو تراب آسا

۸
ہلال ابرو جو اس حسین کا ہے سجدہ گہ گبر و برہمن کا
نہ طاق کعبہ ہوا اہل دین کا نہ بتکدہ ہے مسلمان چین کا

سیان بزم جہان فانی صدائے ذکی ہے زنگانی
نفس کی ہے ہر نفس روانی جو دم ہے وہ دم ہے واپسین کا

جو سیر عالم کی کوئی دم ہے تو گاہ پیش نظر عدم ہے
اگر آنکھ ہے مردم کی جام جم ہے اگر آنکھ شیشہ ہے دو بین کا

شرف مین گودر آبرو ہین پیر بختی مین مثل مو ہین
ہزار گنگیجی سے سر خرو ہین کلنک ٹیکا ہے جبین کا

بھری جو سر مین ہوا ہے مے کی تبھی کہا ہے چراغ ہستی
بجھا نہ دلکی لگی کو ساقی بلائے جام آب آتشین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپیگا احوال قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

۹
ہزار ہو شاد در فشانی سنا ہے اوستاد کی زبانی
۱۰
ہے اسطرح بیت بی صحانی مکان ہو جسطرح لکھنین کا

نہ ہندون مین نہ ہون مسلمان نہ کافرون مین اہل یقین کا
برا ہو اس عشق کا الٰہی نہ چار مذہب نہ چار دین کا

کیا کیا تو نے ذبح قاتل ہوا ہوا خون مجھ حزین کا
ارے گریبان نہ کوئی پکڑے دامن تو ہو جیب آستین کا

کرے جو پیوند خاک گردون تو پردہ ہو جائے محجہ خزیر کا
کہ منہ چھپانے بھری کو میری بہت ہے دامن زمین کا

جگر ہے جلبات درون سے دہن سے شعلے نکل رہے ہین
بجھاؤ اشکو لگی کو دل کی شرر گرا آہ آتشین کا

وصال فرقت مین ہے یہان تو نمود ہے موت کا سینا
رقیب واہمن سے یوسف ہے ہین وہان عرق ریزی جبین کا

لگی ہے بجلی تو ہلا ہے منکا ادھر ہے ہاتھ سسک رہا ہون
اخیر محبت ہے اور دم بھر ہجوم بالین پہ ہے نشین کا

ابھی ہے سنگر ستم ہتون کو جگر پہ نہ ہتون او چل رہا ہے
ہوا تو ہونگے بتون کا بندہ خدا نگہبان دل حزین کا

سرائے کو ہمن کی جہانی کر سہل کاری ہے جان کنی کی
کوئی نہ کاٹی سی خبر کیسے کٹھن ہے وہ وقت آسین کا

یہ تن ہی وقت میں ضعف جان کر کاٹی کہانی ہے بیاض عمر کی
جو ہاتھ اپنا ہے آستین میں نہ سکے کہا ہم نے کس کا

۹ یہ عرض ہے شاد مضمون سخ غزل پیرو ورد ہی زیادہ ۸
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند گو رتبہ اس زمین کا

سخن کرے جو وہ غنچہ دہن دہن سی جدا
صدائے مرغ چمن ہے چمن چمن سے جدا

بزنگ سایہ تن ایک جان دو قالب ہوں
دلوں سے دل ہیں ملے ہے بدن بدن سے جدا

مکین ہوں چشم کی صورت روان ہوں تن میں
سفر میں بھی ہیں نشیمن وطن وطن سے جدا

جدا جو سر حد گیسوئے یار سے ہے چشم
ہوا ہے کوئے غزالان ختن ختن سے جدا

مروں بھی شعلۂ مسوزن تو لوں وہ قالب ہوں
سکیں کفن تو ہو تا رکفن کفن سے جدا

ملائے منہ جو مرے منہ سے وہ صنم یارب
یہ وصل ہو کہ نمو سہرہ ہو دہن سے جدا

یہ بات سچ ہے کہ جو منہ میں ہے زبان میں ہے
جہاں بہکا ہے رنگ سخن سخن سے جدا

۱۰ شریک وقت بد آخر کوئی ہوا ے شاد ۱۱
لحد میں ہوتے ہیں عضو بدن بدن سے جدا

ہوں وہ شاہیں پنجے میں کبوتر اور مرگیا
ہاتھ میں آکر مرے رزق مقدر اور گیا

برف کی صورت گلا کافور ہو کر اور گیا
بنگیا پارا تو آتش پر میں ضطر اور گیا

کاگ بوتل کا اڑایا کس ستم ایجاد نے
بی چھری مینائے گردن ہی مرے اور گیا

خاک ہونے پر جو پوچھا سہ حبیبوں کا نشاں
لوٹ کر مٹی میں ہر مرغ منور اور گیا

اصل سر حد زمیں کیا ہے شب معراج میں
چرخ کو مرکب ترا اے ماہ پیکر اڑ گیا

موسم پیری نے کھوئی روی رنگین کی بہار
باغ میں آئی خزاں رنگ گل تر اڑ گیا

دولت دنیا جو ٹھہرے ایکجا ممکن نہیں
مرغ ندیں سا اوہر آیا اودہر اڑ گیا

ناتوانی سے مری اے طفل بربادی نہ چھیڑ
وہ سبک بن چٹکیوں میں بیسرت پر اڑ گیا

جلوۂ عہدِ جوانی شعبدہ سے کم نہین | زال کی شعلہ کی صورت حسن دلبر اوڑ گیا

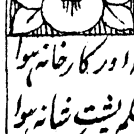


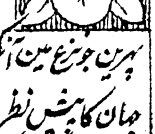

ہم اگر مست مے دینا نہین کیا غم ہے شاد
جام کوثر تو نہین کچھ روزِ محشر اور گیا




عدم کوئی تو کوئی عید گہ روانہ ہوا | کہین نمازِ جنازہ کہین دوگانہ ہوا
یہ نازکی مین لحالو سے وہ نیگانہ ہوا | چبھا جو پھول بھی کنگھی کا دردِ شانہ ہوا
یہ خوان چرخ پہ اوسکی ہے آفرینشِ رزق | گرا زمین پہ جو دلاوہ آب دانہ ہوا
گھٹی تھی سانس جو کاکل ہی روان ہوئی روح | سمندِ عمر رکا تھا کہ تازیانہ ہوا
خدا گواہ ہے حاشا اجل پہ بہتان ہے | بتون نے قتل کیا موت کا بہانہ ہوا
یہ خارِ غم ہے کہ مانندِ مرغِ قبلہ نما | مرا جہان مین سولی پر آشیانہ ہوا
شباب بھی ہے کوئی موجۂ نسیمِ نفس | کہ مثلِ دم اودہر آیا اودہر روانہ ہوا
یہ ضعف ہے کہ ابھی تک ہے تن مین روح روان | سری ہوی مجھے دنیا مین اک زمانہ ہوا
مفید کارِ بشر ہو نہ نام کی دولت | کہ سر کے گنج سے حاصل کسی خزانہ ہوا
بدی بخت سے وہ مرغِ سخت روزی ہون | غذا کی جامری بوٹی مین سنگدانہ ہوا

نبی بنا کوئی آدم کوئی امام اے شاد
خدا کے فضل سے یہ مشت خاک کیا نہ ہوا




پہرین جو مرغ مین آنکھین نگر زمانہ ہوا | نظر بدلتے ہی کچھ اور کارخانہ ہوا
جہان کا پیش نظر حال غائبانہ ہوا | نہ شانہ ہین کو مگر علمِ پشتِ شانہ ہوا
شہید ساد گیِ یار اک زمانہ ہوا | کہو بہانے کو مہندی ملی بہانہ ہوا
یہ بت وہ ہین کہ سدا جیتے جی خدائی کی | مری تو خاک سے روئیدہ رام دانہ ہوا
ہوا جو نالہ کناں دل نکل پڑے آنسو | سنی جو بانگ جرس کارواں روانہ ہوا
بہارِ حسن برابر ہے جنت و نسان کی | نہالِ قد مین نمایان ثمر وگانہ ہوا

کجی ابرو سے حمدار ہے ہنر ورنہ
خراب ہے وہ کمان جس کمان مین خانہ ہوا

بدن تھی ہم نہ وہ ابرو ہوا کشیدہ تنہا
کمان کھنچی نہ ابھی تھی کہ دل نشانہ ہوا

جلے جو ہاتھ بھی روزی ہو دستیاب مزدور
کہ آبلہ کف موسے مین آب و دانہ ہوا

۱۳ خدا سے باتین ہوئین ہر نماز مین اے شاد ۹
کلیم صورت موسے مین بیگانہ ہوا

مزا کیا ہے اب نالہا سے گلو کا
کہ سنیدہ ور کہانا ہے پینا لہو کا

ہوا تو ہے محو اوس بت سادہ رو کا
خدا حافظ آئینہ کی آبرو کا

کھلی چشم گل رخصت اے حسن گلشن
روانہ ہوا کارواں رنگ و بو کا

جگر چاک مثل تنگاف قلم ہے
نہ مرہم کے لائق نہ زیبا رفو کا

کسی سے ملے کیا کلام الٰہی
طریقہ جدا ہے تری گفتگو کا

صراحی ہے دل ساغر ہے ہین آنکھین
نہین ہون مین محتاج جام و سبو کا

کمی کیا تکلف کی اہل صفا کو
بہاتی ہے ہر لہر دریا اتو کا

مری پر بچشم تنا نظر کر
لحد ڈھیر ہے حسرت و آرزو کا

۱۴ نشین تو کیا شاد بے آشیان ہون ۱۱
وہ بلبل ہون اوجڑے ہوے لکھنو کا

تپ غم سے لاکھ کھل کر جگر آب ہوتا
یہ مزہ کہان سے ملتا جو دل کباب ہوتا

نہ فلک سے آب حیوان کبھی دستیاب ہوتا
مجھے مل مدام حاصل قدح شراب ہوتا

شب وصل مختصر تھی تو یہی شتاب ہوتا
مری جاگتی مقدر اوسی میل خواب ہوتا

نہ ملی تھی عید قربان جو ذبیحہ کی عوض مین
وہ ہمین حلال کرتی تو انہین ثواب ہوتا

دل و دیدہ ہوے کے گریان جو نہ آبرو ڈبوتے
نہ وہی خراب جاتے نہ مہین خراب ہوتا

جو نہ موج آبسار کبھی تری تیغ کی روانی
تو گلا کبھی چھپائے نہ سر حباب ہوتا

یہی ہم اگر سمجھتے دم کوچ ہر نفس ہے
جو قدم زمین پہ رکھتے وہی پا رکاب ہوتا

یونہین جنبش نظر سے دو جہان الٹ پلٹ دین
جو ذرا نظر بدلتی عجب انقلاب ہوتا

جو ہم شراب پیتے شب وصل بہر مزا تھا
نہ اور نہین کوشش آتی نہ ہمین حجاب ہوتا

ہمین بوندی کی کٹاری تھی دوائے تشنہ کامی
جو پلاتے بوند پانی ترا دہنین قواب ہوتا

۱۵ مجھے شاد بخش دیتا وہ نہ کیون بغیر پوچھے
مین کسی شمار مین تھا جو مرا حساب ہوتا

گرم رو برق وار تھا کیا تھا
مین نمود شرار تھا کیا تھا

نیش غم دل کے پار تھا کیا تھا
گو کہ رہتا کہ خار تھا کیا تھا

کچھ نہ تھا عالم جوانی بھی
سر بہ اک جن سوار تھا کیا تھا

دو دو دل خاک بھی ہوے نہ کہلا
اودھنہ یا بخار تھا کیا تھا

دل صد چاک تھا کہ شانۂ زلف
مو بمو جو نگار تھا کیا تھا

کیون نہ مٹتا یہ آدم خاکی
ایک مشت غبار تھا کیا تھا

دم کے باعث رواں پیادہ تھا
یا ہوا پر سوار تھا کیا تھا

۱۰ شاد گمنام تھا جو غربت مین
اک غریب الدیار تھا کیا تھا

زمانہ اوج پر ہے مرقد درویش و سلطان کا
قیامت کا ہے طولی بوستان شہر خموشان کا

جو بیس و سہ دہا رین دو سو کی ہین سب بروان کا
ادا شکرانہ کر کنہٹا بنا کر دفتر دندان کا

کفن لکھا ہے شاہد مرگ پر کذب گریان کا
یہ وہ جوڑے ہین جو پہنے ہوے جامہ ہین قرآن کا

بہر اٹھیا ہون بہوڑا سا ابھی تو بہوٹ بہتا ہون
سری چھالون سے تو نوک کی کانٹا ہیا بان کا

بگولون نے اڑائی خاک کیا اک سیر ہی قائم مین
لہو رو تو خشت پانی ہوا دل ابر باران کا

چراغان کیا جلاتا ہی سخاوت مثل حاتم کی
دیے کی روشنی کرتی ہی روشن نام انسان کا

ہمارے اشک حسرت ہی لہو کی بوند جاتی ہے
جگر خون یاس سے شاید کیا جان پر امان کا

لکھی تصویر جب دم وہ نمک نوش جراحت ہے
بنایا دل کی جا مانی فراک نقشہ نمکدان کا

دل ایسا بلبل وحشی ہے جو ہر دم قصد کرتا ہے
گلستان سے بیابان کا بیابان سے گلستان کا

جیا یا کیا ہے اے قاتل گواہی خون ناحق کی
مری جانب سے ہے رن بولتا تیری شہیدان کا

سخن میرا نہ کیوں اردو زبان میں نقش فرما ہو
کہ جیا یا ہوں بعینہ شاد میں میر سخندان کا

درد دل عشق بتاں میں ہے یہ مشکل جاتا
جان لیکر ہے طبیب مرض سہل جاتا

اشک خونی ثمرہ تر سے روانی میں ہر پل
راہ پر خار سے ہے قافلۂ دل جاتا

جلوۂ حسن سے شرما کے میان محفل
شمع گل ہوتی ہے وہ رونق محفل جاتا

مژدۂ قتل سنا نے جو ہمارا قاتل
سر کے بل رقص کناں صورت بسمل جاتا

پیش و پس محبت یار ہے عدم کا سیر
شکر اللہ ہے منزل کسے منزل جاتا

تن کفن پوش روانہ ہے میان تابوت
منہ چھپائے ہے مرا صاحب محمل جاتا

اشک خونین کے ٹپکنے نے میرا کی
مہی جاتا جو نہ یہ موشک آبلہ دل جاتا

سخن اہل خرابات بنا کر اے شاد
میکدہ میں جو کبھی واعظ مہمل جاتا

ہر حال میں شکستہ دل ناصبور تھا
شیشہ بھی تھا تو سنگ حوادث سے چور تھا

پیری میں بھی یہ حسن کا اوسکے فتور تھا
موئے سفید نور کی تر شکے کا نور تھا

الفت کا جانبین کے دل میں فتور تھا
رونکو جو ناز تھا تو ہمیں بھی غرور تھا

معراج میں جو عرش علی پر گئے نبی
معلوم شب ہوا کہ یہ احسان بھی دور تھا

آنکھیں جو منعموں کی پھریں جام کی طرح
کیف شراب نشۂ زر کا سرور تھا

دانۂ دل ہلال و چرخ نیا مانہ کیوں خدا
گردن کو سر کشوں کے جھکانا ضرور تھا

اوس بت کی چیرنے سی اکھی جو بہ گیا
سہوڑا بغل مین تہا کہ دل نا صبور تہا

اکدن جو سوے گور غریبان گذر ہوا
مرنے پہ بہی یہ خواہش دل کا دھور تہا

حسرت زدون کی نعش کے اوپر جو کی نگاہ
اک ڈہیر آرزو کا سیان قبور تہا

قطعہ

۱۹ ای شاد سر فروشی فرہاد کیا کہون ۱۱
میدان عشق مین وہ جوانمرد سور تہا

لب پہ اب آتا نہین نالہ دل ناشاد کا
لٹ گیا رستے مین شاید قافلہ فریاد کا

حسن عالمگیر ہے خط ستم ایجاد کا
خوب طوطی بولتا ہے آج کل صیاد کا

پوچہتے ہو کیا پتا دوش صبا پر دیکہہ لو
ہر گلو لا ہے نشان مجمہ خانمان برباد کا

شمع کا سر کاٹتے ہیون اپنی راحت کے لیے
یہ بہی مذہب مین ہمارے کام ہے جلاد کا

اے فلک اب وہ نہ انسان جانکر گرد ملال
کہل گیا ہے جسد خاکی ہے آدم زاد کا

سنگ دل ایسا ہون کہ بدنامی مری تشہیر ہے
شور رسوائی ڈہنڈورا ہے مرا کہیاد کا

موت سر پر کیلتی ہے اوسپہ یہ کبر و غرور
حوصلہ دیکہو تو مشت خاک بنیاد کا

بے مربی ہون تو وہ موتی ہے دیگا آبرو
پالنے والا ہے جو خالق یتیم اولاد کا

تربت عاشق پہ رکہنا اے صبا آہستہ قدم
شیشہ نازک بغل مین دل ہے مہہ ناشاد کا

نالہ کرتا ہے تو ناقوس و جرس کو دیکہہ لے
شق جگر ہوتا ہے اے دل جب فریاد کا

۲۰ کیون نہ اردو ہے شاد ہو میری زبان ۸
رنجہتہ کہتا ہون لیکر نام میر اوستاد کا

ذہن مین راز محبت یہ بمشکل آیا
دل گیا ہاتہ سے لوگون نے کہا دل آیا

خاک اوڑائی جو نظر صاحب محفل آیا
جذبہ آیا اودہر آندہی کیطرح دل آیا

بزم عالم مین ظہور نبوی سے یہ کہلا
خلوتی اور جہانے نبی محفل آیا

قاریو روے کتابی کی تلاوت ہے محال
یہ وہ قرآن ہے کہ جبین نہین منزل آیا

گردن مور و ملخ سے یہ صدا آتی ہے
کون اوس ترک کے کوچے سے نہ بسمل آیا

ناتوان وہ ہوں کہ ہونکی گرانباری سے
گور تک مر کے جنازہ بھی بمشکل آیا

عشق نے بعد فنا آنکہ جو دی مجنوں کی
ہر جنازہ مین نظر صاحب محمل آیا

۲۱ شاد و ناشاد کو دیگا وہی بیداد کی داد
منصفی پر جو ہو تو خالق عادل آیا ۱۰

مری بغل مین نہ ہی پہلو مین یار دل میرا
یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا

ہوا ہے چشم صنم سے دوچار دل میرا
ہرن کا کھیل رہا ہے شکار دل میرا

چڑہا نظر پہ نہ آئینہ وار دل میرا
گرا تو ٹوٹ ہی جائے گا یار دل میرا

وہ ہمکنار ہین غیرون سے ہین ہوں مہجور
اوٹھا رہا ہی عذاب فشار دل میرا

خیال آبرو سے ضبط درد ہی ورنہ
کراہتا ہے ابھی لاکھہ بار دل میرا

وہ بیقرار ہون مانند شیشۂ ساعت
کہ اک گھڑی نہین لیتا قرار دل میرا

یہ جور چرخ سے گرد ملال خاطر ہے
کرہ زمین کا ہے پرغبار دل میرا

جو رو کے کہتا ہون ملنی سی غیر کی حاصل
تو ہنسکے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا

غضب ہوا کہ گرایا بتون نے نظرون سے
بچائیو مرے پروردگار دل میرا

۲۲ گلون کو بلبل نالان کی ہمیں مین اے شاد
سنی نہ ایک بیکار اشکبار دل میرا ۶

غیر سے آنکھہ مار کر مارا
تیر مارا نہ نیشتر مارا

اپنے نزدیک کیمیا ہے وہی
طرح سیماب دل اگر مارا

نہ بڑہا ہے سے پاے مردی مین
کوہکن نے ہزار سر مارا

کہتہ آیا سوا نہ قسمت سے
قدم سعی بیشتر مارا

دل و دیدہ نے کی دغا ہمسے
مل کے یارون نے یکدگر مارا

## ۱۳ صید افگن ہوا تو کیا اے شاد ۱۱
## نفس مارا تو شیر نر مارا

کیون نہ بہکین یعنت کہ غرنون کو سا مان ملگیا
دو ہین ساغر جو آیا دست گردان ملگیا

علم کی دولت ثنا نی سے مضاعف ہو گئی
جسقدر ہمنے دیا اوس سے دوچندان ملگیا

وحشت دل کی قسم کھائی ہو دامن دری
جب ہوئین کنٹھا او ٹھائی گو گریبان ملگیا

رزق ہر منت گدائی سے بھی ہاتھ آتا نہین
جب فقیرون نے دعا دی پارۂ نان ملگیا

اے فلک بلبل کوی جانان اک ہین برباد ہین
نرم پرواز کو بلبل کو گلستان مل گیا

ظالمون کو یون دل بیرحم قسمت نے دیا
جس طرح بہر ستم تیرون کو پیکان ملگیا

خود فراموشی سے اپنی ہو بل ہم آگئے کہین
دل کو جب ڈھونڈھا تر کر چہ جانان ملگیا

وحشت دشت مین جو مجھ مجنون کی جھنڈی گر گئی
خار صحرا کو بہر پیرا یہ دامان ملگیا

وائے برگشتہ نصیبی جب مرا تبلا بنا
جان بے پروا جو مانگی دل پر اران ملگیا

## ۱۴ پنجۂ مژگان کا مصرع مصرعۂ ابرو سے شاد ۹
## نظم ہو کر صورت دست و گریبان ملگیا

دل کو لطف نکہت گلہا ی خندان مل گیا
مین ہوا جا دی سی باہر وہ جو عریان مل گیا

عید کے دن ہی ہوا آشکارا عداوت دیکھنا
صورت خنجر گلے سے دشمن جان مل گیا

رفتہ رفتہ خط سبز آیا لب جان بخش تک
خضر کو آخر نشان آب حیوان مل گیا

جان دینے پر بھی پیدا ہو جو نالون مین اثر
مین بھی مجنون کہان اس مین بھی ارزان ملگیا

روز نجیہ ہون کہ جینے تیز کی مجھ سے چھری
اوس ستمگر کو ثواب عید قربان مل گیا

غم نہین زہرہ جبینو چاہ بابل ہو تو ہو
ڈوب مرنے کو ہمین چاہ زنخدان ملگیا

وحشت دل نے جو سر اہن دری تقسیم کی
خار کو دامان تو ہا تھون کو گریبان ملگیا

جب ہوا ریا بگولی ذرہ تو ہر گیے وان
خاک مین میرا دل خاطر پریشان مل گیا

۲۵

شاد کہتا ہے وہ ظالم کیسی باتوں باتوں دل
یہ مزیدی مال ہمکو دست گردان مل گیا

۱۰

چمن بھی دشت وحشت ناک نکلا
جو گل نکلا گریبان چاک نکلا

پیم غم سے دل غمناک نکلا
سمندر تیر کر پیراک نکلا

ہمیشہ ہے تہ و بالا زمانہ
ہنڈولا دورۂ افلاک نکلا

محبت سم ہوئی خال سیہ کی
یہ دانہ دانۂ تریاک نکلا

غذائے مار کا کل مغز جان ہے
یہ موذی افعئ ضحاک نکلا

زمین سے دیکھتے ہی تھا فلک پر
عجب پیک نظر چالاک نکلا

طریق عشق سے جانا خدا کو
یہ جادہ جادۂ ادراک نکلا

سراب آسا ہے انسان بود نابود
بشر بھی اک طلسم خاک نکلا

عجب حسن و جمال آدمی ہے
کہ محبوب خدائے پاک نکلا

۲۶

مدد چاہی ہے بخشش جو ای شاد
زبان سے یا شہ لولاک نکلا

۹

ہم وزن خار غم ہے گلہای داغ تن کا
پھولون مین تل رہا ہی کانٹا مری چمن کا

ممنون ہون جو کا ٹو مجھ ناتوان بدن کا
تنکا اوتارنا ہے احسان ہزار من کا

ہمسر ہے خار غم سے ہر رنگ ٹاٹ بدن کا
جامہ مجھے ملا ہے ساہی کی پیرہن کا

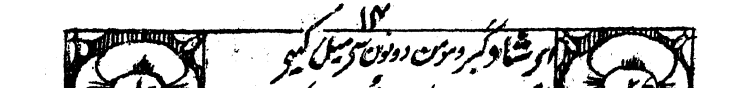
شاہین وہ ہون کہ چھوٹی طائر شکار ہوکر
اوڑ جاے پر لگا کر دانا مرے دہن کا

جلتی ہے سانس جبتک قائم ہے بزم اعضا
ای دم ہی تیرے دم تک جلسہ اس انجمن کا

پونچھا جو حال مجنون صحرا مین مکھیون نے
جالا وہین بنا یا تار رگ بدن کا

گو خاک مین ملا ہون لیکن ہی ضفاہے
کافور سے ہی اوجلا جامہ مرے کفن کا

یا ون جو گل قفس مین ایسے کہان مقدر
سجدہ کرون جو گردون پتا بھی ہی چمن کا



## ۲۷ اہی شاہ کبر و سمن دونوں سے میل کیجیے ۱۰
## تشبیہ میں ہو ڈر از نثار پیرہن کا

شمع ہین گر دو جہان زیر آسمان کیا کیا — زمین کی بیچ مین آوے ہین سلوان کیا کیا
فرشادہ دون سنگ جانان جو سر فراز کرے — چپا کے گوشت مین کہ ہین سخوان کیا کیا
علے زمین پہ جو سرکش خصاص عالم لون — شائے سیر فلک نی ہین نوجوان کیا کیا
صیام مین ہو بوس مے شکست توبہ سے — براہی پیر مغان لاوے ارمغان کیا کیا
زبان حال سے عنقا ہا یہ کہتی ہین — کہ نامیون کی مٹی ہین یہان نشان کیا کیا
فلک کو بہیس مین صورت نگار ہی کوئی — بدل رہا ہی جو ہر روپ آسمان کیا کیا
شریک حال ہی عجبت مین نا مرادی نیا — ملی ہین دشت مصیبت مین ہمرہان کیا کیا
جہان گمان ہین کس گل نی صحن گلشن مین — کہ تشنہ چلتے ہین مرغان آشیان کیا کیا
نکل کے چشم سے اشک رواں ہوے غربت — لٹی ہین عشق کی منزل مین کاروان کیا کیا

## ۲۸ کیا ہی کہر دل غلمان و حور مین اہی شاہ ۱۱
## بہشت مین ہین ہمارے لیے مکان کیا کیا

فرو ہی خضر نو خط کیا ذکر آدمی کا — طرے بہی بڑہ رہی ہین کلمہ تری کا
اس چرخ رو سیہ کا غم خانہ جہان ہین — ہنستا تو ہے او سپر جو اشکون خوشی کا
صد سے سی بال بہر کی سو جا سی ٹوٹ جاوے — موی کمر سے نازک رشتہ ہی دوستی کا
آنکہین پہری ہین شاہد کیا دوش دون فضا کو — مارا ہوا ہوا نے برگشتہ طالعی کا
اوس خوابگہ مین اگر مانند کوہ کاشک — کہلتے ہی آنکہہ دیکہا عالم رواروی کا
انسان نہو پریشان کیون بد قماشیون سے — عنصر کا گنجفا ہے اک دست ابتری کا
وصف تری بیان تحریر کر رہا ہون — کاغذ کی جا ورق ہو نارنج کاغذی کا
ایذا رسان اعادے جو قرب ہی کم نہین ہے — یہ سنگ کی جا ہی پر جو کیسہ ہو اوری کا

مرجاؤن گا جو ساقی جام شراب چھلکا — کب زیر ہو چکا ہے پیمانہ زندگی کا
بیکس وہ ہوں کہ جھکے بعد فنا لحد پر — حسرت کا بستر اہے تکیہ ہی بیکسی کا

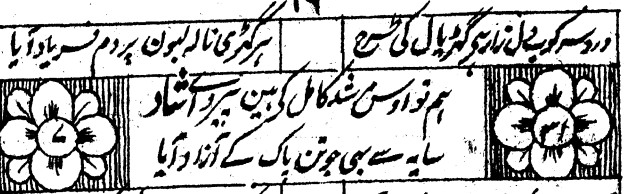
۹ ای شاد اس غزل کی ابیات ہیں ہی الطیا ۹
ہیں رشتہ زبان بھی ماہر ہوں فارسی کا

برگشتہ طالعی سے مجھے عیش غم ہوا — ہوئے جو ہاتھ پاؤں خوشی سے ورم ہوا
گر یہ مرے نصیب ہیں جسدم رقم ہوا — رویا وہ پھوٹ پھوٹ کے جو حرف نم ہوا
مسجود خاص و عام یہ سنگ حرم ہوا — پتھر ترے گلے کا ترش کر صنم ہوا
ہم میکشوں کا آکے گھٹا دل بڑھا گئی — تر دامنوں پہ ابر کرم کا کرم ہوا
بزم جہاں میں جھک کے سلامت روی سے چل — گردن کشی جرس نے کی سر قلم ہوا
شیریں لبی نے سبز خطوں کی کیا ہلاک — آب حیات خضر مرے حق میں سم ہوا
دھبا بھی دل پہ الفت زر کا جو آگیا — وہ پاک دامنی سے نہ صدور م ہوا
عشاق کم سنی کے گلی کاٹنے لگے — وہ طفل بارہ برجو سوا تیغ دم ہوا

۹ ای شاد فوج اشک میں ہر ناکہ بلند ۹
جھنڈا ہوا نشان ہوا جب علم ہوا

دیر سے کعبہ کو پھر کر دل ناشاد آیا — جو برا دھتائے یہ بتوں کے کہ خدا یاد آیا
سرخ پوشاک پہن کر ستم ایجاد آیا — خون ناحق میں نہائے ہوئے جلاد آیا
ہیں وہ گریبان ازل ہوں کہ مثال دریا — اپنی تقدیر پہ رویا دم میلاد آیا
نہ رکا گل نے بھی دامن میں چھپایا مجھکو — اس چمن میں صفت نکہت برباد آیا
ناوک فگن کہاں قاتل بینا کی جرح — منہ سے بولا کہ گلا کھوٹنے صیاد آیا
دشت خونخوار ہوا رشک ہرن عشق — نیشہ بنکر پئے سر کوہ بے فرہاد آیا
رہگیا سایہ بھی اک تھک کے نہ کوسوں تیرے — دشت گردی میں مرے ساتھ نہ ہمزاد آیا

دردسر کو بیان زار ہی گہڑیال کی طرح
ہر گھڑی نالہ لبون پر دم فریاد آیا




قفس بیضۂ مولا دہین غم یاد آیا
پر بکلنے بھی نپائے تہے کہ صیاد آیا

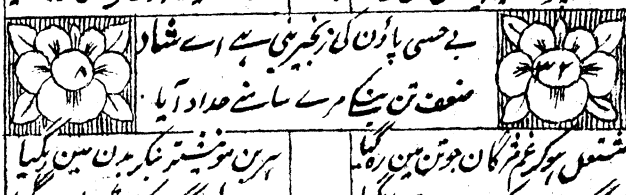
مرتے ہی ذہن مین نام ستم ایجاد آیا
جب گیا زیر زمین مین تو فلک یاد آیا

ناخن عقدہ کشا تا بہ بھی آیا صد حیف
دانہ کر نا گرہ خاطر ناشاد آیا

دل وہ نالان ہی کہ ہر نالہ سرشک جبکا
آسمان سر پہ اوٹھائے دم فریاد آیا

طرفہ وحشی ہون کہ ہر روز نئے کرتبکو
وحشتین عالم ایجاد مین ایجاد آیا

اک تو تہے پیچ مین دل شکنی کی خاطر
اور قسمت مین بتون کی دل فولاد آیا




مشتعل ہوکر غم مژگان جو تن مین رہ گیا
ہر بن مو نیشتر خنجر بدن مین رہ گیا

گر گئے دندان نہ کس دل عضو تن مین رہ گیا
جب ہوئی بہا گرہ نہ اک ذرہ وطن مین رہ گیا

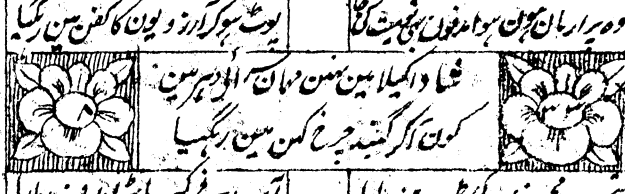
تا قیامت قبر مین ڈھونڈا کیے منکر نکیر
لاغری سے چھپکے مین تار کفن مین رہ گیا

تیغ کیسی جائے تن مین جراحت کی طرح
خون ہوکر دل غم گل پیرہن مین رہ گیا

ناتوان وہ ہون جو نکلا دل ہی ہنگام فغان
آتی آتے نالۂ دہن مین رہ گیا

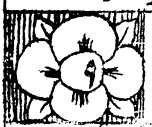
نخل خواہش تنگ دستون کا نہ جب پھولا پھلا
ہاتھ ملکر اپنے سر پتا چمن مین رہ گیا

وہ یہ ارمان ہون ہوا مدفون بھی میت کی جا
یوسف ہوکر آرزو یون کا کفن مین رہ گیا

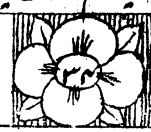



سیر مجھ زار کی طرف نہ ارا
آپ نے کیا بڑا ہدف مارا

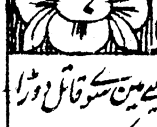
آبرو ریز ہو جو کوڑک دشمن — جاے یارب وہ ناخلف مارا
جسکو تاکا لڑائی مین اوسکو — ٹوک کر درمیان صف مارا
نہ بنا ہمسے ابلق ایام — لاکہ بے دانہ و علف مارا
اک زمانہ کا دل لیا تو نے — مال عالم کا حق تلف مارا
سنوا بحر غم سے بیڑا پار — ہاتہ پاؤن کو ہر طرف مارا
چشم و دندان یار کے غم مین — دل کو بہر دُر و صدف مارا




بے اجل غم نے شاہ بیکس کو
دوڑ دے یا شہ نجف مارا




جو میری چوٹ پہ غیر و شکار اوسنے نام لیا — لگا جگر مین وہ گھونسا کہ دل کو تھام لیا
وہ مست ہین یہ تغول ہے بدام لیا — بہرا جو کوئی کٹورا شگون جام لیا
نہ اک نفس بھی ملا جین عشق ابرو مین — جو دم لیا وہ تہ خنجر و حسام لیا
جنون و عشق نے غارت کیے دل و دیدہ — تہمگون نے لوٹ مرا کاروان تمام لیا
قیامت آئی تو جاتا کہان ہی پیر فلک — گرا زمین پہ کسی دن تو انتقام لیا
ہوا سے شوق مین برسون پہرا غبار مرا — جو کوے یار مین لائی صبا قیام لیا
جو بول بند ہوا بات کی اشارون سے — زبان کا چشم سخن گو سے بھی کام لیا
یہ ضد ہے یون تو مری شکل دیکھنا کیا — دم نماز بھی منہ پھیر کے سلام لیا




جہان مین شاد مین وہ پیرو ائمہ ہون
کہ سبحہ بھی نہ کبھی مول بے امام لیا




وہ جو شمشیر کمف قتل پہ مائل دوڑا — سر ہتیلی پہ لیے مین سو قاتل دوڑا
آسمان بہیک حسینون کو بھی منگواتا ہی — در بدر لیکے پیالہ مہ کامل دوڑا
دورۂ جام صبوحی کا شگون لیتا ہی — آفتابی جو کٹورا ہو وہ غافل دوڑا

ہوا ن وہ دیوانہ کامل کہ جسے عالم مین
تار دیتے ہی خبر خلق و سلاسل دوڑا

آگیا چہرے پہ خط رخ دوانی موقوف
گھوڑے کاغذ کے نہ اب ای بت جاہل دوڑا

وہ جہان گرد ہون مین بادیہ پیمائی مین
تو سن عمر رواں بھی نہ مقابل دوڑا

۳۶ کمر یار کا ناحق ہے تجسس ای شاد
عقل سر ارالٰہی مین نہ غافل دوڑا

ہون وہ مجنون کہ سوے لیلی جو ذرا دل دوڑا
مجھسے آگے مرا سایہ پس محمل دوڑا

مر گئے پر بھی یہ گردش ہی مری مٹی کا
دور مین عام جو آیا سر محفل دوڑا

شرہ ای جامہ دری دشت جنون تہنیتی
تا تہ دامن کو قدم جانب منزل دوڑا

روح مجنون ہی رواں ساتھ جلو داری مین
تیز ناقہ کو نہ اے صاحب محمل دوڑا

جلوۂ حسن و تپ عشق مین ہی لاگ ازلی
شمع روشن ہوئی پروانۂ بیدل دوڑا

ناتوان وہ ہون جو تو لیدلہو کی بھی ہوئی
ہر رگ و پے مین مرے خون بمشکل دوڑا

جل بجھا کون تپنگا کہ نکل کر جلدی
دیدۂ شمع سے آنسو سر محفل دوڑا

۳۷ حال معلوم ہوا درد جگر کا ای شاد
تار اشکون کا برای خبر دل دوڑا

مشکل مین کب کسیکا کوئی آشنا ہوا
تلوار جب گلے سے ملی سر جدا ہوا

وقت فنا و بہر کے یہ کہتے حباب ہین
جسمین ہوا سے کبر سمائی ہوا ہوا

دولت سے مجھے نصیب ہو کیا خاک تیہری
پارس ہوا جہان مین نہ مین کیمیا ہوا

معراج دی خدا نے جو دوش رسول پر
رتبہ علے کا اک قد آدم سوا ہوا

ناخن خراشیون نے کیا لاکہ سینہ چاک
دل کا سیخ مرے عقدہ نہ وا ہوا

کلکی کبھی نہ آرزوے دل سزا ہیف
ناکامیون سوا نہ کوئی مدعا ہوا

۳۸ ہزار دیا ہی میرے رونے شاد کو لیکے
سایہ نہ اوس پری کا ہوا اک بلا ہوا

کی پرستش بہت اب کام دعا سے ہوگا
ای بتو تجھ سے جو ہوگا وہ خدا سے ہوگا

درد الفت ہے علاج اسکا قضا سے ہوگا
فائدہ کچھ نہ دعا سے نہ دوا سے ہوگا

بستگی دل کی نہ وا آہ سحر سے ہوگی
یہ وہ غنچہ ہے کہ خنداں نہ صبا سے ہوگا

کس لگاوٹ سے چوراتا ہے یہ دل ملتھون ہاتھ
چور پٹر کھکر نہ کوئی فرد حنا سے ہوگا

بے محل بھی ہے سخن میر کہ لیجے عین محل
تم جو بیجا بھی کہوگے تو وہ جا سے ہوگا

چار حد میں نہیں غم رزق مقدر پیدا
خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے ہوگا

اوٹھ سکے کوہ الم دشت جنون یا سے ہو
زور بازو سے نہ یہ قوت پا سے ہوگا

۳۹
دل کو زلفون میں پھنسانے سے یہی نا ای شاد
سامنا ہوگا بلاؤن سے بلا سے ہوگا
۶

دل سلگتا ہے کہ شعلہ ہی جگر سے اوٹھا
یہ دھوان دیدۂ تر دیکھیے کدھر سے اوٹھا

سیکڑون عاشق ابرو سے تو ناف دو نیم
نیمچہ کھینچ کے جسدم وہ کمر سے اوٹھا

کوچۂ گردون کی جو مرنے پہ نشان کو پوچھا
تیغ گرد سر اک راہگذر سے اوٹھا

ناتوانی سے وہ پارہ ہون جہان بیٹھ گیا
کیمیا گر نہ موس کے ہنر سے اوٹھا

سب اوٹھے حشر کو دن اک میں وہ افتادہ ہون
اشک سان گر کے نہ مردم کی نظر سے اوٹھا

۴۰
لاشۂ شاد سے واقف نہیں لیکن مرکر
اک گران بار تو ہے چار شہر سے اوٹھا
۸

وہ ستم لاکہ ہو جائین ریض سل چھوٹی گا
اگر انصاف بھی چھوڑین گی ہمارا دل نہ چھوٹی گا

مثال سنگ اسود دل سی داغ دل نہ چھوٹیگا
سیہ کاری کا دھبہ حشر تک اک تل نہ چھوٹیگا

رہائی بے مرے محبہ نیمجان کی غیر ممکن ہے
کبھی صدقے مین تیرے طائر بسمل نہ چھوٹیگا

ذقن سیر الالم ہی جو پھنسیگا اسکی چاہت مین
کرین مشکل کشا جب تک تے مشکل نہ چھوٹیگا

خیال وصل مین لپٹی ہی اوڑھ کر خاک مجنون کی
یہ جھوٹا ہی غبار پردۂ محمل نہ چھوٹے گا

ہجوم داغ سے جیسے شرر دل سے نکلتی ہیں
تباسے کا اثر ایسا سر محفل نہ چھوٹیگا
جو گردون آستان بھی ہو تو سر گرداں ہم ہیں
مثال ماہ ہمسے دورہ منزل نچھوٹیگا

۴۱

رہائی جیتے جی اے شاد کیا ہو دام گیسو سے
رگون کے جال سے تا زیست مرغ دل نہ چھوٹے گا

جہان داغ فندق قریب جگر تھا
وہین پر لہو دل کی جا بوند بہر تھا
شب وصل یہ صبح ہونے کا ڈر تھا
نہ پو بھی پھٹی تھی کہ ٹکڑے جگر تھا
جنون خوشنما تھے کئی کو ہکن کے
بہت سر اوٹھائے یہ شوریدہ سر تھا
جو تھا نیم جان تیغ نیم نگہہ کا
دوپر کا لہ سر سے لگا تا کمر تھا
مگر گرمی غم بڑھی تھی جو آنسو
پسینے مین ڈوبا ہوا تر بہ تر تھا
جو آدم فنا ہو گیا دم بھر مے مین
تپنگا کوئی گرم رو یا شرر تھا
ہمیشہ رہا جان پر قیس کھیلے
بڑا بے کلیجہ یہ خستہ جگر تھا

۴۲

ہوا شاد خاموش ہنگام پیری
ابھی جھلملاتا چراغ سحر تھا

نالہ زن باغ مین ہو بلبل ناشاد نہین — بند رکھہ کام و زبان کر نہ فریاد و بکا
ڈر یہی ہے کہ خفا ہو ستم ایجاد نہین — باغبان دشمن جان گھونٹ ڈالی گا گلا
سنگ سمجھا ہے پڑین تیری سمجھ پر پتھر — غور سے کر تو نظر گفتگو سخت نہ کر
دل نازک ہے یہ میرا کوئی فولاد نہین — ٹوٹنے کا ہے گمان نکر میری بات سنا
پوچھہ اے خانہ برانداز نکیچہ حال ستم — لامکان جیسے ہین ہم تیری ہی سر کی قسم
بے گہہ ایسا کوئی مرغ چمن آزاد نہین — آشیان کا ہی نشان نہ نشیمن کا پتا
اوس صنم سا کوئی سفاک نہین شمر خصال — یہ خدای متعال کس سے دون اوسکی مثال
ملک الموت سے اس طرح کا جلاد نہین — وہ ہی خونخوار جہان — اصل ضحاک ہے کیا

بستیان ہوگئین سنسان ہزارون جنگل پر مرے دل کا محل جس گڑھی نی اجل
ایسا اوجڑا کہ ہوا پھر یہ گھر آباد نہین - بنگیا ہو کا مکان - جب سے ویران ہوا
چھوٹنا توڑ کے ہر ایک رگ جسم کا جال - زندگی پھر ہے محال - لاکھ گگڑین سو سال
مین وہ قیدی ہون کہ جسکی کوئی میعاد نہین - محبس موج روان - خانۂ تن ہی میرا

مصرع شعر سودا و شاد جوانبرون ہی کلام - وہ عبارت ہی تمام - مستزاد کا ہی نام
غزل اسطرح کی کہنے پر کرا یراد نہین - دیکھہ تو ہوگا عیان شاعرون نے ہی کہا

رت مین بوٹا بوٹا بھولے کلی کلی کھل جاے | دیکھیا دل وہ پھول ہی جو رت بدلت مرجھاے
جگر بداغ دلم لالہ زار مین بھی تھا
خزان رسیدہ یہ غنچہ بہار مین بھی تھا

باڑہ مین وہ جو ہر ہین بھوون کے سنوارکر دار | جیسے کرے ایک ایک دو دو حیدری کی تلوار
چو تیغ ابروے جانان دو نیم میسازد
برش کا لطف بھی ذوالفقار مین بھی تھا

تن من جلکر خاک ہوے اوپر بھی نہین پین | ہڈی ہڈی دلکی لگی سے سلگت ہے دن رین
نہ دود آہ دلم سرکشیدہ بدتھا
بدن تمام سلگتا بخار مین بھی تھا

نین پسارے دیکھے ہا تھا راہ تری مین یار | خوب آئی ای موت سو تیرے مین تیری بلہار
پیام مرگ کہ فتہ خوش آمدی بفراق
تری مین قابض جان انتظار مین بھی تھا

بے بس ہو نین دل کو کارن سنیے نصیحت گوے | پھر نہ کبھی او سراہ چلون جو دیر قابو ہوے
چگونہ درپے او ناصحا نے رفتہ
کہ دل مرا مرے کچھ اختیار مین بھی تھا

من ہوں من یہ من ہیں بت ہیں ہو جو ہو ترا پرتو خاک
سانولیوں کی واری جاؤں کیا ہی ہے تیری خاک



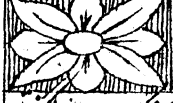
باندھ بعد فنا ہم نثار مہر و یان
اثر مرا می مشت غبار میں بھی تھا

سانس رکتی ہے آہ جاتی ہے خوش ہیں جو کہ سو جان
جس کو ہو میں ہو کر یہ میں یہ سہا تنگ جہان



ہزار شکر کہ جانم بہ کوچہ گردی رفت
میں تنگ نامی جہاں سے فشار میں بھی تھا

ظلم سہہ و مرغ کی پانوں کر کہ بتوں کی پیت
ہر کہ قہر میں یہی نہیں ہوت جس کی ریت



فلک بہ عشق تپان بر من آن عذاب نمود
جو نار و غضب کردگار میں بھی تھا

لا کہن بلبل بلات دیکھی طوطے سنی ہزار
اردو کو پر کوئی نہ دیکھا میر سا خوش گفتار



ہجوم مرغ چمن دیدہ بگواے شاد
غزل سرا کوئی مجھ سا ہزار میں بھی تھا

یہ دیتا ہے صدا سنگ آسیا کا
خدا رزاق ہے بے دست و پا کا

بتوں سے جو پھرا کعبہ کو تا کا
مثل سچ ہے کہ سیدھا گھر خدا کا

بھروسا کیا ہے دم آیا نہ آیا
حیات انسان کی ہمونکا ہی ہوا کا

نہ جائیگا کبھی سودائے کاکل
مرے سر پر چڑھا ہے جن بلا کا

کہلا یہ جب نظر کی جانب اصل
کلی تصویر آدم کا ہے خاکا

یہ طولا وہ یارب بے طلب دے
جسے لیکا نہو دست دعا کا

کہلے بند دان دل بستہ ہو میرا
الٰہی واسطہ مشکل کشا کا

وخیفہ نام پاک پنجتن ہے
مخمس ورد ہے آل عبا کا

جو دیکھی گرمی بنت العنب کو
وضو ٹھنڈا ابھی ہو پارسا کا

وہ عریان ہوں قسم جامہ دری کی
جنون نے لاکھ کی عقدہ کشائی
غم شبیر میں رویا رلا شاد
صلا خلد برین سے اس بکا کا

قطعہ

جنون پر رونگٹا بھی ہو قبا کا
نہ آیا ہتھ کھنڈ دست خدا کا

۴۵

نہ باور ہو تو سن گوش یقین سے
حدیث من بکے اسکے بنا کا

خوش خراموں پہ نتیجہ ہے بداعمالی کا
تنگدستی جو نہ خاک ہوئی آئینہ
دار پر جیلے و منصور کو کھینچا ای عشق
کیوں نہوں زیر فلک گور غریبان لاکھوں
پوچھنے کی نہیں حاجت نگہ غور سے دیکھ
ناتوان وہ ہوں کہ بستر ہے سرکنا میرا

اپنے ماتھوں میں سزاوار ہوں پامالی کا
کھل گیا حال سکندر کو کف خالی کا
کیا ہیں لائق نہیں اس مرتبہ عالی کا
مقبرہ ہے یہ ہر اک بے کس و بالی کا
صورت حال ہے نقشہ مری بدحالی کا
ضعف نے نقش بنایا ہے مجھے قالی کا

۴۶

اصل ہم وضع ہوئے ہے نہ ہوئے اہل ای شاد
لاکھ ہو جامہ اونی پہ گمان شالی کا

ہاتھ جھوٹا پڑ گیا مجھ پر جو اوس خونخوار کا
توڑا آئینہ جب آیا دل کو شک غبار کا
روح بولی پھینک کر پشتارہ جسم زار کا
واہ رے شوق شہادت جب چلی تیغ رواں
گور تک پہونچے نہ شال گرا اوڑھنے میتے کا
قد بالا کا کیا جب عشق سولی دی گئی
جب ہوئے اعضا جدا تن سے گرے ہیں گور کی
اے جنوں تیری بدولت خانہ زنجیر میں

بیتے ہی خون جگر منہ آگیا تلوار کا
منہ بگاڑا سامنے صورت آشنائی یار کا
اک اکیلے سے نہیں چلتا ہے بوجھا چار کا
ہاتھ بھر کا ہو گیا دل زخم داندار کا
طے کیا گر پڑ کے رستہ راہ ناہموار کا
کیا بڑی معراج اس سے ہے چڑھنا دار کا
کھل گیا مرنے پہ حال ایک ایک یار غار کا
پاؤں رکھنے کا ٹھکانا تو ہے مجھ نا چار کا

۴۸

عاشق ہر دختر زر ہے وہ ہرجائی ہے شاد
کیا ٹھکانا اوس خرابات خدائی خوار کا

یہ اشارہ تشنہ مژگان سے ہے خونخوار کا
فی سبیل اللہ پانی ہے چھری کی دھار کا

سر خرد ہے چاہنے والا لب دلدار کا
اوسکا منہ کالا ہے جو پیچھے جو زلف یار کا

سامنا کرتا ہے میرے آنسوؤں کے پار کا
ہر گہر بیدھا ہوا ہے موتیوں کی مار کا

کٹ مری بے تیغ زلفوں کے لپٹے مارے ہوئے
پیچ لٹکا یا جو اوسنے لٹ پٹی دستار کا

مین وہ کاہیدہ ہون ہمسر ہو جو قیس ناتوان
واب لے دانتون مین تنکا ہے جسم زار کا

جامۂ تن کی جنون نے اسقدر تلپے لیے
ہجی دیجی ہے پہر سہرا ہر نشان خار کا

گریۂ چشمۂ گنہ کی آبرو رکھے خدا
دامن تر ہے مقابل ابر دریا بار کا

۴۸

سوز و درد و مضمحلی و جرأت و سودا و میر
شاد مین قائل ہون اردو مین انہین چار کا

مین تو کیا ہون وہ دبین گے بت خودکام سب
گر رستم سے ہین جان باز بل سام سب

مجھکو معلوم ہوا چاند گہن ہوا سنے
منہ کو زلفون مین چھپایا جو سر شام سب

جوش مستی مین کیے شیشے کی شیشے خالی
ہم بلانوش ہوے سیر اک جام سے جب

ہاتھ پھیلا جو کسی دست کرم کے آگے
بے زری جانین گے بار درم و دام سے وہ

بول بہوٹا ہی تو کی گیسوی احمد کی صفت
جو سکھے ہی دم گفتار تو اسلام سے لب

بخت جاگے جو ہوئین بعد فنا بند آنکھین
سوئین گے گوشۂ مرقد مین ہم آرام سے اب

انجو مطلب سے غرض اپنی خوشی سے مطلب
کام اونکو ہے ہمارے دل ناکام سے کب

۴۹

روز فرقت سے بلا کو سے فزون تر اے شاد
کم نہین ہجر مین مجکو سیہ شام سے شب

ہوا عشق زلف چلیپا نصیب
مسلمانے ابتو یا قسمت و یا نصیب

بتون کا ہو پہلو خدایا نصیب
بغل مین ہو دل کی طرح جا نصیب

کسیکو سوا جام زہر آب کے
نہو چرخ نیلی سے مینا نصیب

نیا جب بغل مین دل نا مراد
ملی مجھکو جان تمنا نصیب

بنی شبنم آبدیدہ تو کیا
ہوئی چشم گریہ کو دریا نصیب

ہمین ایک دل کیا ہے لطف و کرم
ہنوز اب سے دل ہون سراپا نصیب

ملی نوجوانی بھی یوسف کے ساتھ
ترا بھی ہے کیا اے زلیخا نصیب

نہ مجنون کو ہم شہر والون سے پوچھ
وہ بن مانسون مین ہے صحرا نصیب

خیابان مین بیٹھ کے شراب طہور
یہان ہو نہو جام صہبا نصیب

چمن مین ہین خوش غندلیب چمن
قفس مین ہین پر بند ایذا نصیب

مین وہ مرغ بسمل ہون تڑپون تو ہو
تماشائیون کو تماشا نصیب

اجل ہجر مین آ کے یا شاد کو
وصال صنم ہو خدایا نصیب

جانا ہے یہ جان پر بنی اب
چہرہ پہ ہے چھائی مُردنی اب

سرکش گئی تو تن سراپا
کرنکسری نرد تنے اب

جیتے رہین نور دیدۂ اشک
آنکھون کی یہی ہین روشنی اب

پہلے تھی زبان پہ مدح قاتل
لب پر ہے مرے قتلتنی اب

مژگان نے چبھوئے سوئیان مین
پیراہن تن ہے سوزنی اب

تر دامنی آگے شرمگین تھی
آب آب ہے پاک دامنی اب

پتھر سے سوا ہے سخت جانی
آئینۂ دل ہے آہنی اب

جب کوہکنی تھی مثل فرہاد
اعضا شکنی ہے جان کنی اب

اغیار ہوے حلال کب کے
چورنگ ہو یہ بھی گشتنی اب

۵۱ للہ کبھی دیا تھا اسے شاد ۱۳
کام آئی دیے کی روشنی اب

وصل کی شب نہیں ہوتی جو صحر آپ ہی آپ
بجنے لگتا ہے کلا کون ہیں گھر آپ ہی آپ

جنبش زلف سے ہیں سیکڑوں کہنا کیا
نازک ایسا ہے لچکتی ہے کمر آپ ہی آپ

بے کسے قوت بازو ہو ہوں جنگ شریک
دست چپ اوٹھہ کی ہو جو چہرہ کی سپر آپ ہی آپ

دل پہ شاید ہے بلا زلف صنم لانے کو
خیر یارب ہو دھڑکتا ہی جگر آپ سے آپ

کیوں نہ صد پارہ ہو ملبوس دل اوس کی خصو
ٹکڑے ٹکڑے ہو کتان پنبہ تمر آپ ہی آپ

دل اصنام ہیں خود رو ہو نہال الفت
شجر ہی سنگ میں ہوتی ہیں نہ جر آپ ہی آپ

بے طلب دیکھا ہیں بھی وہ دیا ہی جسنے
پنجۂ مہر جہان تاب ہیں زر آپ ہی آپ

جیب کے ملتی ہیں وہ غیر دن کے کہیں نکلیں
جذب دل ہی ہیں ہوتی ہی خبر آپ ہی آپ

دُر ہے اشک جو آنکھوں میں عجب کیا ہنکا
بوند پانی کی ہو سینے میں گہر آپ ہی آپ

جانیے کیا کسی مفسد نے شکوفہ چھوڑا
بلبلوں سی ہے خفا ہر گل تر آپ ہی آپ

قیس بے سیکھے ہوا استاد جنوں میں ہر حال
بے ہنر کوئی نہ واہل ہنر آپ ہی آپ

نہ جھپکی تو تب تو کیا مر گئے گو وہ بھی شب ہجر
چونکتے تھے جو خر و سان سحر آپ ہی آپ

۵۲ ضبط کر شاد حزیں دل جو بھلا آئیں گر
تجھ سے ملجائیگا وہ شعبدہ گر آپ ہی آپ

نگہ دیں جناب شیخ نہ پیکر شراب آپ
روشن ہیں بادہ کش صفت آفتاب آپ

پہونچیں گے ایک آن میں ہستی سے تا عدم
کھینچے کا آسمان نہیں کی طناب آپ

آنکھیں بدل کے دل تہ و بالا نہ کیجیے
ہوتا یوں ہے شام و سحر انقلاب آپ

سایہ نہیں حضور کا ثانی محال ہے
صل علے وہ حسن میں ہیں لاجواب آپ

مجھکو جلائے تو مزے آپ اوڑائیے
بادہ سنو تو بھوں کی جھکیں کباب آپ

لازم ہے شیخ جی بہت ہشیار تو رہیے
کعبہ بنا ہین دل کا گنشت خراب آپ

شکوہ نکر خرید کے یوسف عزیز کو
تو نے لیا یہ مول زلیخا عذاب آپ

کعبہ ہین حج کے دن بھی وہ فرمانبرون ہین
محتاج جسکو کہکر ہین لیں ثواب آپ

۵۲

عصیان ہزار حشر کا اے شاد ایکدن
روز شمار دینگے کہان تک حساب آپ

۱۰

کہنچی صحیفہ روے جانان کی صورت
لکھی ہمنے قرآن سے قرآن کی صورت

نہ آتے عدم سے یہ کیا جانتے تھے
بگڑ جائین گے بن کے انسان کی صورت

مجھے دیکھتا کیا ہے دیکھ آئینہ کو
ترا عکس ہے تیرے حیران کی صورت

نہان دیکھنے ہین دہان و کمر ہین
پری کی شباہت نبی جان کی صورت

سنی بھی نہ فریاد محمل نشین نی
رہا قیس نالان ہدی خوان کی صورت

نہ ظاہر پہ جا دیکھ حسن معانی
بتون کی ہے تصویر نیرنگ کی صورت

قسم کھائین گے سایخ کو آیخ کیا ہے
وہ اوٹھوائین گے گولہ توپستان کی صورت

مہ نو بھی گردون کی پردہ دری پہ
اوٹھاتا ہے کنٹھا گریبان کی صورت

شبہ ہین ہے عالم گلی پتلیون کا
تماشے کی قابل ہے انسان کی صورت

۵۳

مری مردمک سے ہوا اے شباب ثابت
کہ پھرتی ہے آنکھون مین جانان کی صورت

وہ ہوی مجھپر مستی میرے تن بیجان سمیت
شمع محفل جل بجھی پروانہ سوزان کی سمیت

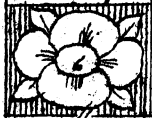
غم نہین میت پہ میری کوئی گریان ہو نہو
آرزو دل ہی رہیگی منہ شمع تہ دامان سمیت

ہم غریبون کو ضرورت ساتھیون کی کچھ نہین
آئی تھی تنہا چلے رنج و غم و حرمان سمیت

تیغ وہ کھینچے ہوے ہین صورت تیمور ہم
پاشکستہ ہین مگر رکھتی ہین سر ساماں سمیت

ہو گئے بیرنگ چار دن ایک تیغ عشق سے
ویس و رامین و دل مجنہ خانمان ویران سمیت

صورت بادِ بہاری وہ جو آئے باغ مین | کہن کھلا کر ہنس دیے غنچے کل خندان ہیت



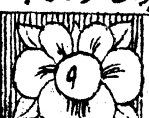

کیا لہو رونے کی کہتی شاد محجہ ناشاد کو
خون دل پر آرزو ہی جان پر ارمان ہیت

گر حبابون کو وہ دیکھے موجۂ طوفان ہیت | پھوٹ بہے دل کے پھپھولے دیدۂ گریان ہیت
ہر رگ و پے مین لہو اے چشم تر دوڑا تو کیا | اشک خون مین گر نہ ڈوبی آستین داماں ہیت
میکدہ پر جھوم کر چھائی جو بدلی جی مین مر | توبہ مے توڑے یکبار صد پیمان ہیت
محو ابرو و غمزہ ہون جان خالق ہی بچائیگر | خون کے پیاسے لب شمشیر مین پیکان ہیت
واسے ناکامی کسی نے شمع ساں روشن کیا | شمع بالین جل بجھی آخر چراغ جان ہیت
محو دندان صنم کیا اک دل بتیاب ہے | ٹوٹ ہی برق جہندہ گوہر غلطان ہیت




خون غم سے خشک ہی سو کون ہی مکان مین شاد
میزبان گر سنہ فاقہ ہی مہمان تشنہ ہیت

بعد میرے دوستان تھوڑی بہت | ہے مری اردو زبان تھوڑی بہت
بہ چکا دل ہو کے آنسو پر ابھی | چشم تر ہے خون چکان تھوڑی بہت
ہم خراباتی ہین خم خانے کی خیر | مے پلا پیر مغان تھوڑی بہت
کھینچیے مژگان کی برچھی اور ابھی | دل مین ڈوبی ہی سنان تھوڑی بہت
جا نہ اے قاتل سکتا چھوڑ کر | کچھ ابھی باقی ہے جان تھوڑی بہت
قصۂ غم سب کے تھے معلوم ہے | یاد ہے یہ داستان تھوڑی بہت
اے ضعیفان جہان ہشیار ہو | رہ گئی عمر جوان تھوڑی بہت




کہتی اے شاد لیکن آپنے
یہ زمین کی آسمان تھوڑی بہت

ظالمون کی ہو کمی کیا ستم ایجاد ہیت | سر سلامت ہی تو قاتل مین کمی جلاد ہیت

بیٹھو اکیا ہیں تمہارے الف قامت پر
قید ہستی سے ہوئے سرو قد آزاد بہت

نے و نا توس و چرس سب جگر چاک اور سنگ
نہ سنی ایک بھی کرتے رہے فریاد بہت

نظر بد سے رہی شیخ کی یار محفوظ
اک مین دختر رز کے ہی یہ کیا داد بہت

فتنہ محشر اور جا ئے نہ کہین محشر مین
چاہ دنی شہر خموشان کی ہی آباد بہت

سینہ کاوی و جگر چاکی و خون باری ہے
غم تہ ورثہ مری کار دل ناشاد بہت

کیا ہوا مین ہو بہر سے چڑھ کر ہوا دار دن پر
صاحب تخت ہوا ہو گئے برباد بہت

سیکڑون اطفل حسین دام مین آ دن کے
ایک تو طائر دل اور ہین صیاد بہت

قائل ای شاد ہون مین سہر کی اوستادی کا
یون تو کہنے کو زمانہ مین ہین استاد بہت

۵۸

ثمر توڑا اس چمن مین یا شجر کاٹ
کسی کا حق نہ لیکن اے لب کاٹ

قفس مین سن کر صیاد پر کاٹ
چمن مین چر نہ بلبل کی مگر کاٹ

الٰہی خیر ہو عالم رو رون کی
زبان دنیا گئی راہ سفر کاٹ

مرا حبین ملے میٹھی چھری کا
مرا سر بند مثل نیشکر کاٹ

غم ہجران نہ کیون کہا کر مرے جسم
کنی الماس کی نہائے جگر کاٹ

رہا ئی قد سوزون کی ہو تقطیع
قلم کر دست و پا چو رنگ گر کاٹ

یہ شوق کشتی ہے میرے گہر کا
وہ بہت جاتا ہے رستہ بشیر کاٹ

رہی مژگان چبھی ناوک جگر مین
ہلین آنکھین گئی تیغ نظر کاٹ

کہانی دل کی سب بہر خدا سن
نہ میری بات اے رشک قمر کاٹ

اگر لینا ہے تگر کوہ کن کی
جنون کی سختیان اے تیشہ ور کاٹ

نہ لے مول اے شمگر روسیاہی
نہ میرا صورت گلگیر سر کاٹ

چرانا ہے دل بلبل جو صیاد
گرہ غنچے کی گل کی جیب زر کاٹ

## ۵۹ کسی پر ہونہ افشار از تکلیف
## مصیبت ہنس کے شاد نوحہ گر کاٹ

ادہر بھی آ کوئی تیشہ کی ای ستمگر چوٹ
ہمین بھی کاوش فرہاد کی ہی اک چوٹ

سمجھ نہ آپ کو اسیر شکنج باغ لاثانی
چمن مین پھول سی کاہون کی ہی گل تر چوٹ

ستم کر بال بنائی ہین جان جان تونی
بلا کی ہے تری زلفون پہ آج دلبر چوٹ

وہ غم زدہ ہون کہ سیمین تنون کی صدقہ کا
ہنون جو زر کا بھی پتلا لگائی زرگر چوٹ

دکھائیے تو ہمین کو دکھائیے بینی
لگائیے تو ہمین پر تفنگ کی ہر چوٹ

محال ہے جو بچون صدمۂ جدائی سے
اوٹھا سکے گی نہ ہرگز یہ جان مضطر چوٹ

نہ کیون ہو صدمۂ دل آہ سرد سی ظاہر
دبی ہوئی ادہر آئی ہو اسی اکثر چوٹ

لکھی ہین خط مین مضامین تیز رفتاری
عجب نہین جو ہوا پر کرے کبوتر چوٹ

دکھا کہ نیمچۂ قد نیم جان کر اے قاتل
نہیکیت ہے تو کمر کی لگا ستمگر چوٹ

کلام سخت کو سنکر ہون دل کو سوٹکڑے
کوئی ذرا نکڑے بات کی ہو ہمسر چوٹ

## ۶۰ وہ باغ دہر مین نازک مزاج ہون ای شاد
## جسے ہے پھول کے پتہ سے بھی فزون تر چوٹ

پر بال سے نزار ہین فریاد الغیاث
آنکھون مین سب کی خار ہین فریاد الغیاث

جیسے دوات شیشی کی ظاہر ہین روسفید
باطن سیاہ کار ہین فریاد الغیاث

دشمن ہین عشق زلف مین بانی کی نام ہی
کہنے کو یار غار ہین فریاد الغیاث

برباد ہے ہوا سی ہو وہ بستہ خاک ہین
اوڑتے ہوی غبار ہین فریاد الغیاث

نکلین رگین ہین زخم بدن کیا خوکرین
سوجا سے تار تار ہین فریاد الغیاث

ایسی ہی تنگ چشمی مردم کہ جیتے جی
وابستۂ فشار ہین فریاد الغیاث

پہل بھی ہوے جزام کو پھولون ہی یاس نے
چھوٹے ہوی انار ہین فریاد الغیاث

گر ہے کہین دہن نہ پرستی ہو بیکسی
اس عندلیب باغ مین ہون بے بدل شکستہ نصیب
ناالان نکسطرح ہون کلیجے مین کہاؤن مین
ناقوس دلفگار ہین فریاد الغیاث

۶۱ کیا دل کی خواہشون کو بیان کرسکون مین شاد
ارمان بے شمار ہین فریاد الغیاث ۹

درد و جگر ہی ظلم کا بانی عبث عبث
بینی بیاض روے مسیحا کی زیب ہے
دونون کی زندگی پہ نہ کر صاحب غرور
نقاش بے بدل ہے خیال شبیہ یار
عالم رواروی کا دکھاتی ہے چشم تر
معلوم ہے ہمین کہ نہ ہوئینگے عمر بھر
فرہاد سر پٹکتا ہی کہون کیا مین عشق مین
بیفائدہ شمال کمر سو جتنے لگی
یارو دلی ہے دشمن جانی عبث عبث
انجیل مین نہین ہے نشانی عبث عبث
غرہ میان عالم فانی عبث عبث
کینیجین گے ہم نہ منت مانی عبث عبث
اشکون کی یہ نہین ہی روانی عبث عبث
پھر کین برائے بال فشانی عبث عبث
اس مند چرے کو خسرو ثانی عبث عبث
افشا ہوا یہ راز نہانی عبث عبث

۶۲ اے شاد جیسے دولت خواجہ سرا ہی ہیچ
ویسی ہی مفلسون کی جوانی عبث عبث ۱۲

مژدہ ہاے شربت دیدار ہیچ
توبہ مے پر دل استغفار ہیچ
خواہش معشوق ہی دولت کے ساتھ
شہر شہر اے مہ مری رسوائیان
کاسۂ زہراب کبتک اے فلک
اک بوسے پر اگر منگا ہے دل
اے مسیحا دار روے بیمار ہیچ
روز یہ تحفہ پے خمار ہیچ
اے خدا کوئی صنم زردار ہیچ
چھاپ کر اک پرچہ اخبار ہیچ
ساغر مے کوئی مینا کار ہیچ
آنکنے کو مال یہ بازار ہیچ

مجرم زلف سیہ ہو جو کوئی — اوسکو کاسے جیلخانہ نہ یارب بھیج
لوٹنا دل کا اگر منظور ہے — آنسوون کی دور چشم زار بھیج
یا نبی میرے دل مغرور کا — توڑنے والا بت پندار بھیج
دختر رز پر تبرا کر مدام — کار شیطان پر دل استغفار بھیج
تری رحمت سے ہوا مغفور مومن — باغ جنت مین مجھے غفار بھیج

۶۳ — شاد پڑہ آل محمد پر درود — ۱۱
خارجی پر لعن اسے دیندار بھیج

مٹی تہ افلاک مین سو خسرو جمین آج — جو تخت نشین کل تہ خاک نشین آج
کل قیس کے قبضے مین رہا کشور وحشت — تہا رند کے ہے ملک جنون زیر نگین آج
معذور رہو حال محمد پہ نظر کر — کل عرش پہ پہونچی تھے گو زیر زمین آج
معلوم ہوتا مصحف عارض پہ ہوا ہون — تجا ہے مرا ختم ہو قرآن مبین آج
کل پر نہین موقوف جو اک نوسہ پیم ہو — ہم رنے کو موجود ہین جان و دل و دین آج
فردائے قیامت تو ہو دیدار کی ٹھہری — ہم مردہ دلون کا ہو دم باز پسین آج
کل نخجیر جو سید ہو تہی تو سید تہا اک عالم — قسمت جواب دلتی ہو جہان ہر کمین آج
دیدار پے سے ماتہی کی ہی بڈی نکل آئی — پڑہ لیجیے اے جان مراحظ حزین آج
ہشیار ہو دل تاک مین خونا جگر بکے — آنکھون مین ہے جیتی سپہ شک کمین آج
جو لوگ کینا کرتے تھے کل سب کی حمایت — ناصر کوئی اونکا ہے نہ حامی نہ معین آج

۶۴ — اے شاد تہی کل روح مکین خانہ تن مین — ۷
عبرت کا محل ہے نہ مکان ہے نہ مکین آج

ارسی عالم فانی مین ہوا سب کچہ ہوا جان ہیچ — جان ہیچ بدن ہیچ کمین ہیچ مکان ہیچ
اے ہمدم تناسب مین ہین عناصر ہوا یا آب — موہوم ہے جو شے ہے کمر ہیچ دہان ہیچ

سیرت کی جو پوچھ ہے قدم عمر رواں ہیں
صورت کو جو دیکھو تو ہے یہ آپ دواں ہیچ

اس گلشن دنیا میں عجب سیر ہے لیکن
بلبل ہے بہار گل تر پیش خزاں ہیچ

خون ریزی دلکی ہے لیے ناوک مژگاں کی
پیکان خرد ہیچ ہے ابرو کی کماں ہیچ

مشہور زمانہ ہوں یہ گم کردہ مکاں ہوں
عنقا کی طرح نام کو شہرہ ہے نشاں ہیچ

۶۵ جز میر کے اے شاد کسیکا نہ پیرو ۵
اس عہد میں اردو کی ہیں سب اہل زباں ہیچ

خندہ پیشانی ہیں رہتی فقر کی بیچ
دل غنی رکھتی ہیں ہم مفلس تنی کی بیچ

سامنی پیر مغاں کی جا ہیں کیا ہم شرسار
سوے کعبہ گر پڑے تھے عالم مستی کی بیچ

ڈب گئی زیر زمیں جبکی فلک پر تھی دماغ
اوج سے تقدیر آخر گئی پستی کے بیچ

رہن مے رکھتا ہوں واعظ جبہ و دستار کو
اس گدے کو بھی نہیں سودا ہی خرمستی کے بیچ

۶۶ یہ نمایشگاہ انسان عالم فانی ہے شاد ۱۱
نیست و نابود اپنے کو سمجھ ہستی کے بیچ

تواضع سے دل اہل جہان کھینچ
نگون ساری سے سرکش کی زبان کھینچ

کمر کی نازکی میں شرط اگر ہے
تن لاغر کا تنکا جان جان کھینچ

ہماری آزمائے جان نثاری
سر میدان حسام امتحان کھینچ

اگر وہ شعبدہ گر رال اوڑائے
تو اے دل نالۂ آتش فشان کھینچ

ضعیفوں کی کرا اے دل دستگیری
سر غار کف درماندگان کھینچ

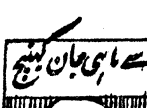
حجاب شرم دل ہے مانع دید
ہماری اپنے پردہ درمیان کھینچ

سنیگا داد رس اے نالۂ دل
دوہائی چرخ سے تا لامکان کھینچ

بتا رتال یہ کب تک ہے تکلیف
ہمارا زانچہ اے سہربان کھینچ

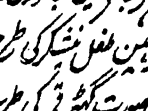
بہار آئی ہے گل ساغر بکف ہیں
شراب لالہ گون پیر مغاں کھینچ

تشنج بحر الفت کی کشش ہے — رگون کے جال سے ماہی جان کھینچ




جہان سے شاد تا پہونچے بہت جلد
طنابون کو زمین کے آسمان کھینچ

مصور گر شبیہ ناتوان کھینچ — تن لاغر کی جا موے میان کھینچ
دم فریاد مرجانے دے صیاد — جو پھر بولون تو سنسی سے زبان کھینچ
زمین سے آدمی پہونچا فلک پر — نہ اتنا آپ کو اے آسمان کھینچ
اگر ہون کشتنی گردن پہ میری — خط شمشیر جلاد زمان کھینچ
تری رحمت پہ نازان ہون کرم کر — نہ ہاتھ اپنا کریم النفس وجان کھینچ
تڑپ کر دل نہ پہلو سے نکل جاے — ذرا سینہ سے آہستہ سنان کھینچ
نظر چشم غلافی کی علم کر — سر رہی میان سے اے نوجوان کھینچ
مٹانا ہے جو اے صورت گر خلق — تصاویر جہان کو بے نشان کھینچ
جو سودائی ہو تیری سرکشی کا — اوسے سولی پہ اے سرو روان کھینچ
سنے مجنون نہ یہ محمل نشین ہے — مہار ناقہ جلد اے ساربان کھینچ




نکر جولان اب اے شاد اس زمین میں
کمیت فکر کی اپنی عنان کھینچ

چمک رہے ہین جو دندان سیم کیطرح — دُر یتیم ہین بید ہے ہوے گہر کی طرح
نہین تمیز جس انسان مین شعور کی طرح — وہ آدمی کے ہے جامے مین جانور کی طرح
حصول صبر سے ہو دستیابی لذت — انگوٹھی چوستی ہین نخل شکر کی طرح
کمال و نقص ہوا ہمکو ہر مہینے مین — بڑہے ہلال کی صورت گھٹی قمر کی طرح
سیاہ کار کی ہرگز نہ رو سیاہی جاے — جو چار چاند لگائین شب سیہ کی طرح
وہ ناتوان ہون کہ ہون پر ہون نا پدید نگاہ — عدم وجود ہے یکسان مرا نظر کی طرح

جو کوندنے لگی بجلی سی برق تیغ نگاہ
برس پڑی مرے اوپر وہ ابر تر کی طرح

یہ لاغری مری شہرت پہ ہے ہوا جو نمو
یون ہین جہان مین اوڑھا ون مین خبر کی طرح

کیا جو ناز جوانی نمود پیری مین
بھڑک اوٹھے وہ چراغ دم سحر کی طرح

بنگ تخم نشیب و فراز مین گذرے
بڑھے ہے شجر کی طرح گر پڑے ثمر کی طرح

یہ ناز کی ہے کہ اک عضو کیا سراپا مین
ملی جو ناف سے چک آگئی کمر کی طرح

بہانہ قطرۂ عزت کو مثل کودک اشک
گرہ مین باندہ کے رکھہ آبرو گہر کی طرح

نہ ترش رو ہون وہ شیرین زبان ہون اے شاد
گرہ بھی دل مین پڑی ہو جو نیشکر کی طرح

در بدر لاکھہ پھرا قاصد مضطر کی طرح
اک حسین نے بھی بلایا نہ کبوتر کی طرح

باعث عزت عیسی ہے غم بے پدری
آبرو گر یتیمی سے ہے گوہر کی طرح

ترک تزئین سے ہوی قتل ہزارون عاشق
سوگ مین سر وہ اوتارا کیے زیور کی طرح

وہ حلاوت ہو جو عشق لب شیرین مین رون
چونٹیان کہائین مری خاک کو شکر کی طرح

قاصد یار نے کی ہو دل عاشق مین جگہ
نامہ بر عرش پہ پہونچا ہے پیمبر کی طرح

سوزش داغ حسینان ہو مری باعث زیست
دل مرا آگ سے پیدا ہے سمندر کی طرح

دیکھنے مین نہین کچھ تیزروی مین لیکن
تو سن عمر قدم باز ہے صرصر کی طرح

آب شمشیر سے قاتل جو نہ سیراب کرے
پیر کی خشک زبان حلق پہ خنجر کی طرح

ہجر جانان مین سراپا ہی مجھے لذت درد
یا الٰہی ہمہ تن دل ہون صنوبر کی طرح

شعر کہوا کے پڑے ہے سبھی شاعر کو ئی
مس نہ سونا ہو ملمع سے کبھی زر کی طرح

شاد بے پر کو بھی یا سبط پیمبر مدد سے
بال و پر جا ہے ہین فطرس طیر کی طرح

دل وہ ہست ہو جان باز دلاور کی طرح
سر ہتیلی پہ لیے پھرتا ہین ساغر کی طرح

تیغ کے گھاٹ اوتارے تو وہ قاتل ہمکو
آب شمشیر مین تیرینگے شناور کی طرح

بیکس ایسا ہون غم ہا ہو شان مین جسکے مرون
چاندنی قبر پہ پھیلے مری چادر کی طرح

بنی آدم کے دلون مین ہی خصومت ازلی
سیکڑون بھائی ہین ہابیل برادر کی طرح

مشتعل ہر رگ پہ مین ہی مرے آتش غم
جوش کھاتا ہے لہو تن مین سمادر کی طرح

اہل زر مال ہین کیا جب وہ کنج دولت سے
کنج فارون ہوا بازی کی طرح

۷۱ وہ شرابی ہون بھری ہوے الفت اے شاد
دل مین شیشے کی طرح جیسے مین ساغر کی طرح

پھول لالے کے سجین دستار سر سرخ
فصل گل ہی پہ برہن ہین گل تر سرخ

دیدکر قابل ہے فوج اشک خونین کی بہار
وردیان کیا خوب پہنی ہی پہ لشکر سرخ

پھر گئی آنکھون مین فرگان قاتل کی شبیہ
خون مین ڈوبے ہوے دیکھے ہین خنجر سرخ

یہ حسین بھیجین گے نامہ کس شہید ناز کو
سول لیتے ہین جو چن چن کر کبوتر سرخ

مدحت آل نبی رکھتا ہی ہر دم برزبان
کیون نہو منقار طوطی سخنور سرخ

اسلحہ کو کچھ نہین ہے احتیاج سرخ تاب
خون عاشق سے کرد شمشیر و خنجر سرخ

جشن نوروزی کرینگے نوعروسان چمن
رقعہ شادی کی ہین اوراق گل تر سرخ

مسلک بخت جگر اشک مسلسل مین نہین
شمہ مرجان ہین زیب سلک گوہر سرخ

۷۲ غرق مین آل عبا کے رنگ مین اے شاد ہون
خوشدلی سے کیون نہون ہیں پیرہن سرخ

بہون چڑھا کے ہوا ے عدو جان بدرخ
خطا کرے وہ نشانہ جو ہو کمان بدرخ

محال ہے کہ جو ہو بخت وارگون سیدہا
ازل سے اہل زمین ہی ہے آسمان بدرخ

غریب حسن وہ رکھتی ہے بیزبان دنیا
کہ اس ضعیفہ سے کوئی نہین جوان بدرخ

حسین حسن پرستون ہی ہم سخن کیا ہون
بت ہمنون سے ہین اصنام بیدہان بدرخ

نہ کس طرح ہو بھی عیب طاق ابرو کی
خراب ہے کہ جو مسجد کا ہو نشان بے رخ

جو کج نظر ہے تو برہم مژہ نگہ ٹھہرے
پھر اور کیا ہے کہ ہے سے ہی آسمان بے رخ

خدا ہی تو سن عمر روان سے جان بچائے
یہ شہسوار سے ہے اب بدعنان بے رخ

بیان جو بے وہنی کی خطا معاف کرو
ذرا سی بات پہ ناحق ہو مہربان بے رخ

جدھر ہو کعبۂ رخ اوسطرف ہیں مشتاق
کہ روے قبلہ نما ہو نہ یک زمان بے رخ

۱۰ روان دوان ہوے ای شاہ بے تاثیر
بھٹک گیا جو چلا راہ کا روان بے رخ ۷۳

زلفون کے اسیر ہین جو در بند
آنکھون کے فقیر ہین نظر بند

جکڑا جو قفس سے دے رہا ہے
چھوڑا ابھی ہین تو کر کے پر بند

کیونکر رگ گل کہون کمر کو
باندھا تو نکل گیا کمر بند

آنسو ہین جو نور چشم عاشق
ٹکڑے ہین کلیجے کے جگر بند

فرقت مین سیان بخت نالہ
بلبل سے نہین ہین نوحہ گر بند

شاہد ہین جنون کی داغ عصیان
مہری ہے مرے بدن کا ہر بند

کلچین نہو بد دماغ بلبل
رکھہ چونچ کو اپنی جانور بند

ہونے کو جدا ہین تن سے اعضا
کھلنے کو طلسم کے ہین در بند

دریا ہو کہ ابر تر کسی سے
رونے مین نہین ہے چشم تر بند

۹ چونکین کے نہ حشر تک ہم ای شاہ
کی خواب اجل نے آنکھہ اگر بند ۷۴

بیٹا ہو سرخ رو تو ہو مان کینہ جو سفید
دنیا کا ہو گیا ہے یہ کیسا لہو سفید

غم مین شباب کی ہے سیہ پوش بال بال
رنگین خضاب سے یہ نہین ریش مو سفید

ساقی ہے لطف باد شب ماہتاب مین
ہے فرش چاندنی کا لب آبجو سفید

مستون کو یہ کہی تو الٰہی شراب دار
پیکے یہ کورہ ہون شیخ عدو سفید

ظالم سیمین جو زخم کرین اور خون ہین لال
ڈورے سے تینے کی کبھی ہوز فو سفید

طرہ ہے بس کہ حسن صباحت پہ تاز کی
کہائے جو پان سرخ ہو جلد گلو سفید

صوفی مزاج مست ہین ہمکو پسند ہے
شیشہ سفید وجام سفید و سبو سفید

ریش سفید پر ہے سر اپا سیاہ کار
مانند مہر نام کو زاہد ہے رو سفید

۷۵ ۶
جو چشم عیب پوش ہو روشن رہی وہ شاد
نرگس صفت ہوا دیدۂ ہر عیب جو سفید

ہوے ضعیف کمان شکستہ کی مانند
گذر شباب کا گیا تیر جستہ کے مانند

فلک مقام کرئی آسمان کی پردہ مین
پری ہی پیلے محل نشستہ کے مانند

چین کے دام سے کیا رشتۂ نجات کے
بند ہی ہین مرغ پر و بال بستہ کی مانند

کہلا کے نعت غم ای فلک دل نازک
نہ توڑ نان خطائی خستہ کی مانند

ہزار زخم رسیدہ ہی ایک پشتبان
شکستہ بند ہون نار گسستہ کی مانند

۷۶ ۱۱
جہان مین شاد یہ شیشہ وہ ہو کہ مست ہی
کوئی نہین دل خاطر شکستہ کے مانند

مرے گناہ کی میری ہین دست و پا شاہد
چھپاؤن کیا مری ہمراہ ہین گواہ شاہد

کیا جو تو نے ہے مختار کار بندہ کو
مرا قصور نہین اے صنم خدا شاہد

ستمگری سے ہے تیری مری وفا آگاہ
مری وفا کی ہی ظالم تری جفا شاہد

تری ہی ناقے کی ہمرہ رہا دل نالان
گواہ شور جرس نالۂ درا شاہد

کرشمہ نگہ ناز نے ہلاک کیا
مرے قضا کی ہی جانان تری ادا شاہد

تری تلاش مین اوڑتا پھرا غبار مرا
صبا گواہ ہے اس بات کی ہوا شاہد

محال ہے جو چھپے خون بے گناہون کا
مرے لہو کی ہی قاتل تری حنا شاہد

۱۳ جھکا ہے سر کو رہا شاد بیخبا نہ مین ۷۷
کریم بندۂ عاجز کی ہے دعا شاہد

نہین یہ مہر قیامت بقدر دار بلند — زمین سے قد آدم ہے روی یار بلند
جبین سے کلہ سرخ ہے نگار بلند — کر سے آگ کا شعلہ ہے شمع وار بلند
سر غرور کرین کیا سیاہ کار بلند — زمین سے سایہ تن ہو نہ زینہار بلند
مرے یہ بھی نہین جائی ہوس طریق ہے — ہوا سے خاک کی ہو فی یہ ہو غبار بلند
فلک یکین بھی اگر ہو تو خاکساری کر — زمین پہ دھوپ گری مہر ہو ہزار بلند
عروج گرم نفس سے ہوا نسوز کا نزول — گری نہ شبنم تر گر نہو بخار بلند
سوائے عرش الٰہی کوئی جواب نہین — حرم سوا لاکھ مراتب ہے قصر یار بلند
خزان نے پت کیا گلشن جوانی مین — ہوے جو ہم صفت نخل نو بہار بلند
نشانہ تیر نگہ کا ترے ہوا ہی صفاک — ہزار مرغ ہوا ہو دم شکار بلند
جو سر فراز زمانہ تھے اونکی مرنے پر — فلک نے خاک برابر کیے مزار بلند
گرون گڈ ہی مین لحد کی وہ پست طالع ہون — جنازہ دوش کی اوپر کرین جو چار بلند
ہے وہ خاک مین خوش چشم جنکی مٹی سے — جہان مین گنبد آہو ہوے ہزار بلند

۷ بہار بخت جگر کے مزہ پہ ہے ای شاد ۷۸
کمیت شاخ پہ یا ہین گل سوار بلند

صوفی ظاہر ہے جو تمکو ہے عبار گھمنڈ — خرقۂ سالوس پر کرتے ہو مکار و گھمنڈ
عالم فانی مین یہ چلکے چلکے دھوپ ہین — ہم فقیرون سے عبث کرتے ہو زر دار گھمنڈ
عابد مین اپنی عبادت پر جو نازان ہین ہوں — رحمت حق پر کرو تم بھی گنہگار گھمنڈ
چار دن کی چاندنی ہی پھر اندھیرا پاک ہے — کیا ہے حسن عارضی پر اے نگار و گھمنڈ
دم نکلتے ہی ملیگا خاک مین قصر بدن — کیا عمارت کی بنا پر ہے معمار و گھمنڈ

شاہ فرعون وبلا کوفرش خاک آخر ہوے | مسند شاہی پہ ناحق ہی ستمگار و گھمنڈ







بادہ مین جز تنگدستی اور زر کچہہ ہی نہین
شاد بیچارہ کرے کس بات پر یار گھمنڈ

کرون جو صرف صفات رخان قلم کاغذ | ہو شکل مو مرے میان بزنشان قلم کاغذ
بیاض رخ پہ نمایان قلم ہو زلفون کی | ضرور کیا ہے تمہین نوخطان قلم کاغذ
لکھون جو برش شمشیر یک قلم ہو ابھی | زبان خامہ سے مقراض سان قلم کاغذ
مگر ہو کاتب قدرت ہی کوئی سیم اندام | لیے ہی پنجۂ خورزر فشان قلم کاغذ
رقم کرون مین اگر سوز بیقراری دل | طپان ہو صورت برق طپان قلم کاغذ
بناے لوح و قلم عرش پر ہوے باہم | زمین پہ خلق ہوے نوامان قلم کاغذ
لکھون مین ماہ وشون کو جو سینہ چاکی دل | جگر تسکا ہون مثل کتان قلم کاغذ
قلم شراب کی ہو ڈبہ ہوے خط جام | مغان کو بیچے کیا ارمغان قلم کاغذ
کرون جو تا وہ مین اگر مین نامہ ارزانی | ابھی ہو آگ کے مولون گران قلم کاغذ
بناؤن اوس لب و دندان کی وصف اگر لکھون | سمن کی شاخ گل ارغوان قلم کاغذ







کرون جو خط و کتابت پہ قحط ہوا ے شاہ
ملے نہ ڈہونڈہے سے میان جہان قلم کاغذ

جو نامہ بر نہو مکمن برا ے خط کاغذ | اوڑا ئے صورت مرمر ہوے خط کاغذ
نمود سبزہ بت سادہ رو کی ہوگی خرر | خدا سے مانگ رہا ہون دعاے خط کاغذ
رسول نامہ بر و نامہ ہے کلام اللہ | مین کیون کرون صفات و ثنا ے خط کاغذ
مرے یہ غم نہین ہو قطع یک قلم تحریر | جواب نامہ ہے کافی بجاے خط کاغذ
نکات سبزہ خط بوالہوس کو سوجھی کیا | کہ چشم کور نہو آشناے خط کاغذ
چھپائین لاکھ مگر اونکی لکھنا ہون پہچانتا | سند ہین خون کی محضر سواے خط کاغذ

## ۸۱ برہمنوں کی کرین پوستیوں کو چاک اے شاد ۷ بتوں کے دل مین یہ ڈالے خدا ہی خط کا غذ

جو طالب صلح خلق ہو تو کر بڑا مین جی ہی تنگ ہو کر
بہری ہی بیٹھو تفنگ ہو کر جلی تو مارا خدنگ ہو کر

نہ پوچھ چال شب جدائی سحر ہوئی مثل بھی جو آئی
بنی جو چوپایہ چارپائی پلنگ مژدہ ہی پلنگ ہو کر

مری طرف سے جو بدگمان ہی گرفتہ خاطر یہان جانے
گرہ پڑی ہی دل مین غنچہ سان ہی دہن کی تنگی تو تنگ ہو کر

میان دریا جو وہ کمر دکھائی زلف و خط معنبر
ڈسی یہ پانی کا سانپ بنکر بلے کر وہ نہنگ ہو کر

گرانی و دل گرفتگی کا مری یہ بھی ہو اثر ہی پیدا
اوکر جو مٹی سی میری سبزہ نمود ہو بار تنگ ہو کر

رہی دولت مین کفر و دین کی شریک یون گر مومنین نے
چلے جو کشتی کی راہ کعبہ تو ہو پنجی دریا گنگ ہو کر

## ۸۲ یہ طبع نازک ہی شاد اپنی کہ جس نے ہنگام سخت گوئی ۸ جو بات ڈھیلا سی پھینک ماری وہ بیٹھے سینہ پہ تنگ ہو کر

جو بیٹھی خاطر پہ رنگ ہو کر سیاہ بختی سی تنگ ہو کر
پسے بھی سرمہ کا سنگ ہو کر کہی نہ آنکھون مین تنگ ہو کر

بیان ہو اوسکی ہذیان زنی کیا لبونکی بکلی سی جو مین ہوا
سخن نہ تھا تیر زہر شین تہا جگر پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

نہ بل کی لین جو ان سو بھکین کے بیری ہین تہل ابرو
خبر یہ دی ہین انہی کو کیسو جہان مین بار فرنگ ہو کر

جبین مین یار سیر کیسی یہ دل کو ہی عشق خال و بنی
جو گل کی بکلی کوئی کلی بھی لگی وہ تیر تفنگ ہو کر

جو گوکہ ظاہر کی آشنا ہین وہ یار بیگانہ ہین تو کیا ہین
دل جگر خون جدا جدا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

قفس کیا چنبن نے عالم پہنا جو طوق گلو گہٹا دم
جہان سے آخر نکل گئی ہم مثال بلبوس تنگ ہو کر

نہ سیل غنچہ سا کر تامل یہ رونگٹے بال ہون تو بالکل
بری ہی حسن شباب اگیل اوڑی گا چہرہ کا رنگ ہو کر

## ۸۳ جو غم نے اے شاد کی چڑہائی یہ تنگ عنصر سے جان آئی ۹ کہین نہ جائی پناہ پائی سمہ آئی چارون الٹنگ ہو کر

باؤن رکہین نہ فرش دیبا پر
لات ماری ہے ہمنے دنیا پر

وہ لگاوٹ کرین سمجہ کے خا
دل کیا خون اس تمنا پر

اشک جاری ہین ہون سراپا داغ — یا چراغان ہوا ہے دریا پر
چشم نے سامری سے چشمک کی — لب ہوے طعنہ زن مسیحا پر
دل کا قصہ مرے پہ طے ہوگا — سینہ رکھا ہے ہمنے عقبا پر
وحشت رز کے ہین تاکنے والے — آنکھ پڑتی ہے اپنی مینا پر
نیش نوش جنون کہین نہین بیلہ — گر گہر و پر نہ خار صحرا پر

سفلہ پرور زمانہ ہے اے شاد
تف ہے دنیا و اہل دنیا پر

طرح گردش فلک ہوا عجب سی ڈر — بیٹھ کر تو ڈر نہین تو خدا کی غضب سی ڈر
کیون حول ہو نہ دیکھ کے زلف سیاہ کو — معلوم ہر کسی کو ہوتا ریک شب سے ڈر
غم خال چشم کا نہ خط روی صاف کا — دہشت نہ زنگیون کی نہ فوج حلب سے ڈر
پیدا جو دوسرا ہو ترا یہ محال ہے — دنیا عظیم سے نہ جہان عرب سے ڈر
سر پر چڑھے گی منہ جو لگایا اسی کبھی — اے شیخ ہے تمیز ہی بنت العنب سے ڈر
بدنام طفل اشک کرین گر کے چشم سے — لڑکا جو بد سرشت ہو اوس بے ادب سی ڈر

آزردہ ہین اگر صنم سنگدل تو ہون
خوف ان بتون کا شاد نکر اپنے رب سے ڈر

آرزو بھی ہے ساتھ اشک کی دریا ہو کر — آہ سینہ سے نکلتی ہے تمنا ہو کر
رنگ چہرہ کا اوڑا رال کا شعلا ہو کر — رہگیا شمع جہانون کا تماشا ہو کر
خاک مین ملگئے جو بڑھ کے چلے دنیا مین — حد سے باؤن نہ نکالی کوئی برپا ہو کر
کبھی کا نہ ہی پہ چڑھی گاہ زمین مین ہوتے دفن — اپنے مرنے پہ بھی گذرے نہ وبالا ہو کر
جب ہوا بارہ پہ شمشیر رواں کا پانی — رگیا تا بہ گلو موجہ دریا ہو کر
کیا تباہی کہ ملک عالم ارواح مین تھی — خاک مین ملگئے ہم مردم دنیا ہو کر

اے جنون اپنی مساحت مین ہی جیتا جیتا
گر زمین کی ہین بنے بادیہ پیما ہوکر

ایک مین کیا دو جہان ہونگے فنا آخر کار
بہر اکیلے بھی تو گھبراؤ گے تنہا ہوکر

۸۶

تن ہوا صورت تصویر گلی مٹی شاد
مل گئے خاک مین ہم خاک سے پیدا ہوکر

جیسے گرا رہا ہے کوہ الم جہان پر
ٹوٹین فلک الٰہی یون ہی آسمان پر

دشمن سگے جہان ہین کیا مر کے جان ہی کا
سب دانت ہین لگائی اک مشت استخوان پر

جب چاہین آزمالین سفاک معرکہ مین
بازی گہ جہان مین کھیلے ہوی ہین جان پر

مرگان کی عاشقون ہین ہمکو وہ اوج دیگا
عیسے کو جس خدا نے معراج دی سنان پر

اے باغبان چمن مین کیا دون نشان بلبل
کا ٹون مین کچھ پڑی ہین طرف گلستان پر

ہا تہ آگیا وہ تنہا جسدم قلم کی صورت
کچھ جز حروف مطلب لایا نہ مین زبان پر

۸۷

اے شاد جس خضر کی پیر مین نقش پا ہین
سر سے چلین گے اوسکی ہم پاؤن کی نشان پر

غم فرقت مین سر دنیا نہ جان دور
مگر اے دل زمین سخت آسمان دور

گیا تو سین سے ابرو کمان دور
نہ کھینچ اپنے کو سد رہ آشیان دور

گئے ہم ناتوان تا گور مر کر
ہزارون کوس ہے پہونچا کاروان دور

صنم کیا ہین بحکم نحن اقرب
نہین ہمسے خدائے لامکان دور

دہان تنگ مشکل ہے نظر آئے
یہ رکھہ اے نکتہ دان دل سہی گمان دور

خدا ہے گر جیون تا موسم گل
اجل نزدیک فصل بوستان دور

فقیر اللہ کے کہتے ہین دل کے
خدا رس بھی بہت ہین اے بتان دور

نظر کی طرح کر آنکھون سے او جیل
مگر دل سے نہ رکھہ اے مہربان دور

۸۸

نہ ہر وقت نام شاد مرحوم
کرو یہ ذکر قرآن و دیان دور

آفرین دستِ جنون کے پنجۂ چالاک پر
پھٹ پڑی دامن دری ہی مجھ گریبانِ چاک پر

خاکساری کر جو پہونچا کے خدا افلاک پر
سایۂ مرغِ ہوا جلتا ہی جھک کر خاک پر

یون شبِ فرقت ہماری بیقراری مین کٹی
گر جگر پر ہاتھ رکھا گہ دلِ غمناک پر

دستِ ظالم سے چھڑی ملنے پہ بھی حسرت نہین
طائرِ بسمل کی تو مین قاتلِ سفاک پر

غم نہین کچھ وضعِ ہنر مین گر شکستہ حال ہین
لعل گڑتی کی ہین اب بھی اس شکستی پوشاک پر

سیکھتی کرنے سے کیونکر ہو نہ مٹی آبرو
خاک پڑتی دامنِ ترسا ہی حرفِ پاک پر

۸۹ ظالم اظلم جہان مین اب بھی وہ ای شاہ ہین
فوق ہے نمرود پر سبقت جنہین ضحاک پر ۹

دے چھری یا حلق پر شمشیر پھیر
پر نہ آنکھین اے بتِ بے پیر پھیر

ہم پہ دہر کے تم رقیبون کو ستاؤ
بات کیا ہے دو ذرا تقریر پھیر

یارِ رحیم اولٹے وہ بت مجھکو منائے
آہِ بے تاثیر کی تاثیر پھیر

وہ سجون کرہ کہ سب دیکھا کرین
دون سفیدی آنکھ کی تصویر پھیر

میرے ہی سید ہی ہون گر شتہ نصیب
تو وہ قادر ہے کہ دی تقدیر پھیر

کعبہ جائین دل کے ہوتے کیلیے
اوس طرف ہی شیخ پر تذویر پھیر

سنمون کی ہڈیان چونا ہوئین
چشمِ عبرت بین سوے تعمیر پھیر

نو جوان جیسے زلیخا کو کیا
دون ہمارے بھی اوسی تدبیر پھیر

۱۰ شاہ کو پامال کر اے شہسوار
تو سن چالاک بے تاخیر پھیر ۱۱

گر رہا ایک پہ ہے ایک طرحدارون پر
ٹوٹے پڑتے ہین خریدار خریدارون پر

تیز خنجر ہو شہادت کے طلبگارون پر
سر فروش آپکے دم دیتے ہین تلوارون پر

دخت رز پھاند پڑی طاق سے میخوارون پر
ٹکٹکی بوتل کی لگ ہی رہی دیوارون پر

دل و دیدہ بھی دغا دی کہ سمائی غم مین — تھا شراکت کا گمان ہمکو تمہین یارون پر
اثر ابر کرم چاہیے اے دامن تر — آنچ آنے نہ جہنم کی گنہگارون پر
دن تو یاد رخ روشن مین گذر جائیگا — رات بھاری ہی مگر زلف کے بیمارون پر
رہبر و ملک عدم کا نہین کھلتا احوال — کیا گذرتی ہے نہ جانے وطن آوارون پر
رشتہ ہائی رگ جان سے ہی شہ کی فتار — کیا تماشا ہی کہ تلی ہی روان تارون پر
نہ سبک حشر مین اے پلہ میزان کرنا — طعن کرتے ہین گرانبار سبکسارون پر
ساکن دشت جنون برہنہ تن ہین ازلی — قطع ہے جامہ عریان بدنی خارون پر

۹۱ جان کنی عشق مین کرتے جو ہو مثل فرہاد
شاد سر پھوڑ کے مرجائی کہسارون پر ۷

اب ہی نیرنگ سخن سبکا بیان ہی کچھ اور — پیر و میر ہون مین میری زبان ہی کچھ اور
ملک دل لوٹ لیا اور یہی کہتا ہے — مال دنیا زر دین دولت جان ہی کچھ اور
مرمٹی ہم مگر اے چرخ مٹانے کو ترے — ٹوٹی پھوٹی ہوئی قبر و نکانشان ہی کچھ اور
نیم بسمل تری جو رنگ پہ بھی راضی ہین — حوصلہ کیون مری سا وحشت جوان ہی کچھ اور
ذہن مین تار نظر ہے نہ خیال رگ گل — بال کی کھال کرہی ہے گمان ہی کچھ اور
دخت رز جوش پہ ہی دور ہی میخانیکا — آج کل کیفیت پیر مغان ہی کچھ اور

۹۲ چشم حق بین مین مری ایک ہین دونون ای شاد
بت ہین کچھ اور نہ رب دو جہان ہے کچھ اور ۷

اگر تم نہین تیغ و خنجر سے باہر — تو ہم بھی نہین زخم خنجر سے باہر
گداز جگر سے ہے دل شمع روشن — نکلتا ہے شعلہ مرے سر سے باہر
لحد و اب بیٹھی گی گردن کشون کو — نکلنے تو دو روح پیکر سے باہر
چھپاتا ہے صیاد کیون مرغ بسمل — پڑے تو ہین بجرے سی کچھ پر سے باہر

وہ طالب اگر ہیں تو زر مال کیا ہے
نہیں ہم دل جان مضطر سے باہر

جسے سوز دل خام طبعوں سے کیونکر
وہ ہو ان جل کے ہو سہزم ترسی باہر

۹۳

زمانے کو اے **شاد** ہے حب دولت
کوئی دل نہیں خواہش زر سے باہر

۱۱

فریب حسن ایسا ہی نہیں ہے قوف کچھ ہم پر
بتوں کی دار قامت کی سیحا چڑھ گیا دم پر

جو ڈالی آنکھ ہم تر دامنوں کی آتش غم پر
گھڑی پانی کی لاکھوں پڑ گئی سا توں جہنم پر

نہ ہمکو ولولہ تمکو نہ بل گیسوی پر خم پر
نہ وہ جوبن رہا تم پر نہ وہ عالم رہا ہم پر

وہن محفوظ ہے ای بت ترا چشم فسوں گر سے
اثر کرتا نہیں جادو خدا کی اسم اعظم پر

یہ نام وصل ہے اور میں یم ثانی کو نفرت ہے
نہ ڈالی آنکھ غیرت سے کبھی بادام نورم پر

وہ بسمل ہوں پاؤں جو دو زین ای دل سی ساعی میں
وہ ٹوٹیں ہاتھ جو اڑیں نہیں حیرت در حیم پر

جو اڑ بہا گا کوئی دم تو ڑ کر ہی دام کا کل سے
ہمارے رشتہ الفت سے باندھا ہے محکم پر

گلوں کے سامنے جڑ کا ٹنا ناحق ہے بلبل کی
آئی ہیٹ پڑی ٹہنا کوئی صیاد ظلم پر

جو تلوار دن پہل رہے بسمل زم پھر کیا ہے
دل جاں لوٹ ہیں شاید کسی ابروی پر خم پر

مری پر کیا خفا ہوا نپے تر دامن کو سی دو
کہ مٹی دفتر عالم ہیں ڈالیں حرف پر نم پر

۹۴

لٹا کے بادشاہی کو متاع فقر حاصل کی
فقیری ختم ہے اے **شاد** ابراہیم ادہم پر

۷

کم رہا ناپ کر دیکھا ہے بد طولا بہر
اوج طوبے کا بھی نکلا نہ قد بالا بہر

پاؤں کیا رکھ کہ ہے خاک شہر دنیا بہر
کہیں خالی نہیں مردوں سے زمین چپا بہر

ہجر ساقی میں ذرا بھی جو ہوئی بارش ابر
چشم تر نے مری رو رو کے دیے دریا بہر

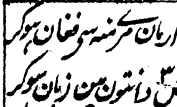
خاک بربا د سوا کچھ نہ ملا ہمکو سراغ
گور مجنوں کا نشان ڈھونڈ پھرا صحرا بہر

مر مر غم سے نہ ٹھنڈی ہو حسین شمع حیات
نفس سرد یہ ہر دم نہ دل شعلہ بہر

دانے پانی سے ہی بیگیر تگرگ نا فہم | دانے دانے کو ہین محتاج یہان دانا بہر




دیکھنا شاد جو تجھکو ہی سیہ کاری دل
مے اسود کو میان شکم مینا بہر




ٹپکتی حسرتین چشمون سے ہین خشک روان ہوکر | نکلتے ہین دلی ارمان مرے منہ سے فغان ہوکر
بہ تری سخت گیرون مین کئی رطب اللسان ہوکر | بسر کی عمر بہ تیس ۳۲ دانتون مین زبان ہوکر
وہ مجنون ہین جو آئے جامۂ تن مین نہان ہوکر | بیٹھا برقعہ ہمارا پرزے پرزے ہیجیان ہوکر
ہوا جسدن سے پیدا ہون یہ زور ناتوانی ہے | وہین رہتا ہون جلتا ہون جہان شیون فغان ہوکر
ذبیحون کی گلا ملتی ہین روحین شادمانی سے | ہوئی ہی عید قربان تجھپہ قربان جان جان ہوکر
جو دل مین سخت قلبونکو بسا جا ہی ملایم ہو | رہی ہڈی کی اندر نرم منزا استخوان ہوکر
مراد آئیگی اوسکے دشمنون کی سر اوتاریگا | چڑہی ہین تیوریان غصے مین نادر کی کمان ہوکر
یہ نفرت وصل ہی اوسکو ہی کہتا ہی کہ سمجھوگا | لپٹتے جب ہین مقناطیس آہن توامان ہوکر
بہم نظارہ بازی ہو جو بدنامی سے ڈرتے ہو | اک آئینہ رہی دہو کی ٹٹی درمیان ہوکر
یتیمان ازل پہونچے نہ ایام جوانی کو | پہری کوئی نہ طفل اشک مردم نوجوان ہوکر

تمنا ہے ازل سے تا ابد شاد سخنور کی
جہان مین نام روشن ہو چراغ دودمان ہوکر







خموشی مانع گفتار ہی قفل دہان ہوکر | اشارون سے سخن کرتا ہون گونگی کی زبان ہوکر
ہوا ہمسر تو ہی دانتون سے اوسکی گرگان ہوکر | ہمیشہ منہ کی کہائیگا در غلطان پتان ہوکر
نہ بولین جھوٹ کیون اہل زمین طبل اللسان ہوکر | بنا جسدن سے بگڑا نیل کا ماتہ آسمان ہوکر
وہ مجنون ہون گھر تا ہون جو سایہ مین در خیمہ کی | ٹپکتے ہین ثمر شاخون سے سنگ کودکان ہوکر
مرر کیا نرم اندامون کو پہونچی سخت گیرون سے | رہی محفوظ دانتون مین زبان بے استخوان ہوکر
مری پر بھی نہین جاتا نفاق انسان کی طینت سے | جدا بعد فنا ہون دفن طفل توامان ہوکر

وہ طالب اگر ہین تو زر مال کیا ہی
نہین ہم دل و جان مضطر سے باہر

جسے سوز دل خام طبعون سے کہو نکر
وہ ہوان جل کے ہو ہیزم تر ہی باہر

۹۳

زمانے کو اے شاد ہے حب دولت
کوئی دل نہین خواہش زر سے باہر

۱۱

فریب حسن ایسا ہی نہین بے وقوف کچہ ہم پر
بتون کی دار قامت کی سیجا چڑہ گئی دم پر

جو ڈالی آنکہ ہم تر دامنون کی آتش غم پر
گہڑی پانی کی لاکہون پڑ گئی سا تون جنم پر

نہ ہمکو ولولہ تکمہ نہ بل گیسوی پر خم پر
نہ وہ جوبن رہا تیرہ نہ وہ عالم رہا ہم پر

وہ من محفوظ ہی اے بت ترا چشم فسون گر سے
اثر کرتا نہین جادو خدا کی اسم اعظم پر

یہ نام وصل ہی اور بس مریم ثانی کو نسبت ہے
نہ ڈالی آنکہ غربت سے کبھی بادام تو رام پر

وہ مشل ہون ہاتون جو دو تین ای دل سا تھی سا تھین
وہ ٹوٹین ہاتہ جو اٹھین نہین خیرات درہم پر

جو اور بہاگا کوئی دم توڑ کر ہی دام کا کل سے
ہماری رشتہ الفت سے باندہی اور محکم پر

گلون کے سامنے جڑ کا مٹانا حق ہی بلبل کی
اتہی پہٹے پڑی سنا کوئی صیاد اظلم پر

جو تلوارون پہ مرغ بسمل دم پہڑکتا ہے
دل و جان لوٹ ہین شاید کسی ابرو پر خم پر

مری پر کیا خفا ہوا نیچر تر دامن کو پہٹی دو
کہ مٹی دفتر عالم ہین ڈالین حرف پر نم پر

۹۴

شاکے بادشاہی کو متاع فقر حاصل کی
فقیری ختم ہی اے شاد ابراہیم ادہم پر

۷

کم رہا ناپ کر دیکہا ہے بد طولا بہر
اوج طوبے کا بہی نکلا نہ قد بالا بہر

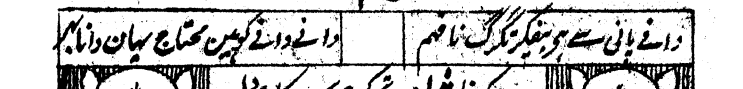
پا ؤن کیا رکہو کہ ہی خاک بشر دنیا بہر
کہین خالی نہین مردون سے زمین چپا بہر

ہجر ساقی مین ذرا بہی جو ہوئی بارش ابر
چشم تر نے مری رو رو کے دیے دریا بہر

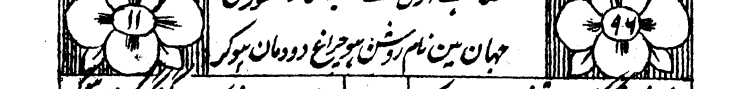
خاک برباد سوا کچہ نہ ملا ہمکو سراغ
گور مجنون کا نشان ڈہونڈہ پہری صحرا بہر

مر مر غم سے نہ ٹہنڈی ہوئی یہ شمع حیات
تہی سر دیہ ہر دم نہ دل سفید ابہر

دانے پانی سے ہو بیفکر نگر گ نا فہم | دانے دانے کو ہین محتاج سیہان دانا بہر




ٹپکتی حسرتین چشمون سے ہین اشک روان ہوکر | نکلتے ہین دل ارمان مرے منہ سے فغان ہوکر
یہ تری سخت گیرون ہین کئی طب اللسان ہوکر | بسر کی عمر یہ بتیس ۳۲ دانتون مین زبان ہوکر
وہ مجنون ہین جو اے جامۂ تن مین نہان ہوکر | پھٹا برقوم ہمارا پیرہن پیرزی پیچیان ہوکر
ہوا جسد سے پیدا ہون یہ زود ناتوانی ہے | وہین رہتا ہون یہ پلتا ہون جہان فیض دان ہوکر
ذبیحون کی گلا ملتی ہین رو مین شادمانی سے | ہوئی ہی عید قربان تجھپہ قربان جان جان ہوکر
جو دل مین سخت قلبون کو بسا جا ہی ملایم ہو | رہی ہی مہی کی اندر نرم مغز استخوان ہوکر
مراد آئیگی اوسکے دشمنون کی سر اوتاریگا | چڑہی ہین تیوریان غصہ مین نادر کی کمان ہوکر
یہ نفرت وصل ہی اوسکو ہی کہتا ہی کہ سمجھونگا | لپٹتے جب ہین مقناطیس و آہن توامان ہوکر
بہم نظارہ بازی ہو جو بدنامی سے ڈرتے ہو | اک آئینہ رہی دہوکی کی ٹٹی درمیان ہوکر
یتیمان ازل ہو بچے نہ ایام جوانی کو | پہری کوئی نہ طفل اشک مردم نوجوان ہوکر




خموشی مانع گفتار ہی قفل دہان ہوکر | اشارون سے سخن کرتا ہون گونگی کی زبان ہوکر
ہوا ہمسر تو سہی دانتون سے اوسکی گردگان ہوکر | ہمیشہ منہ کی کہائیگا دغلطان پتان ہوکر
نہ بولین جھوٹ کیون اہل زمین طب اللسان ہوکر | بنا جسدن سے بگڑا نیل کا مانند آسمان ہوکر
وہ مجنون ہون کہ تا ہون جو سیاہی مین فروشی کی | بکتے ہین ترشا غون سے سنگ کو دکان ہوکر
صدر کیا نرم اندامون کو بہجکے سخت گیرون سے | رہی محفوظ دانتون مین زبان بی استخوان ہوکر
مری سرہی نہین جاتا نفاق انسان کی ملت سے | جدا بعد فنا ہون دفن طفل توامان ہوکر

ہماری بردباری نے نکالا ہون سبو گرمایہ
سبک ہین ناتوان ہیچون کی خاطر پر گران ہوکر

محبت اوس شکر لب کی کملائی سم رقیبون کو
یہ امرت زہر ہو یارب نصیبے دشمنان ہوکر

ہین جب داغ سودا اخگل تن دانون سے چل جائے
ثمر پیدا ہون جسدم پھول مجھ جانین خزان ہوکر

جو پتھر ہی کری خالق گذار یار مین ہر دم
کھڑا ہون میل منزل بنکے یا سنگ نشان ہوکر

۹۷ ۱۱

مین وہ دانا ہون شاد اس دور مین جسنے مجھے پیدا
وہ چکھے رہ گئی انگشت حیرت دردہان ہوکر

جو خدا لگتی کہو ای بت تری مصداق پر
واب ایمان بغل مین رکھدے قرآن طاق پر

کیا کرون انکاری ظاہر ہی یہ آفاق پر
عہد پر قایم نہ مین توبہ شکن میثاق پر

کیا صفائی حسن ہی جسدم کیا زیب بدن
نور کا عالم ہوا پیراہن براق پر

ناتوانی نے سراپا یہ سکھایا ہی مجھے
پوستین جامد ہے خلخول جسم قاق پر

ہاتہ ملتے ہی گذر جائینگے مانند حنا
یہ کف افسوس کی لکھا ہے دو اوراق پر

وہ چلے تن ہون ترش کرنے مدح مدفن کی مرے
آگرے مین وہ ہو چڑہین پتھر کسی چقماق پر

مر گئے پر کوئی انسان کا نہین ہوتا شریک
جوڑا اعضا کی جدا ہوتی ہین اہل الحاق پر

کشتہ دیدار وہ ہون جب کیا تجکو حلال
باندہ کر پٹی چہری دی دیدہ مشتاق پر

کیا گزندزلف ہوں خال لب جان بخش کو
سانپ کا کاٹا اثر کرتا نہین تریاق پر

واعظ بدگو کیے پر منع ان کرتے تو ہو
یہ لطف مے بھی نہ سمجھے اور پڑے اوراق پر

۹۸ ۱۱

مثل عنقا شاد گو ہین شاعر گوشہ نشین
رنجتہ گویون مین ہم ہین شہرہ آفاق پر

مین وہ میکش ہون جو ہین پہنچا در گلزار پر
تاکنے انگور کی بیلین چڑہین دیوار پر

کیا ہنر ظاہر ہون مجہ مفلس کی اوس زردار پر
چپ گئی جو سر جہان زنگ آگیا تلوار پر

کہل گیا جسدم نظر کی بیچ کلاہ یار پر
گل بہت پہولا تہا اپنی ٹیٹہی دستار پر

ہر مژہ مسواک ہو وہ جسنے میان آشیان — طائر قبلہ نما تک کو چڑھا یا دار پر
مژدہ باد ای می پرستو جوش مستی کی سبب — دختر رز ٹکی پڑتی ہی ہر اک میخوار پر
گردش چشمان جانان کا تماشا دیکھنا — پتلیان آنکھون کی پھرتی ہین نظر کے تار پر
وہ جدا مجسے ہی گو ہی حلقۂ آغوش مین — کھل گیا وہ اپنی نظر جب نقطۂ پرکار پر
بولنا کیسا شب وصلت مین مرغان سحر — چونچ اگر کھولین چڑہائین سنسان منقار پر
مین وہ گریان ہون کہ خورا چشم پر نم ہی مری — گر پڑین آنسو چڑہون گر قہقہہ دیوار پر

بد تماش ای شاد ہے جو نوع انسان مین امیر — گنجفہ کی میر کی پہبتی ہے اوس زردار پر
۹۹ — ۱۱

کون کہتا ہی کہ توبہ دل میخوار نہ توڑ — عہد سے توڑ مگر خاطر خمار نہ توڑ
توڑتے دل یو ہین توری کی ہین جانکنوری — ہمیہ ہنگام غنا تان دل آزار نہ توڑ
رسیۂ کے واسطے ای شیخ نہ توڑ ہاسحر کو — چہین کربت کو دل صاحب زنار نہ توڑ
سر سے پا تک ہین یہ اعضا کی تناسب بیمثل — جوڑ بندون کا تری جوڑ ہی اے یار نہ توڑ
بے مئے ناب کی اعضا شکنی کیا کم ہی — ہاتہ پاؤن مری قاضی سنگسار نہ توڑ
مینہ برسکر جو نکل جائی نکل جانے دی — پر تو اے دیدۂ تر آنسو ونکا تار نہ توڑ
چاہیے پاس شبیہہ دل و چشم جمشید — محتسب شیشہ و ساغر کوئی زنہار نہ توڑ
قفس تن کا شکستہ ہو تو ہو تا رنفس — رشتۂ دام کو پر مرغ گرفتار نہ توڑ
چشم جادو کا جو عاشق ہی تو لی بوسہ لب — ابھی پرہیز کو اپنے دل بیمار نہ توڑ
کج نگہہ سے کبھی برگشتہ مژہ سے مارا — کون تیر کیا حصن دل زار نہ توڑ

رند مشرب ہے جو ای شاد نکر پاس صیام — کون مانع ہے کہ روزہ سر بازار نہ توڑ
۱۰۰ — ۷

محو دنیا ہے تو نہ روپیہ جوڑ — کوڑی کوڑی حریص دنیا جوڑ

ازلی ہم گدا ہین گدڑی پوش
جامۂ تن مین ہے سراپا جوڑ

فرش رولنے کو میرے ہیں حنا
ہاتھ اپنے نہ ماہ سیما جوڑ

ساغر چشم و شیشۂ دل کا
جام جمشید ہے نہ مینا جوڑ

جیسے اشک روان و آب روان
چشم تر کا یہ نہین ہے دریا جوڑ

شیشہ ٹوٹے تو شیشہ گر ڈھالے
دل جو ٹوٹے سے جلے نہ اصلا جوڑ

۱۰۱

## ہمہ تن ہون شکستہ خاطر شاد
## سیکڑون ہین سیان اعضا جوڑ

۱۰

بخت برگشتہ ہے کیون کر ہو نہین بیمار گداز
روگ سوکھے کا ہو چاہون جو تن زار گداز

میرے ٹھوکون وہ کریگا دل اصنام کو رام
زیر پا جسکے ہو پتھر دم رفتار گداز

پڑتی ہے گرم مزاجی سے کڑی تیغ نگاہ
ورنہ تلوار کو کر دے طپش نار گداز

جل بجھے آگ مین اپنی جو وہ پروانہ ہون
بڑی بڑھی ہے مری شمع کے آثار گداز

سنتی سخت زبان شعلہ زبانی ہے نہ جائے
لال ہونے سے نہ طوطی کی ہو منقار گداز

بوتہ چشم سے آنسو نہ بہین کیا معنے
دہوکنی آہ کی کرتی ہے دل زار گداز

جذب آہون مین تری ہے نہ اثر باتون مین
دل صیاد ہو کیا مرغ گرفتار گداز

ہون جو سرگرم سخن سخت مزاجونکی طرح
موم کی طرح کرے کرمی گفتار گداز

ہمسری کیا مری نالون سے کریگا نالہ
اونمین یہ درد ہے پیدا نہ یہ زنہار گداز

۱۰۲

## شاد وہ سوختہ جان ہون جو کرون نالہ گرم
## جگر آہن کا ہو پانی دل کہسار گداز

۱۰۱

تری زلف ہو کیون نہ سودی دراز
جہان مین ہو ظالم کی رسی دراز

ہوس لاکھ پھیلائے بالے طلب
نہ ہو ہاتھ اے تنگدستی دراز

شب ہجر مجنون سے المختصر
تری زلف طولا ہے لیلی دراز

مرا ماتمی شاسیا نہ ہوا — تری عمر ہو چرخ نیلی دراز
نہین پاؤن قابو مین مجھ مست کے — مگر ہاتھ ہین سوے ساقی دراز
نہ تاکو سے کھینچے کہین باغبان — زبان باغ مین کر نہ طوطی دراز
ابھی سے ہے اوس سرو مین سرکشی — ہوا تک نہین ہے بخوبی دراز

۱۰۳ — زمانہ کی اس تنگ چشمی سے شاد
لحد مین ہو بید ست و پائے دراز

تازہ ہوا ہی ہمارے زخم خندان ہر برس — گل کھلاتے ہو نئی فصل بہاران ہر برس
کیا تماشا ہے کہ پیہمی ہو گرہ سال انکا دام — اور گھٹتی ہے گرہ سی عمر انسان ہر برس
تر ہو وہ صفاک اے قاتل کہ لاکھون جان نثار — ذبح ہوتے ہین بیان عید قربان ہر برس
شعلہ رو برسے کرینگے ہم فقیرون کو مدام — عرس درویشان مین ہوتا ہی چراغان ہر برس
تار دامن مین نہین رکھتا ہی جب بست جنون — فصل گل مین پھاڑتے ہین ہم گریبان ہر برس
خوش لباسون نے بسر کی قاقم و سنجاب مین — عور کی بھی کٹ گئی فصل ہمستان ہر برس
انقلاب سال و مہ ثابت ہوا تقویم سے — نت نئی ہے گردش گردان گردان ہر برس

۱۰۴ — خاک ساون مین اوڑی اے شاد اگر وہ نہ ہم
خشک سالی ہو بہو گر فصل باران ہر برس

گرم ہی سودا سے تیرے نگار ابکی برس — آگ کے مولون ہی کوڑی کا کنار ابکی برس
چار سو پہنے پہنے کی برسا موسم گلین ہوا — میری تربت پر بھی اے ابر بہار ابکی برس
صوفیون سا بھی دو فصلہ کوئی نہ ہوگا کہ جو — یا رسا اگلی برس تھے گسار ابکی برس
کس طرح گذرے میان فصل باران دیکھیو — ہم غریبون کی ٹپکتے ہین مزار ابکی برس
آنکہ پیر یگا وہ بت ثابت ہوا تقویم سے — طرفہ تر ہی گردش لیل و نہار ابکی برس
تفرقہ دیکھو جو سال و ماہ ہم آغوش تھے — گور کی پہلو مین ہین وہ یار غار ابکی برس

سال ہی بہر مین ہوا بدلی یہ باغ دہر کی
باغ جو ہر سال تھی ہین خار زار اب کی برس

شادی و غم کا تلون گردش ایام ہے
جو خوشی پر سال تھی ہین سوگوار اب کی برس

مین وہ بلبل ہون کہ جسکا فصل گل ہے دشمن
باغ لیتے ہین اجاری دام دار اب کی برس

نجم و فلان کا ہون عاشق دیکھنا تقریر سے
دن مری کیسے ہین اختر شمار اب کی برس

۱۰۵

ہے قفس مین شاد بیکس برگ گلشن کی بہر
وا لیان بیہون کی لالی ہے بہار اب کی برس

۱۱

ننگ با بد شمار ہوتے کاش
گل نہین تھے تو خار ہوتے کاش

تیرہ بختی ہی گر نصیب مین تھی
سرمۂ چشم یار ہوتے کاش

نامیون کے نشان ہین جتنے
مرمٹون کے مزار ہوتے کاش

زر نہ قسمت مین تھا تو سانپون مین
کوڑیا مے شمار ہوتے کاش

اک گلیم سیہ کفایت تھی
سایہ سان خاکسار ہوتے کاش

نہ ہوئے تھے جو اوس سے ہم آغوش
کورے سے ہمکنار ہوتے کاش

اپنے ماتم مین آپ ہی روتے
شبنم اشک بار ہوتے کاش

نا سے جی کہول کر کیا کرتے
جرس دل فگار ہوتے کاش

بے ثمر تھے تو بہر راحت خلق
شجر سایہ دار ہوتے کاش

کچھ تو ملتا جنون سے سر رشتہ
جامۂ تار تار ہوتے کاش

۱۰۶

کلفت دوستان سے تو ہی شاد
دبتے دل کے غبار ہوتے کاش

دل رہان ہی ہی عاشق باد خاطر خوش
ہتو تسے مین خوش ہون میرا خدا خوش

حرم مین ہو یا ساکن لامکان ہو
جہان ہو وہان رہ مری مہ لقا خوش

ہم شور آفسوشد ربار آمد مین
نہین اس چمن کی ہوا ہے ہوا خوش

تلون مزاجی کا پایان نہیں ہے
ذرا میں خوشی ہے ذرا میں ہے ناخوشی

بساط سلیمان ہو شہ کو مبارک
گدا کو ترے بستر بوریا خوش

وہ ناراض ساز دل نیک و بہبود
عدو خوش نہ جس سے غرض ناشناخوش

۱۰۷
بتوں سے نہ مل اب وہ کر شاد و یا تین
۹
نبی جس سے راضی رہیں ہو خدا خوش

غم کا سبو کا ہے لاکہ تو درویش
اولا خویش بعد ہو درویش

رزق قسمت سے گا بے مانگے
بہر زنہار نہ جستجو درویش

دُر نایاب ہے کے مثل صدف
دے نہ موتی سی آبرو درویش

توڑ پائے طلب کو ہاتھ کو کھینچ
بیٹھ رہ ہیز نہ کو بکو درویش

بدنصیبی یہ کہہ رہی ہے تری
بر نہ آئے گی آرزو درویش

کر طلب حق سے جان بے پروا
دل غنی مانگ اے نکو درویش

بے ریا اس طرح فقیری کر
کہ نہ آئے ریا کی بُو درویش

جو سکندر کا پردہ پوش نہیں
آئینہ ہے وہ عیب جو درویش

۱۰۸
بادشاہوں سے ہے وہ بہتر شاد
۹
جو خدا سے ہے سرخرو درویش

شہد و مصری کی نہ خاصیت نہ شکر کی خواص
دونوں ہر ٹھون میں ہیں اک قند مکرر کی خواص

لیس ہیں ابرو مژگان تیر و خنجر کی خواص
قتل پر باندہ ہے کمر ہیں اوس شکر کی خواص

رنگ میں بو میں پُر تسکین دل تاثیر میں
زلف خوش بو میں ہیں سارے مشک و عنبر کی خواص

روی رنگین کا عرق تاثیر میں خالص گلاب
نوش دار و شربت دیدار دلبر کی خواص

لعل لب میں خاصیت یاقوتی یا توت کی
بوسہ دندان میں ہیں مجون گوہر کی خواص

سخت جانی میں جو گذری کیا کہوں اے کوہکن
عمر مرمر کی بسر کی سنگ مرمر کی خواص

خاکساری کر ہوس کر نہ شوق کیمیا
طالب زر ہو نہ پیدا کر یا زر کو طلب

ہم صفیر و باغ مین کیا بال افشانی کروان
مجھ شکستہ بال مین مرغ پی پر کی خواہش

۱۰۹ — ۸

میر کے پیرو سوئے شاہ اب نا یاب ہین
سب عوام الناس مین اچھی نہین تیر کی خواہش

قمری سرو قد ہین صنوبر سے کیا غرض
ہم عندلیب رخ ہین گل تر سے کیا غرض

سایہ کی طرح خاک نشینی پسند ہے
مین خاکسار ہون مجھے بستر سے کیا غرض

کشتہ تری نگہ کے اگر پہلیان بھی ہون
وہ بے چھری حلال ہون خنجر سے کیا غرض

دنیا کو ترک کیجیے عقبا کے واسطے
بوذر کرے خدا طمع زر سے کیا غرض

چلتی شمال موج ہے ہر آن ہر نفس
عمر روان کی ناؤ کو لنگر سے کیا غرض

ای ہم صفیر طائر تصویر ہون مجھے
اڑنے سے کام کیا ہوس پر سے کیا غرض

سجدے کرین نماز پڑھین ٹکرین لگائین
ٹکرائین سر بتون کو جو ہم در سے کیا غرض

۱۱۰ — ۹

اے شاہ جو پھرے شہ دلدل سوار سے
دجال کا مطلع ہے اوس خر سے کیا غرض

تو وہ ہے خلق مین سے آجان جہان چشمۂ فیض
ہائے مین ابر کرم ہیم دہان چشمۂ فیض

یوسہ چاہ ذقن دے جو اکہی اوسکا
رہی جاری صفت آب روان چشمۂ فیض

جام خورشید کو جو زر سے بھرا کرتا ہے
آسمان پر کوئی شاید ہے نہان چشمۂ فیض

تو جو دریا کا سروت دکھائے اعجاز
تیرے پنجے سے ہون پنج آب روان چشمۂ فیض

قانیو دور مین جام مئے گلرنگ رہے
نہ کرو بند میان رمضان چشمۂ فیض

حلق عاشق پہ روان کرکے لہو مین تر کر
خشک ہی خنجر بران کی زبان چشمۂ فیض

تشنہ کامی پہ مین اوس تشنہ دہن کی ہون نثار
اک شاری مین ہوا جسکے عیان چشمۂ فیض

اے یم حسن ترا بحر لطافت ہے شکم
حلقۂ ناف بھنور ہیم دہان چشمۂ فیض

۱۱۱ کشتے سے ہے ہر اک مست کا ہوشیار ۹
ہے فروشوں کی ہوا سے شاد کہاں خرقہ پشم

زشت روئی نہ حسن صورت شرط — آدمی کو ہے آدمیت شرط
جو ہے تقدیر مین وہی ہو گا — کہ ہر اک امر مین ہے قسمت شرط
وہ کھنچے اس طرف نہ کیا معنے — پر ہے تاثیر جذب الفت شرط
منہ لگائین نہ کیون شراب کو ہم — دخت رز کا ہے پاس حرمت شرط
جیمین آیا تو بخش ہی دے گا — کرم اوسکا ہے شرط رحمت شرط
تجھسے جام شراب بدتے ہین — ساقیے آفتاب طلعت شرط
قدر مفلس کی کون کرتا ہے — منزلت کے لیے ہے دولت شرط
سر کا دینا ہے عشق مین کیا مال — صورت کوہ کن ہے ہمت شرط

۱۱۲ چلیے جنت مین شاد ہاتھون ہاتھ ۹
پر ید اللہ کی ہے بیعت شرط

جھک کے ملنے کو ہے شرافت شرط — مثل شمشیر ہے اصالت شرط
صور نالون کی پھونکتا ہون ابھی — بدلے اے فتنہ قیامت شرط
پیش حق کیون نہ دے گواہی تیغ — خون ناحق کی ہے شہادت شرط
نہ تھا تیغ و غم نہ کہائین کبھی — ترک لذات کی ہے عادت شرط
لمبی ڈاڑھی بڑھا کے کر نہ مرید — پیر ہونے کو ہے کرامت شرط
دختر رز سے منہ نہ پھیر کبھی — زن مریدی کو ہے اطاعت شرط
چاک دامن ہے جو نہ زخم دکھی — درد ہی بھر ہے جراحت شرط
دیکھہ لین گے اوسے نہ شمشیر — سخت جانی کی ہے عنایت شرط

۱۱۳ مصدری تو جگی روی اے شاد ۱۰
عیب ایطا کی ہے اشارت شرط

سکیڑوں کہا کہ جو تسمین کو دیکھ نادان غلط
عہد اس بت کا غلط وعدہ غلط پیمان غلط

ہجر کی شب اور مژہ کی سہ سے نہ اکدم ہو جدا
تجھ سے ہوتا ہی مرا غم روبرو دے درمان غلط

نامہ بر خط دی کو اور نہ آشنا سے پوچھنا
یہ حقیقت سچ لکھی ہی دیکھیو یا جانان غلط

ہم سخن ہوتی ہی اے بت بد اجل مارا مجھے
سمجھے ہم تیرے دہن کو چشمۂ حیوان غلط

غیر ممکن ہی جو بلبل ہو نہ سرگرم فغان
رہ سکے بے نالہ و شیون دل نالان غلط

میرے رونے سے ہوا تھا ما سوا آب کی جہان
جانب نوح بنی ہی نسبت طوفان غلط

خط ترا شی مصحف رخسار کی بیجا نہین
چیل مین حرف اوس جگہ کی ہو جہاں قرآن غلط

تو سمجھتا رخ پہ حسن عارضی ہی جاودان
زعم باطل ہے یہ تیرا اے بت ناداں غلط

دخت رز پر سو سے ظن جو کچھ کہی واعظ ترا
کید فقرہ بدگمانی افترا بہتان غلط

شاد جو اردو مین کرتے فارسی ایجاد ہین
سخنہ گویون کی نزدیک اونکا ہی دیوان غلط

سوزش خسار دلبر الامان والحفیظ
تابش خورشید محشر الامان والحفیظ

چاک منتج ہین مرے پر بہی ہماری خاک کے
ہی یہ گردش مین مقدر الامان والحفیظ

خون ناحق مین ہی یہ میرا قدم ڈوبا ہوا
سرخ ہے رخت ستمگر الامان والحفیظ

گالیان سو سو سناد یتا ہی اک اک بات مین
کیا زبان چلتی ہے فرفر الامان والحفیظ

ہر نفس بے عید قربان تیز کرتا ہے چھری
غیظ ہے اللہ و اکبر الامان والحفیظ

اک بلا کو کیا ہے نام آتی ہی اوس سفاک کا
بول اوٹھے ظالم برابر الامان والحفیظ

دو تن مرحب کیا کا ڈسہ پر جبرئیل کے
آبرش شمشیر حیدر الامان والحفیظ

شیخ شیطان تا قیامت صاف ہونگا مین
وہ شتر کینہ ہے یہ خر الامان والحفیظ

الحذر اوسکے غضب سے شاد بے سامخ
آئین گے کہتے ہمیر الامان والحفیظ

کھچوائیے اپنے قد بالا کا مرقع
دنیا میں دکھا دیجیے مویا کا مرقع

صورت کدۂ دہر کی تعریف کروں کیا
اک عالم تصویر ہے دنیا کا مرقع

کہتا ہے مجھے اور اوسے دیکھے کے مانی
مجنوں کا یہ نقشہ ہے وہ لیلا کا مرقع

تصویر خیالی دہن یار کی لکھی
بہزاد نے کھینچا جو سراپا کا مرقع

ساغر کف ساقی میں ہے تصویر کیسوں
نظروں میں مری ہے یہ بیضا کا مرقع

مانی جو نہ خاکا ہو مرے دیدۂ تر کا
آنکھوں کی جگہ کھینچ دے دریا کا مرقع

بستر پہ جو اعجاز نما ہووہ مسیحا
بول اوٹھے ابھی صورت دیبا کا مرقع

یہ نقش ہے خاطر میں شبیہ بت ترسا
کعبہ ہے مرے دل کا کلیسا کا مرقع

جو شکل شمائل ہے وہ اک نقش فنا ہے
مٹ جاوے گا اے شاد یہ دنیا کا مرقع

۱۱۶

فردوسیوں کو ہو کیا سرِ کشِ جہان سے نفع
نہ پہونچے اہل زمیں کو کبھی آسمان سے نفع

خدا نے نطق دیا ہے تو بول کلمۂ حق
یہی ہے کام و زبان و لب و دہان سے نفع

دعائے مرگ نہ کیوں ہجر یار میں مانگوں
کہ سو طرح کا ہے اک جان کی زیان سے نفع

کوئی سنے نہ سنے ہر نفس یہ نالاں ہے
دل حزیں کو ہو کیا جز فغاں سے نفع

کرم نواز نے سب پر کرم نوازی کی
ہمیں کو اک نہ ہوا یار مہربان سے نفع

مفید کیوں نہ ہو اغماز جو فردوسیوں کے
کہ ہر متاع کی ہے قیمت گراں سے نفع

وہ بدنصیب ہیں کیا ذکر دشمنان اے شاد
بجز ضرر کے نہیں ہمکو دوستان سے نفع

۱۱۷

کیا غم عاشق تجھے ہو دیکھ اے جانا نہ شمع
جل بجھیں لاکھوں پتنگے پر کرے پروانہ شمع

کیوں نہ اوڑھے صبح کے ہر پروانہ شمع
شہر پروانہ رہا ہے جل کے ہر پروانہ شمع

کھل گیا تجکو نہیں ہے غیر سے شرم و حجاب
رو جاتا ہے بے پروائی پر پروانہ شمع

دامنِ فانوس سے پر رکھکے رو تی رات بھر
صبح تک کرتی رہی ہے ماتم پروانہ شمع

راہ بزمِ یار اگر بھولوں شبِ تاریک مین
ہے یقین دکھلائے ہر ہر گام پیمانہ شمع

بیگانے کر کرتے ہین عشاق معشوقون کا خون
بزم مین جلکر بجھا دیتا ہے خود پروانہ شمع

گلشن ویران ہو وہ جو محفل بے عشق ہے
سرو بالی قمری ہے نزدیک اپنے پر پروانہ شمع

عقل روشن ہے ہماری خانۂ دل مین چراغ
اپنی محفل مین جلائین مردم دیوانہ شمع

چادر گل قبر بلبل پر چڑھایا چاہیے
کیجیے روشن سر خاکستر پروانہ شمع

یار کو بھی اب چھپا کر اپنے گھر لیجائیے
باغ مین ہین بلبل و گل بزم مین پروانہ شمع

شاد کل ابیات مین الطاہے مطلع کے سوا
بھر آگاہی کہا اک قافیہ پروانہ شمع

۱۱۸ ۹

تری نوک پیکان نے جانی دریغ
کیا ہمسے اک بوند پانی دریغ

نفس سے چٹے بھی جو ہم ناتوان
نہین طاقت پرفشانی دریغ

وہ خاشاک صحرا ہون مین بیکسیب
جلائین جسے کاروانے دریغ

ٹھہر کیا سکین اس گذرگاہ مین
نفس کی ہے ہر دم روانی دریغ

ضعیفی کی آمد ہے یارو مناؤ
چلی روٹھکر نوجوانی دریغ

بڑھے پاؤن پر جسکے جہانون کی طرح
اوسیکو ہوئی سرگرانی دریغ

بہار چمن رخصت اے باغبان
ہوے زرد برگ خزانی دریغ

جو ہم مرغ قبلہ نما بھی بنے
کہان دار پر زندگانی دریغ

رہین ہم تو اے شاد بے آب و نان
گہر کو ملے دانہ پانی دریغ

۱۱۹ ۹

پھنسے تازہ قفس مین حیف صد حیف
نہین معلوم رہین حیف صد حیف

وہ اور رون کی ہوس مین حیف صد حیف
مرا دل اوسکا بس مین حیف صد حیف

سب کچھ کیا رو کین نہین ہے — وہانہ اس فرس مین حیف صد حیف
جو سا عر تھا ید بیضا ہمارا — وہ ہو دست عسس مین حیف صد حیف
حیات اپنی حباب آسا ہے تحریر — فنا ہین اک نفس مین حیف صد حیف
شبہ کمبی جو دستر خوان کی ہین — وہ ہین نوع مگس مین حیف صد حیف
جو گل بوٹے تھے چیدہ اس چمن مین — سلے وہ خار و خس مین حیف صد حیف
ورا بھی گر بنے نالان رہے ہم — لباس ہر جرس مین حیف صد حیف
وہ بلبل ہون کہ بے گھوٹے گلے کے — یو ہین ہے دم قفس مین حیف صد حیف

۲۰ — وفا و عدہ کیا اکدن نہ اے شاد
ہزارون کہائین قسمین حیف صد حیف

سجے ہے خاک سے خیال کے دیوانہ عشق — باغ عالم مین کسیکو نہ پھلا دانہ عشق
لڑکڑائین جو قدم نشہ الفت مین سرام — سر کے بل گر کے کرون سجدہ شکرانہ عشق
حق تعالی کو تو ہے قصہ یوسف مرغوب — نہین سنتے نہ سنین یہ صنم افسانہ عشق
سند حسن پرستی جو طلب کی مین نے — لکھدیا کاتب تقدیر نے پروانہ عشق
جام و صبا کے نہین مست محبت محتاج — شیشہ دل ہے سبو چشم ہے پیمانہ عشق
حضرت خضر سے کیا راہ محبت پوچھین — نا بلد کوچہ الفت سے ہے بیگانہ عشق
گوش کر شیشہ فرہاد سے آتی ہے صدا — کہیل جا سر پہ جو ہے تجھ مین تمنا عشق

۲۱ — الفت حق ہے تو سن کلمہ توحید کے شاد
ہے اذان نا قوس صنم خانہ عشق

محبت سے بڑھکر ازلی کون ہو دیوانہ عشق — میری گتھی مین ہے طفل سے پڑا دانہ عشق
عشق بازون نے جہان قصہ یوسف چھیڑا — ہوا محو سماع سنتے ہی افسانہ عشق
الفت دختر رز وہ ہے کہ بے سر ہو کر — شیشہ قاقم سے کرے نعرہ مستانہ عشق

وصلتِ یار کی ہے باس مکین خاطر — حسرت آباد ہے اپنا دل ویراں عشق
محفلِ عالمِ ایجاد بھی ایجاد نہ تھی — یار تنہا شعلۂ حسن اور مین پروانۂ عشق

۱۲

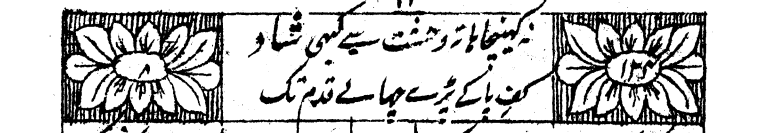
جنس انمول ہے کیا اسکی ہو قیمت اے شاد
نقد جان و دل عشاق ہے بیعانۂ عشق

گئے تھے بھول کر رستہ حرم تک — خدا لایا ہمین بیت الصنم تک
نہ جانا خانۂ تن سے عدم تک — یہ گھر اے جان ہے تیری ہی دم تک
زہے اوجِ نگون ساریٔ سائل — جھکے پیش گدا دستِ کرم تک
ہمین بھی دیگا وہ جسنے دیا ہے — پرِ طاؤس کو زرین درم تک
تواضع کر جو چاہے سربلندی — سلامی جھک کے ہوتی ہین علم تک
کرون شکوہ تو ہے کفرانِ نعمت — لہو پینے کو ہے کہانے کو غم تک
شکستہ پائی و آہِ سحرگاہ — یہ دو مونس ہین اپنے دم قدم تک

۱۳

بیان کیا ہو دمِ تحریر اے شاد
رہا ہاتھ اپنے میدان قلم تک

رہ کاکل سے کیا پہونچین صنم تک — ہمین ہے کالے کوسون اک قدم تک
نہو مغرور اے شمع شبستان — یہ ساری روشنی ہے صبحدم تک
مرض مین بھی نہ وبالا رہے ہم — چڑھا اوترا کئے بارے دو دم تک
وہ میخوارِ خرابا تی ہون جسپر — کرم کرتا نہین ابر کرم تک
جب آنکھین بند کر لین ایک پل مین — پہونچ جائین گے ہستی سے عدم تک
تماشا انقلابِ دہر کا دیکھ — گدا کا ٹھیکرا ہے جام جم تک
زیارت کو ہی وہ کافر نہ آیا — اوٹھائے ہمنے آہون کے علم تک
قفس جب تک ہے اے صیاد جمع ہین — برابر ساتھ ہین دو کہاکے دم تک




دور رہا کوئی ازل سے ہے مقدر اب تک
نہرین جاری ہین کی عالم مین عجب تر اب تک

فیض ہونے پہ بھی ہے خواہش دیگر اب تک
سانہ صیاد کے اوڑتا ہین مرے پر اب تک

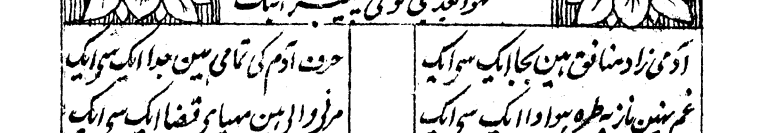
عشق مین خاک ہوئے بھی ہین مدت گذری
نہ کبھی راہ پہ آیا وہ ستمگر اب تک

واہ رے شوق مزہ قتل ہوا ہون کیسے
بہر رہی ہے رگ جان پہ دم خنجر اب تک

جلد آ تنگ مین آنکھین ہین پہر نہین جاتے دور
منتظر روح روان ہے تری در پر اب تک

چشم ساقی ہے پیری جام کی صورت جیسے
شکل پیمانہ ہے گردش مین مقدر اب تک

وائے محرومی پرواز رہائی بھی ہوئے
پر نہین لائق پرواز ہین شہپر اب تک




آدمی زاد منافق ہین بجا ایک سے ایک
حرف آدم کی تمامی مین جدا ایک سے ایک

غم نہین ناز پہ طرہ ہوا ایک سے ایک
مرزوا لین مہیا ہے قضا ایک سے ایک

خط سیہ زلف سیہ چشم سیہ خال سیہ
روسیاہی مین یہ کافر ہین بلا ایک سے ایک

التجا ہجر زدون کی ہے وصل
دونون ہاتہ اوٹھے کے لبون پہ دعا ایک سے ایک

قطرہ اشک ہین یون آنسوون کی تارون مین
منسلک جیسے دُر بیش بہا ایک سے ایک

کومن دی کی جو ہمارا صف مژگان نے ہمین
منچلے ہین وہ کرتے ہین دغا ایک سے ایک

جیتے جی دوہون بہم خاک فلک کے ہاتہون
دفن ہوتا ہے جدا بعد فنا ایک سے ایک

شب ہجران مین فزونی نہ کمی زلفون مین
عرض مین طول مین دوفون ہین سوا ایک سے ایک

خوبرویون پہ جو کی چشم برہمن سے نگاہ
نظر آیا عنبر ہوش ربا ایک سے ایک

بے انیسی کا نہین غم کہ مرے ہین دمساز
ہر نفس نالہ و فریاد دبکا ایک سے ایک

جان بلب آخواہش کو نہین لیکے آگئے تھے
لے گئے دل مین بہری حرص و ہوا ایک سو ایک
رشتہ دارون سے ہو گر دش مین مکت چاہی
ہو گئے دانۂ تسبیح جدا ایک سو ایک

۱۲۶

رام اے شاد ہون کیونکر صنم شوخت مزاج
سنگدل بڑہ کی ہے سربت بخدا ایک سو ایک

۸

کیا دون زبان قابل ہون ناتوان یہان تک
پہرتا ہو نام دل مین آتا نہین زبان تک
حیران ہون کیا بتاؤن تربت کہان ہوگی
بیخود وہ ہون نہین یاد اپنا مجھ مکان تک
کل تک جہان مین جنکی جہنڈی گڑی ہوئی تھی
آج اونکو نام کو بھی باقی نہین نشان تک
قسمت اگر رسا ہے اشکون مین دل ملیگا
یوسف کو ڈہونڈہ لینگے پہونچے گی کارواں تک
وہ صید نیم جان ہون محروم ہو چمن گل
ہم خاکسار ایسے انجام مین جہان ہین
مین وہ ہون سرفراز سرگشتگان عالم
دیکھو جو میری گردش جاکر آسمان تک

۱۲۷

اے شاد ہون وہ مرغ قبلہ نما قفس کیا
گندم مرتب کر ما مین آشیان تک

۷

وہ قطرۂ نمناک ہون مانند گہر خشک
ٹہنڈا ہو جہنم جو کرون دیدۂ تر خشک
رونے سے مرے عالم سیلاب جہان ہے
اس بحر مین اک چرخ کا ٹاپو ہے مگر خشک
پر بار ہے یون شاخ ثمرۂ بخت جگر سے
سوکہی ہوئی ڈالی مین ہون جس طرح ثمر خشک
کیا رودن لہو لعل لب یار کے غم مین
یعقوب کی صورت ہے مرا خون جگر خشک
فارغ ہون وہ تا حشر کرون آہ و بکا سے
اک گردۂ نان بھی جو ملے مثل قمر خشک
کب نخل تمنا ہو ہرا دل مین ہمون کے
پیدا شجر سنگ مین ہوتے ہین شجر خشک

۸

بے حس ہون اے شاد نہ کیون تا دم گریہ
پرواز نہ طائر سے ہو جبتک نہون پر خشک

دکھلائی تو مین اشک جو ہو دیدۂ تر خشک
کیا طفل ہے جسکے دودھ ہو دایہ کا اگر خشک

بیجان ہو تن عشق مین کاکل کی جو لٹ جائے
خوشبو نہ رہی ہو جو سراجیب اگر خشک

ہم پائے صنم چومنے سکین ہاتھ وہ دیکھے
یارب ہو یدبیضہ ہمین دست نگر خشک

اے سرو تجھے غیر سے کیونکر نہ چھپاؤن
کرتی ہے نظر دیدۂ بدبین کی شجر خشک

کیا قدرت صانع ہے کہ اک آب کا قطرہ
آنکھون مین تو آنسو ہے صدف مین ہے گہر خشک

تبلا تو سہی دہوپ مین آیا ہے کہان سے
کیون بھول سا چہرہ ہے ترا اے گل تر خشک

۱۹ وہ طفل ہون اے شاد کہ مقسوم کا جسکے
۸ پیمانۂ خورشید مین ہے شیر سحر خشک

سرخ ہو نوک بخش کین مین خاک
کر لہو ہے دل حزین مین خاک

جی مین ہے گرد انکساری سے
جو نکلے چشم عیب بین مین خاک

پاک صاقون کا جسم جھاڑ کے پونچھہ
ہو نہ غسال آب ہین مین خاک

کم غبار دل صنم نہوا
نہ چھٹی جسم رہی نگین مین خاک

جامہ پہنے ہین خاکساری کا
ہین بھرے جیب و آستین مین خاک

مر کے حاصل ہوئی قد مہوسی
بھر گئی پائے نازنین مین خاک

کیا وہ عرش آستان دکھائی دے
آسمان کی ہے دو رہین مین خاک

۱۳۰ سکیڑون دست چرخ سے اے شاد
۸۱ دفن ہو کر ہوے زمین مین خاک

لگا خط سے الگ زلف شبرنگ ہی الگ
خضر سے میل الگ بط راہزن سے الگ

نہ خط ہو کیون رخ رنگین گلبدن سے الگ
ہمیشہ سبزۂ بیگانہ ہے چمن سے الگ

نہ پوچھ حال تماشے کی بھی جو صورت ہون
جگر مین چید ہین دل کی غم و محن سے الگ

جگر فگار قلم چٹ کے ہر نیستان سے
کوئی غریب الگی نہو و طن سے الگ

بتون کی کم سخنی کا اگر بیان کرون — زبان کبھی نہو کام و لب دہن سے الگ
غرض نہ کعبہ سے مطلب نہ کچھ کلیسا سے — مرا طریق ہے ہر شیخ و برہمن سے الگ
جو خاک نعش سے ہون مار یا سمین لپٹے — جلے ہزار رسن بل نہو رسن سے الگ
کہ مین شانہ ہلاؤ تہمتین پر میرے ملتفت — کبھی تو راز کی باتین ہون انجمن سے الگ
دکھائے فندق باباغ مین جو تو سرو سہی — اور وے یہ رنگ کہ رنگت ہو نارون سے الگ
الگ ہو دام سے بیٹھا ہوا کوئی طرفے — وہ خط سبز ہے یا زلف پرشکن سے الگ

۱۳۱ — محال ہے کہ جو اوون مین آپ مین سے اشاد
۱۲ — برنگ بوی گل تر ہون پیرہن سے الگ

سیاہ کار نہ کیونکر ہون نار کے قابل — ہر اک ہے دانۂ بار و انار کے قابل
کہلا یہ روح نے چھوڑا جو پیکر خاکی — گلے سمند نہین شہسوار کے قابل
شکستہ بالہ بھی ہیہات ہم فقیرون نے — کلون کے پر نہوے پشت خار کے قابل
لہو ہوئی ہے جو گرد ملال شیشے مین — خوشا وہ دل کہ جو ہو اوس غبار کے قابل
مین وہ ہون رد خلائق کہ جب کی مٹی کی — نہ جوہ سجدہ نہو وہ شہار کے قابل
دکھا کے آنکھ کے ڈھیلے ڈرائیے اوسکو — کنا ہگار جو ہو سنگسار کے قابل
مقام خاک نشینان بجا ہے منزل گور — یہ ہے گرہی کی سرا یار غار کے قابل
نہ پنجہ ہر مژہ و متغدم نہ ہر ابرو — علی کا ہاتہ ہے اک ذوالفقار کے قابل
مسیح کے لیے سولی ہے جسطرح معراج — اوسیطرح ہون مین دار و مدار کے قابل
وبال دوش ہو کیون روح کی نہ جسم گران — یہ بار چار عناصر ہے چار کے قابل
ہے زیب چہرۂ واعظ کے ریش و اغبر کی — مہار ہے شتر بے مہار کے قابل

۱۳۲ — وہین گرد ون نجف و کربلا کوئی ہو شاد
۱۰ — یہی ہین گور غریبان حزار کے قابل

عقیق سنگ ہو دل خون قبای تن ہین لال
بزنگ لالہ و گل ہون ہین پیرہن ہین لال

کیا جو بوسہ رخسار آتشین کا سوال
وہ شمع بزم ہوا مجھپہ انجمن ہین لال

شکستہ بال ہون پر سرخ رو ہون عالم مین
بزنگ گل ہون پھٹو حال اس چمن ہین لال

ہزار غسل شہیدون کو ہو ترسے ای شوخ
لہو سے لاش کی ہر تار ہو کفن ہین لال

یہ سرخ رنگ سے اوس گل کے چھوٹ پڑتی ہے
سفید پہنے جو کپڑے وہ ہون بدن ہین لال

تو وہ ہے عیسی معجز بیان اگر چاہے
ہزار سنگ کے ریزے ہون اک سخن ہین لال

شب وصال مین جیسے زبان شمع ہے گنگ
موذنون کی یونہین ہو زبان دہن ہین لال

وہ سرخ لب ہین مقابل سفید دندان سے
گرے جو چشم سے طفال اشک خون یہ کہلا

بہائین ہم جو نہ اشکون کے ساتھ لخت جگر
گہر عدن مین نہ اے شاد ہون یمن ہین لال

۳۳

عرض بازار ہے بوسہ دل بیحال کا مول
آگے جو مال دہنی دی ہو وہی مال کا مول

حسن کیون چمکے نہ آرایش مشاطہ سے
قیمت جنس بڑہانے کو ہے دلال کا مول

طائر دل وہ خریدار گرفتاری ہے
اپنے صیاد سے کرتا ہے جو خود جال کا مول

جو خریدار ہے دربار ہو اے دیدۂ تر
گوہر اشک روان ہین مرے رومال کا مول

۳۴

اضی زلف کرے زلف کی رسی کو دراز
کم ہو اے شاد جو تل بھر بھی یہ خال کا مول

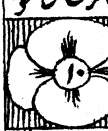
نہ تو گوہر ہے نہ زر ہے دل بیحال کا مول
نگہ لطف خریدار ہے اس مال کا مول

کیا بنے ہمسے جمال بت خوش حال کا مول
ایک تو جنس گران دوسرے بقال کا مول

لطف کیون دے نہ تجھے لعبت دیرینہ مدام
کہنگی سے ہو کم لائے کہن سال کا مول

کالے دانہ کے برابر ہے جہان نافہ مشک
آگ کے مول ہے وہ جسن سیہ خال کا مول

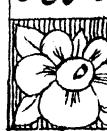
کس طرح ہو نہ سکندر شش امیرون سے فقیر | کمل لرزان ہمہ فانی مین گرانی کا مول




ہم بغل جو ہو حسین دل کو وہی ہے اے شاد
ارزیا زار یہ قیمت ہو مرے مال کا مول




ظاہر ہو بے بیان کیے راز نہان دل | نالہ زبان حال سے ہے ترجمان دل
یہ لطف درد ہو کہ جہان ہے مکان دل | اک اور چاہتا ہون کہ دل ہو بیان دل
تیر نگاہ توڑ کے پہلو نکل نہ جاے | روک اے جگر کہ روٹھ چلا میہمان دل
حیران ہون ہر نفس ہو یہ کیونکر فغان ہو | کام و لب و دہن ہین نہ گویا زبان دل
آنسو تھے جو کاکل مشکین کی دید کے | اوترا جہان پہ شام ہوئی کاروان دل
مردون کی طرح دفن ہین سو آہنین تن | طرفہ ہو جاے گور غریبان مکان دل
اشکون کے ساتھ غصے یہ گل گل کے بہہ گیا | پہلو مین نام کو بھی نہین ہے نشان دل
نکلی کبھی نہ خنجر مژگان کی آرزو | کشتہ ہوا کی دل کی تمنا سیان دل
مشکل مین سچ ہو کوئی کسیکا نہین شریک | ٹھہری نہ روح عشق جو لے امتحان دل




نفرت یہ اب ہو حسن پرستی سے مجکو شاد
سنتے ہی نام جسکا نکلتی ہے جان دل




موت آئی پڑ گئی تجھکو خدایا آج کل | وہ صنم کرتا رہا امروز فردا آج کل
یاد ایامے جور کہتے تھے دل بے آرزو | ہے اوسی دل مین تمناے تمنا آج کل
ڈر یہ ہے غیر کے چھپٹون مین نہ آجائی کہیں | وہ نہانیکو بہت جاتا ہے دریا آج کل
ہر نفس وحشت کی لیتا ہی دل و فرہاد سے | جوش پر ہے یہ دل وحشی کا سودا آج کل




سارے اعضاے بدن کے اشاد کل تک تھے درست
دم نکلتے ہی مرے بگڑے سراپا آج کل




عقدہ ہے وہ دہن نہ ملی بات گول گول | برسون کرے جو حرف حکایات گول گول

سمجھا ہے استخوان جو مرے ضد تو دیکھنا
سو راخ سے نہیں کرتا ہے بد ذات گول گول
ہم پنجگی یار کا ہو پنجانہ دست رس
بازو وہ ہاتھ آئے نہ ہیہات گول گول

(٣٨) ٦
او صاف چھاپتوں کے ہوں اے شاد صاف صاف
باتیں کرو نہ قبلۂ حاجات گول گول

وہ تیر نگہ ہے لگانے کے قابل
مرا مرغ دل ہے نشانے کے قابل
روان ہر نفس آب عمر روان ہے
یہ توسن نہیں تازیانے کے قابل
دہل پیٹتے سر ہیں اس عمکدہ میں
محل یہ نہیں شادیانے کے قابل
غریبوں کی تربت پہ ابر کرم کا
گھٹا ٹوپ ہے شامیانے کے قابل
میں وہ مرغ تصویر بے آب و نان ہوں
نہ پانی کے قابل نہ دانے کے قابل

(٣٩) ٧
عروضی ہے اے شاد بے علم جو ہے
یہ جاہل بنے ہیں زمانے کے قابل

تنگدستی کے سبب جان سے بیزار ہیں ہم
دار پر کھینچ دے اے جرخ کہ تیار ہیں ہم
کیا چھٹیں مجرم گیسوئے سیہ کار ہیں ہم
کالی بلا جسے کہیں وہ گنہگار ہیں ہم
وہ منافق ہے جدا النقطہ پرکار کی طرح
لیے آغوش میں مثل خط پرکار ہیں ہم
بیٹھتا دل ہے کلیجہ میں جو درد اوٹھتا ہے
کاٹتے دن ہیں اوٹھ بیٹھ کے بیمار ہیں ہم
حب زر خون سگ و خوک ہے نزدیک اپنے
جانتے جیفۂ دنیا تجھے مردار ہیں ہم
دل نے امداد جو چاہی غم تنہائی میں
نالہ و آہ پکارے کہ مددگار ہیں ہم

(١٤٠) ٨
کیا کریں جامہ دری دشت نوردی اے شاد
ہاتھ باؤں نہیں کہنی میں ہیں ناچار ہیں ہم

صاف باطن وہ خراباتی میخوار ہیں ہم
مے پیے شیخ تو یاروں کے ابھی یار ہیں ہم
دل تو رنا ہے ضعیفی میں نگوں سار ہیں ہم
اب تو دو ہر ابر ان زار سے طیار ہیں ہم

دو دو مہر صفت نام کو صافی دل ہین
ہر دشمنی کی بھی اگر ہین تو سیہ کار ہین ہم

بخشش دے تو کرنہ بخشنے تو اجارہ کیا ہی
شرمسار تسلیم جھکائے ہوے غمخوار ہین ہم

مجھہ پر اُرمان نے جو پوچھا ہی مرا کون رفیق
یاس و حسرت نے کہا یار و وفادار ہین ہم

نہ غرض کعبہ سے ہمکو نہ صنم خانہ سے
نہ مشرب ہین نہ کافر ہین نہ دیندار ہین ہم

ناتوانی سے ہین عالم کی نگاہون مین سبک
بھاری بھرکم ہین جو ہر دل پہ گرانبار ہین ہم

۱۴۱ ۸
گر ہوا بلغ جہان سے نہ اوڑائے اے شاد
گلخن افروز خلائین وہ خس و خار ہین ہم

ہین نہ کہاؤن گا ترا زنہار دم
اور کو دے اے بت مکار دم

بے حسی سے صورت تصویر ہون
کچھہ نہین مجھہ ناتوان مین یار دم

اوسنے الفت سے نہ کی اک بات بھی
سورۂ اخلاص کی سو بار دم

بے ترے لیتے ہین شیشہ ہچکیان
توڑتے میکش ہین مینا وار دم

مجکو سکتہ ہے دکھا روے صفا
آئینہ مین دیکھتے ہین یار دم

نالۂ سوزان ہے لب پر ہر نفس
بھر ہا مجکو شاد اے مسیحا دم

بے چھری کے کیون نہون عاشق حلال
ہر مژہ ہے خنجر خونخوار دم

۱۴۲ ۹
نزع مین نکلے نہ جب تک روح شاد
اوسکے بالین پر رہے اتنا یار دم

نازۂ رخ نہ کبھی سرمۂ نایاب ہین ہم
خاک بھی ہین تو غبار دل احباب ہین ہم

کیون نہ بیتابی دکھائین بھوت بن کر بار بار
کھیس لگتی ہے نہ کیون بھوت بنے بار بار

اوسکے بیمار کو ہوجاتے ہین نزع کی غریب
اوسکے بیمار سے ہوجاتے ہین نزع کی غریب

فرن دقائق کو بھلا سکے ہو ہمارا جواب
ہو رہی زیر و زبر صورت دولاب ہین ہم

بود و نابود ہین تصویر خیالی کی طرح
وہ ذبیحہ ہین کہ قربانی قصاب ہین ہم

دیکھنے کو مشکل صفت خواب ہین ہم

مین وہ مایوس جہان ہون جو دعا بھی نکلون
نامرادی کے قفس در ایجاب ہین ہم

خاک بھی مر کے جو ہون کوئی نہ سوگوار نشین
بیکس ایسے صفت کشتۂ سیماب ہین ہم

دور ہین جیسے سے جام فلک مینائی
نوش کرنے کو ہے کاسۂ زہر اب ہین ہم

ہجر جانان مین نہین شب تنہائی شاد
دل ہمارے لیے بہر دل بیتاب ہین ہم

تن سے نکلا جو غم ابروی خمدار مین دم
رہی اے ترک ہمارا تری تلوار مین دم

اے جنون رحم کر اب بیخ کہن سا لون پر
کر نہین جامۂ ہستی کے مرے تار مین دم

بات کرنے مین جلاتا ہی ہزارون مردے
غیرت یاد مسیحا ہے لب یار مین دم

ہم وہ ہین صاحب فریاد کہ جز نالہ کشی
مثل شہنا نہین اپنے بدن زار مین دم

دل مشوریدہ کو ہے جب سے مژہ کا سوٹا
مرگ جان کا ہے لگا نشتر خونخوار مین دم

تپ فرقت نہین بے جان لیے جانے کی
لاکھ پڑہ پڑہ کے دعائین ہون اثر مین دم

ہر نفس نالۂ جانکاہ کیا کرتا ہون
ناک مین صورت نے ہے غم دلدار مین دم

ای پری منتظری ہے جو ترے دریا کو
بلبلون کا ہے رکا چشم گہربار مین دم

کیون گلو گیر نہ آہون کا دہوان ہو اے شاد
عاشق زلف ہون رکتا ہے شب تار مین دم

پر چہ نہ قسمت بد وہ خاکسار ہین ہم
گرد ملال خاطر دل کے غبار ہین ہم

اک جامۂ قفس ہین کیا دلفگار ہین ہم
کڑی کی جال بھی ہین تو مار تار ہین ہم

عاجز ہین ناتوان ہین باطن ہین گرانبار ہین
نظر و نمین تو سب کی خاطر پہ بار ہین ہم

مرد فرشتہ خو ہین خوف فشار کیسا
سنگر نکسیر کے تو بارون کی مار ہین ہم

خشکی مین نیش غم سے کانٹا جو مو بہو ہین
بجلی بھی ہین تری مین تو خار خار ہین ہم

گوشہ نشین بنایا درد نہین پھرایا
دست شکستہ پائی تیرے ستار ہین ہم

شمرا جو خون ناحق مژگان کے بسملون کا
شیر نگہ پکارا دل مین دو سار ہین ہم

آئنہ ہی ہو یا بگولا جو چاہو تم بناؤ
برباد ہر طرح ہین مشت غبار ہین ہم

(۱۲۵)

اے شاد میر و مرزا یا درد اس زبان مین
گنتی کے کہنے والے دو تین چار ہین ہم

مجبور مرگ سے ہین مختار کار ہین ہم
اس اختیار پر کیا بے اختیار ہین ہم

گو کی ہے توبۂ مے وہ بادہ خوار ہین ہم
جب میکشون مین بیٹھے یارون کے یار ہین ہم

تربت بنی کسی جا نکلے اوسی گلی مین
مرقد مین بھی نہ ٹھہرے وہ بیقرار ہین ہم

کیون منکر سب سے بڑھ کر خاک کی ملک ہین
ملنیت ہی خاکساری مشت غبار ہین ہم

وہ صید کشتنی ہین مژگان ہو یا نگہ ہو
شیر قضا کوئی ہو اوسکے شکار ہین ہم

پتھر پڑین ہمیشہ پر بند سے ہوی تیون کے
بیتیں خدا نے عالم کیا شہ سوار ہین ہم

وحشی وہ ہین کہ جسکو بو سنگ و خشت ہر پل
پتھرا رہی ہین آنکھین یہ سنگسار ہین ہم

(۱۲۶)

اے شاد مجرمون نے رحمت پہ جب نظر کی
آئی صدا سے غیبی آمرزگار ہین ہم

رام کریلین بڑی جیسے جو اتنے ہم ہین
یہ تبان سنگدل کچھ موم کے مریم ہین

شکر ہے ہمکو رقیب روسیہ کا غم نہین
سایہ بھی اوسکا تن بی سایہ سے محرم نہین

بے حس ایسا ہون جو دیکھے صانع قدرت کہی
وہ گلی تصویر آدم ہے کہ جسمین دم نہین

تیرہ بختون کی پریشانی کا جانا ہے محال
فارغ البالی نصیب کاکل برہم نہین

بل کی سینے مین ہی کاکل مار پیچان سے زیاد
نیش زن ہونے مین بچھو سے ستمگر کم نہین

آئینہ دل ہون نہین پر بخت اسکندر نصیب
جام جم جیسے جہان مین ہی مین لیکن جم نہین

جو سیہ کار جہان ہی کجرو ش ہے مو بمو
پیچ زلفون مین ہین ابرو لی جو بے خم نہین

غزل

اخوان دی پر دہ آہ و فغان مین — خدا یاد آگیا عشق بتان مین
عرق ہے واسطے چشم بتان مین — ہوئی گنگا جلی ہے درمیان مین
بکے ابرو کر لیے قد کے بیان مین — سنائین ٹیڑھیان سیدھی زبان مین
خوشا وہ دن جب آزاد قفس تھے — کہلا تے ہون تھے آپ آشیان مین
سراپا غم سے چھلنی ہو رہا ہون — غضب کا گھن لگا ہے استخوان مین
مرے غم کی کہانی مرثیہ ہے — بیان رونے کا ہے اس داستان مین
کرین اک ہمکو پیوند زمین کیا — یہ بت تھگلی لگائین آسمان مین
یہ کندہ ہے مزار خسروان پر — مٹی ہین حسرتین نام و نشان مین
گریبان ہو گئے مجنون و فرہاد — ہین ٹھہرے جنون کے امتحان مین
اوپر کر جو چلے گا غرق ہو گا — یہ کہتے ہین حباب آب روان مین
روان احباب ہین ساکت ہی تابوت — جرس خاموش ہے اس کاروان مین

ضعیفی مین نہ کیون دندان گرین شاد
شجر سے پھول جھڑتے ہین خزان مین

۱۱

۱۴۸

مرنے پر باندھی کمر سر گرم بازار دنین ہون — جان کا گاہک ہے جو اوسکی خریدار دنین ہون
شیخ کعبہ کی بیان کیا ہو رکا لی مذہبی — حمام و ساغر و کلید کہتا ہے میخوار دنین ہون
کیون نہ دل غمسے رہے صد چاک شانہ کیطرح — مو بمو ہمصورت کاکل سیہ کار دنین ہون
باغ عالم مین سبکدوش ہون جو مثل بوی گل — آگ پر پارہ جہان گرم رفتار دنین ہون
ٹھیس لگتے ہی ٹوٹتا ہون تو ہی حافظ خدا — شیشہ ہون سنگین دل ہون مین آبدار دنین ہون
زلف تک دیکھی نہین لیکن ہون محرم ہاے دل — ای بتو مفت خدا شامل گنہگار دنین ہون
دام مین پھنسکر پھڑکتے ہین تباو کسطرح — ای اسیران کہن تازہ گرفتار دنین ہون
مین وہ مجنون ہون کہی جا عشق سے خالی نہین — بزم مین پروانہ ہون بلبل چمن زار دنین ہون

سچ تو یہ ہے الفت دندان مین ہیں ساہون حقیر
جھوٹی موتی سی بھی بدتر آبرو دار و نمین ہون

کام ہی شیرا کرم کرنا مرے عاجز نواز
مجرمون مین مین مین سے ہر ایک مجبور نا چار و نمین ہون

۱۴۹

چاہیے ہمدرد کیا اے شنا دیجہ نا شاد کو
دل مرا غمخوار ہے مین دل کے غمخوار و ن مین ہون

۱۰

جو شمشیر قاتل مین دم دیکھتے ہین
تو گھبرا کے نبض اپنی ہم دیکھتے ہین

کہین کیا جو فرقت مین ہم دیکھتے ہین
نکلتا ہی آنکھون سے دم دیکھتے ہین

مہ عید ہو رخ مہوشان ہے
ہلال ابروئے ہر صنم دیکھتے ہین

گنا ہون پہ آنکھون سے آنسو رواں ہین
برستا ہی ابر کرم دیکھتے ہین

نہ خود بین ہو آنکھون سے کب عیب اپنے
جو بینا ہین اپنے کو کم دیکھتے ہین

نظر مین جو ہے گلشن کوی جانان
تماشاے باغ ارم دیکھتے ہین

ہم آئینہ حال غم دیدگان ہین
جفا دیکھتے ہین ستم دیکھتے ہین

خرامان وہ ہین ہر روش نقش پا ہے
قدم بہولتے ہر قدم دیکھتے ہین

روانی دریاے عمر ایسی ہے
حبابون کی آنکھون مین دم دیکھتے ہین

۱۵۰

کہان جا مین اے شنا دیر جہان سے
خدائی مین جہانے صنم دیکھتے ہین

۷

الجھا ہوا یہ دل ہی گیسوی مشکبو مین
پانی بھی کر پیون مین پھندا پڑی گلو مین

چھیڑی چمن مین اوسکی تقریر جب دہن کی
غنچہ لگا چٹکنے تنگ آکے گفتگو مین

معلوم کی جو اصل ظرف گلی تو سمجھے
مئی ہے میکشون کی جام و خم و سبو مین

دندان دکھا کے اوسنے دیکھا جو کم نظر سے
فرق آگیا ہماری موتی سی آبرو مین

مشکل قلم کرین کیا نجیہ جگر شکافی
رکھتے نہین مہارت ہم چاک دل کو مین

تر کان تر میان چشم پر آب دیکھو
تو ارے چھوٹتے ہین پلکون کی آبجو مین

۵۱ رہے شاد جائے گر یہ اسکی ہر خت جانی
۷ جیتا ہو جو پر ارمان رہنے کی آرزو مین

صلاح بخیۂ زخم دراز دیتے ہین
پہنتے ہین باؤن عبث چارہ ساز دیتے ہین

گھر ہو گور غریبان کوئی عبادت گاہ
کفن کے ساتھ بشر جانماز دیتے ہین

رقیب بوسہ جو لین فاتحہ مرا پڑھیے
کسیکو نذر کسیکی نیاز دیتے ہین

جہان مین آکے طرب ناک ہنوائی غافل
صدائین سوز کی پردہ مین ساز دیتے ہین

گدا وہ ہین کہ جو سائل ہین ایک بوسہ کے
غنی یہ ہین کہ دل بے نیاز دیتے ہین

نوازنے پہ جو آئین ہزار مور ضعیف
ابھی مثال سلیمان نواز دیتے ہین

۱۵۲ صلا عبادت حق کا لے ضرور اے شاد
۹ زر اجورۂ روزہ نماز دیتے ہین

غم ہو ازلی غم کی بنیاد اسے کہتے ہین
شادی سے نہین وقف ناشاد اسی کہتے ہین

ہم نالہ بلب اوٹھ دکھہ درد سنانے کو
وہ تھام کے دل بیٹھے فریاد اسی کہتے ہین

جو قاتل اظلم ہین آگے مرے قاتل کے
سب کان پکڑتے ہین جلاد اسی کہتے ہین

ہم لاکھ سہوے نالان پگھلا نہ وہ سنگین دل
پتھر اسے کہتے ہین فولاد اسی کہتے ہین

اوس کمنہ ستمگر کی طرفہ ہے جفاکاری
جو ظلم ہو تازہ ہی ایجاد اسی کہتے ہین

تازیست رہا آندہی دل خاک اوڑانے مین
مرنے پہ بگولا ہے برباد اسے کہتے ہین

مرغان چمن کیا ہین ہر چشم کے حلقہ مین
مردم کو پہنسائی ہو صیاد اسی کہتے ہین

مرتہ ہین گرا جبدم جاتے ہو وہ دنیا سے
اوسکا نہ قیامت تک افتاد اسی کہتے ہین

۵۲ کیا شاد کو ہم جانین پر فقر کے پردہ مین
۹ جو ترک دنیا ہین آزاد اسے کہتے ہین

پوشیدہ ہے دل مری نظر مین
پانی ہے چشم تر مین

کیا جاہیے زادرہ سفر مین — ہے توشۂ دردِ دل کمر مین
بید ہے ہین جہان مین اکبر وار — سوراخ ہے سینۂ گہر مین
ہم دام سے چھوٹ کر اوڑین کیا — لاسا تو لگا ہے بال و پر مین
جس شخص مین ہو نہ آدمیت — حیوان ہے وہ جامۂ بشر مین
مدفن ہون گلی مین دل جلون کی — رکھتے ہین چراغ رہ گذر مین
عالم مین ہین جنگ جو برومند — پہل تیغ مین پھول ہین سپر مین
ہم کیا سگ یار کو کہین تو — خصلت ہے ملک کی جانور مین

۵۴ — خامہ کا شگاف ہے وہ ای فساد — ۱۰
بے درد جو گھاو ہے جگر مین

جگر ناسور ہی کو بہر چلے دل کے جراحت مین — رہین گے زخم آتے ہی اگر ناخن سلاحت مین
مجھے ہی عذر رجعت مین وہ ہین معذور آنے مین — مین نیند ناتوانی ہون وہ پابند نزاکت ہین
نگاہ کم نگر زاہد پہنچے حالون پہ رندون کے — فقیر مست ہوتے بیشتر صاحب کرامت ہین
اشارہ ہین نشانہ عاشقون کی دل نیاز کو — فزون تر ناوک دستی سے انگشت اشارت ہین
ہماری سخت جانی کیا تو وہ سفاک قاتل ہے — جو پتھر ہی ترے کشتے ہین تو سنگ جراحت ہین
گنہ دھوتی ہین آنسو شرم عصیان سے جو روتا ہون — مری باران رحمت قطرۂ اشک ندامت ہین
خدا سے کس طرح مکرین گناہ بت پرستی کو — گواہی کے لیے ہاتھون مین انگشت شہادت ہین
دل و دیدہ کی مین انجن کروان تعریف کس منہ سے — یہ ثابت آشنا ہر دم شریک رنج و رحمت ہین
سبیل آب خضر وہ جو غیرون کو پلاتا ہے — لہو کے گھونٹ پیکر دل مین رہتے جراحت ہین

۵۵ — نبوت کا نہ منکر ہون نہ مین آشنا امامت کا — ۱۱
نبی شاہ رسالت ہین علی شاہ ولایت ہین

قیامت تک ہو گر خضر سیہ گرم صحبت ہین — حباب نقش ہستی ہین جو دم ہین غنیمت ہین

پنجگانہ نماز کے پنجگانہ وقت ہین
یہ جتنی صورتین ہین اپنی صورتگر کی صورت ہین

غم روزی ہی کیا اہل زمین کو رزق قسمت کے
فلک پر پنجار ہی سر پر اوٹھائے خوان نعمت ہین

اذان دیکر ادا کرتے نماز پنجگانہ نہ ہین
بجاتے دین کا ڈنکا میان پنج نوبت ہین

چھپائین لاکھ قاتل ہو تو پر خون ناحق کی
شہادت خود پکاری گی کہ ہم بے شہادت ہین

نہ پوچھو اپر وبالی تفس آزاد ہین تو کیا
اسیر رنج و محنت ہین گرفتار مصیبت ہین

جراحت کر جو اوس مٹھی جھری کی تشنہ کامی ہی
لہو کی گھونٹ پینے کو سمجھتے شربت شربت ہین

شہیدستی ہی پر مرتی ہین ستاہانہ مزاجی پر
تو نگر ہم فقیر ای دل غنی تیری بدولت ہین

وہ مکھڑا چاند سا دیکھین تو آنکھون سے لگا لین ہم
سمجھتے دولت دیدار کو مال غنیمت ہین

وہ شاکر ہین جفائے تیغ قاتل کی شکایت کیا
بدن پر زخم کہا کر دل ہی کر تی شکر نعمت ہین

۵۶

در ہین کسواسطے وہ مصدری آنکے توافی سے
جو ایطا جان کر اے شاد کہنی تحقیقت ہین

جس شخص ہین کہ خلق و مروت ذری نہین
مردم گیاہ ہے وہ بشر آدمی نہین

تجکو نصیب ای گل نرگس شگفتگی
ہمنے تو آنکہ کھول کے دیکھی خوشی نہین

بے سایہ تو وہ ای درختا ہے بے مثال
چشم دو بین کو بھی نظر آتی دو ئی نہین

کسطرح ہو نہ سنگ حوادث سے چور چور
شیشہ ہے دل کچھ آئینہ آہنی نہین

۵۷

بیتون مین ہی جو عیب روی در نہین ہی شاد
یہ ریختہ زبان ہے کچھ فارسی نہین

جانور تک گنہگار چیخ کہن مین خار ہین
مرغ کی کانٹے ہین مچھلی کی بدن مین خار ہین

نوش جس جا ہی وہان نیش بھی موجود ہی
لب پہ تنخال ہین پیاسون کی دہن مین خار ہین

عشق مین عرفان مین یہ عالم ہی جبا ہی جسم کا
زنگی اس سوزنی کے پیرہن مین خار ہین

نرنہال سدید یا خار مغیلان یا کریل
جس شجر کی بھیس مین ہین اس چمن مین خار ہین

کیون نہ کانٹا سی چبھین دل مین وہ نازک اندام گلیان
تیر کی جا خارِ تر نازک فگن مژگان مین خار ہین

مرگ پر بھی ہین نازک دل ہون وہ نازک مزاج
ریشۂ تار کفن جسکو کفن مین خار ہین

کیون نہ اکتائین قبر مین ہمکو فرشتے دیکھکر
ای غریبی دیدۂ اہل وطن مین خار ہین

عشق شرگان مین جو گلدستہ بنایا ہے کبھی
ہنسنے بولون کی جگہ باندھی رسن مین خار ہین

نیش زن یون ہین سر بالین تیر مژگان صنم
رونگٹے سب جسطرح سانپ کے تن مین خار ہین

دشت وحشت مین ہین کانٹون کی جگہ کچھ پھول
گوکہ وہ تلوون کی ہیجر گلبدن مین خار ہین

۵

مثل گل خندان ہین سب شاد زیر آسمان
اک ہمین اس گنبد چرخ کہن مین خار ہین

خون مین ہوے سماے یہ پیرہن مین نہین
کفن کا داغ بھی اپنے بدن مین نہین

شبہ نہین ہر جو دنیا کے مکر و فن مین نہین
فرشتہ ہو کہ خیالات ما و من مین نہین

رہے فروغ جوانی کا صبح پیری تک
سحر کو روشنی اک شمع انجمن مین نہین

قفس نصیب وہ محروم سیر گلشن ہون
مرے پہ پھول بھی جسکے ہوے کفن مین نہین

جوان چبا کے نہ باتین کرین ضعیفون سے
کسی کی دولت ہیہات رہے دہن مین نہین

وہ خاکسار ہون جوگی بھی آسمان جو بنے
سوا بھبوت کی خوشبو ملو بدن مین نہین

۵

اکیلے شہر خموشان مین کیا لگے دل شاد
بسا ہو کوئی اوجڑے ہوے وطن مین نہین

پر شیرہ خار غم ہین ظاہر مین مجھ بدن مین
پولس کی ہون شباہت پتلی کی پیرہن مین

پروانہ شمع شب کو باہم تھے انجمن مین
دونون ہوے سحر کو یکجا مگر کفن مین

بینگ بازی سے اختفاے مقصد ہے
خانۂ خاک بھی کون شکر ملون ہے مین

ہیہات کہ ناخن نہ کھلین چرخ کا کب تک
آخر یہ اک نہ اک دن ہوے گا گل چمن مین

گر شہ [illegible] ہون خود میر اشہ [illegible] جان
مکری ہنون تو اولٹا لٹکا ئی وہ رسن مین

جو خاک مین ملائے وہ خاک مین ملیگا
تقدیر کہہ رہی ہے یہ گوش گور کن مین

ویران سرائے دل مین آباد حسرتین ہین
بستی بسی ہوئی ہے اوجڑی ہوئی وطن مین

گو پہلوان ہو پر چھوڑی نہ خاکساری
کشتی لڑی تو پہلے مٹی ملی بدن مین

۱۶۰
قارون کو زر مرے پر اے شاد مجگدا کو
لنگ و قمیص و چادر یہ چاہیے کفن مین

اس درجہ ہین ملائم اعضا بدن کے تن مین
مثل زبان سراپا ہڈی نہین بدن مین

کیا منہ جو ہم سخن ہو گویا تو ہو چمن مین
غنچہ کی سو زبین ناکام ہین دہن مین

کعبہ ہوا کلیسا جب سے تعصبان ہین
آگے نہ تھین یہ باتین شیخی کی برہمن مین

دل پر چڑھا رہا ہون بلقیس دش ہزارون
پریان اتر رہی ہین شیشہ کی انجمن مین

ممسک نہ ذی کرم ہو بحر کرم کہے سے
جاری کبھی نہ دیکھا پانی حیہ ذقن مین

مہندی وہ مل رہی ہین ہم خون رو رہے ہین
نیرنگیان نئی ہین اس گنبد کہن مین

ورد زبان ہمیشہ تسبیح فاطمہ ہے
رہتا ہون پنجگانہ نہ مین یا پنجتن مین

۱۶۱
مانند میر وہ ہون اے شاد رنجیدہ گو
کج مج زبان ہو لیکن لغزش نہین سخن مین

دل جل رہا ہے جو تن مین ٹھنڈک پڑے جلن مین
شعلہ ہون بیر ہن مین کافور ہون کفن مین

کعبہ دل بتان ہی مشرک دلی کہان ہے
آوازۂ اذان ہی ناقوس برہمن مین

یہ حسن دلبری ہے یا آئینہ گری ہے
صورت نما پری ہے انسان کی پیرہن مین

بے کینہ جو خدایا گلشن کو بھی نہ پایا
کانٹون نے خار کھایا پھولی جو گل چمن مین

شیرین زبان جو ہی تو عاشق سوای خیاجو
ہوتا ہی کیون ترش رو شکر تری دہن مین

انجام سیج غافل ہونا ہی عاقبت گل
صندل سمجھ جوای دل مٹی بھری بدن مین

۱۶۲
در پردہ شوق کی اے شاد یہ جنبش کیا
کیفیتین ہین تازہ جام مے کہن مین

شیشۂ دل مین ہین داغ روے دلبر سیکڑون
ایک آئینہ مین ہین عکس سکندر سیکڑون

چادر گل بھی نہین ہی آج اونکی قبر پر
جو پہنتے تھے سدا پھولون کی زیور سیکڑون

نامہ بر آیا نہ تیرا ایک بھی لیکر پیام
ایلچی نازل کیے قاصد پیمبر سیکڑون

خاک ہوگا ایکدن دل زور بازو پر نہ جا
مل گئے مٹی مین ایسے بھائی برادر سیکڑون

دربار الا کہون حسین جان حزین کس کس کو دون
اک اکیلا دل ہی میرا اور دلبر سیکڑون

اہی پری وہ شاہ اقلیم جنون آباد ہون
ساتھ رہتے ہین مری لاکھون کی لشکر سیکڑون

(۱۶۲)
کہون وہ جا ہی نہین گو غیر مین جسمین شاد
ہم فقیرون کے ہین پر تکیہ مین بستر سیکڑون

مری پہنچی نہ نامہ آیا گیا نہ کیسے زر مین
کف افسوس خالی رہ گئی دست سکندر مین

کوئی کانٹا لگا دیکھو ابھی تو پھوٹ بہتا ہون
پھپھولے کی طرح آنسو بھرے ہین دیدۂ تر مین

ازل سے میرے دم کی ساتھ ہی گردش نصیبون کی
فلک دامان پڑتے ہی بھرا ابطن مادر مین

دو سیکا دم بھرا کرتا ہون تا معلوم ہو اوسکو
لکھون خط بھی تو باندھون شہپر یا ہو کبوتر مین

قلم ہو تر مین سر لاکھون کتابین جب وہ کرتا ہے
مگر تلوار کا دو اہی اوس نوخط کی مسطر مین

خیال وصل مین جو دیکھتی ہی خواب جدائی مین
پر مرغ شب مین شاید ہمارے بال پر مین

کرینگے نازنین لاکھون مواک ٹانکا لگائین گے
کسی ٹوٹے ہوے دل مین کبھی ہوتے مقدر مین

(۱۶۳)
کرون کیا جستجو اے شاد توبہ بادہ خواری سے
وہ میکش ہون مرون بھی تو غسل توبہ کوثر مین

قسم ہی دائم گیسو و فصل گل کی ہی ہین
پینے ہوے ہمیشہ زنجیر و غل رہے ہین

وہ بادہ نوش ہین ہم لا علم توبہ سے
زاہدون کی درمیان بھی محفل رہی ہین

نماز دل ہین ایسے اس محفل طرب مین
مسجد مین جیسے ہمیشہ مشغول دل رہے ہین

آیا وہ خزان ہے بلبل بہار عالم
اس حسن عارضی پر کیا پھول گل رہے ہین

۱۶۵ ۶

اک دل ہزار حرمان اک سر ہزار سودا
دو آشنا ہیں تو اے شاد کل رہے ہیں

خونناب ہجر یا دہ ناب محبو بہ میں جو وہ گلفام نہیں
مینای خراب اک آبلہ ہے پھوٹی ہوئی آنکھ جام نہیں
اہل جہنم یہی احسان ہے تو اگر عیش نہیں آرام نہیں
محرومیوں سے محروم نہیں ناکامیوں سے ناکام نہیں
دکھلائیگی کیا پیری کی سحر شب ہجر جوانان برگشتہ کو
افسانۂ عشاق کہی ہوتی ہے یہ رات تمام نہیں
کیا دیدۂ تر سے رونیں لہو دل میں نہ اک قطرہ خون
نزدیک ہے خط شبنم یہ لکھا ہوا سرہ لام ہے کاف کا
نزدیک ہے خط شبنم یہ لکھا ہوا سرہ لام ہے کاف کا
اسلام سے جو آگاہ نہیں کافر ہے اوسے اسلام نہیں

۱۶۶ ۶

تعمیر مکان کی بخت و پری ہے خامی فہم امیروں کی
اے شاد بنائے قصر یوں ہوتی ہے کچھ استی کام نہیں

لے یار کباب ہے داغ جگر کم خون ہے مے گلفام نہیں
پھوٹا ہے بغل کا شیشۂ مے ہاتھوں کا ہے جام نہیں
صیاد اگر فریاد کریں ہم تازہ اسیر الزام نہیں
معلوم نہیں ہمیں قفس آگاہ طریق دام نہیں
باتیں نہ چبا کو جوان کریں منہ توں کی چمک ضیغم کو ہے
یہ رات کی رات ہے جلوہ گری تا صبح نجوم شام نہیں
مرغان چمن ہیں نالہ کناں اے بلبل دل کر بجنبانی
تا سو سو لگر اکدم نہ زبان چپ رہنے کا یہ ہنگام نہیں
غم کھا تو ہیں ہم بسمل کی طرح تیغ ہیں لہو رحموں کے بھرے
خنجر کی طرح خونخوار نہیں شمشیر سے خون آشام نہیں

۱۶۷ ۷

ہیں شاد وہ انپڑ نام کا ہوں بختی چوزبان اردو میں
ہر بات میں رفق نہ بند کروں بلبل کا تو رکھوں نام نہیں

سوز فرقت ہے پہر دل میں جسکی گلخن بھرا کریں چلمیں
تیغ قاتل میں بال تھا شاید درد ہوتا ہے حلق بسمل میں
جان واحد ہے حسرتیں لاکھوں ایک دل ہے ہزار مشکل میں
خاک مجنوں میں تھی ہوا کو دھال اڑ کے لپٹا غبار محمل میں
جا ہے غم ہے یہ بزم عیش جہاں شمع شادی کی رو ئی محفل میں

| | |
|---|---|
| دُر فرشتون کا ہے میان لحد | زہر نون کا ہے خوف نزع مین |

۱۶۸ شاد افسوس نامراد چلے
رہ گئین دل کی حسرتین دل مین

بجا شکوہ ترا اے بانیِ بیداد کرتی ہین — جگر مین چبھ رہین جب مثل نے فریاد کرتی ہین
کبھی صحرا کبھی کہسار کو آباد کرتے ہین — ہمیشہ ماتم قیس و غم فرہاد کرتے ہین
اور اے خاک تربت ہین ہوا معلوم کرنے کو — مرے پر بھی بتتی مری برباد کرتے ہین
کرشما کرشمہ سر گلگیر سے خاموش رہتی ہے — بہادر کب زبان سے شکوۂ بیداد کرتے ہین
پھراتے منہ حسین اپنا ہین میری رشت روئی سے — وہ صید بد ہون جو سیر رخ نہین صیاد کرتے ہین
جو قصد قتل ہی دی بوسہ تا ہون سیر جی سے — ذبیحہ بھی کہلا کر ذبح اے جلاد کرتے ہین
لبون پر جان ہے دام زلف سے اب بھی آئی دم — اسیران جہان کو مرتے دم آزاد کرتے ہین

۱۶۹ زبان زد ہی کلام اللہ با تحریف نبی اے شاد
حدیث و آیہ ہی جو کچھ کہ ہم ارشاد کرتے ہین

| | |
|---|---|
| تجھ سے کی رات جو محجوب ہین ڈر کچھ بھی نہین | شب کی مہمان عروسی ہی سحر کچھ بھی نہین |
| خواہش دل نہ سہی جی کی تمنا نہ سہی | نامرادی ہی سہی اور اگر کچھ بھی نہین |
| عشوہ و غمزہ و انداز و ادا کیا جانین | ابھی کم سن ہین زمانہ سے خبر کچھ بھی نہین |
| ناصحا عشق مین اپنی کو سنبھالون کیونکر | مرے قابو مین دل و جان و جگر کچھ بھی نہین |
| ہیچ دونون ہین پر اندک سخن آرائی سے | اک ذری بات دہن مین ہی کمر کچھ بھی نہین |
| کندنی رنگ کا لعل لب و دندان کیسا | میری قسمت مین زر و لعل و گہر کچھ بھی نہین |
| تیغ گردن پہ چلے یا ہو روان خنجر یار | سر پہ جب کھیل گئے خوف و خطر کچھ بھی نہین |
| چشم بینا سے تری کیا مین اوسی نسبت دون | آنکھ تیلا سی ہی نرگس کی نظر کچھ بھی نہین |
| اسم اعظم نگہ دل کی کشش کیا معنے | پر زبان مین مری تاثیر و اثر کچھ بھی نہین |

چمن دہر مین وہ ہون شجر بانش بار | آتشین گل کے سوا برگ ثمر کچھ بھی نہین

۱۷۰ | ثانی خسرو پرویز نہ نرہا دا سے شاد | ۱۱
عشق کیا خاک کرین زور نہ زر کچھ بھی نہین

جز خدا دل مین مکین الفت صنم نہین | خانۂ خاص ہے یہ بارگہ عام نہین
بے نشان صورت عنقا ہو کہون خام نہین | وہ تو موجود ہی دنیا مین مرا نام نہین
کیا کہون رکھتو کمر ہین کہ یہ اصنام نہین | کچھ مجھے علم لدنی نہین الہام نہین
ایکدن بھی نہ پہپولے کی طرح پھوٹ بہی | چشم پر آب سے اتنا بھی ہوا کام نہین
تا تلا زلف دکھا کر ہے کبھی روی صبیح | کونسے روز وہ کرتا سحر و شام نہین
محتسب توڑ نہ پیمانۂ مے عبرت کر | حلقۂ چشم ہے جمشید کا یہ جام نہین
لاش گرتی ہے ابھی نال کے گرنی پہ نہ بھول | خوش ہو آغاز پہ کیا سوچا انجام نہین
خوش دلی ہوتی ہو کیا عشق مین رحمت کیسی | ہم تو جز درد جگر واقف آرام نہین
وحی آئی نہ ہوا پھر کوئی قرآن نازل | جب سے اوس بت سے ہمارے کوئی پیغام نہین
نیرنگ مین بھی ہو اشارون سے سخن صورت گفت | گو زبان بند ہو پر بند کوئی کام نہین

۱۷۱ | یار ہے شاد کر بالین پہ پھر آنا سے موت | ۹
روح کے تن سے نکلنے کا یہ ہنگام نہین

سہرو سہ جیسے تجلی کا دونون ایک ہین | حسن مین وہ چاند سی رخسار دونون ایک ہین
رتبۂ شاہ و گدا ہے ایک ہے پر زمین | مر گئے پر مفلس و زر دار دونون ایک ہین
کوئی اول ہو دوئی سمجھے یہان ہر چیز کو | دیکھتے آنکھین دم دیدار دونون ایک ہین
یہ مکان اپنا بنائے وہ بنائے غیر کا | اس محل مین سنگ و معمار دونون ایک ہین
مرنے کا مانہ اسکا سانپ لہرا کر ڈسے | زہر مین انمی و زلف یار دونون ایک ہین
آدمی جتنا قلم ہو راست گو اتنا تو ہو | دو زبان ہین پر دم گفتار دونون ایک ہین

پیش زاہد ہسکی عزت اوسکی پیش برہمن
مرتبہ مین سبحہ و زنار دونون ایک ہین
بت پرستی چھوڑکر کیون حق پرستی کیجیے
اپنا اپنا دین ہے کردار دونون ایک ہین

۱۷۲
۹
نام ہین گبر و مسلمان کا فرو دیندار شاد
شکل احول کرنے سے انکہین چار دونون ایک ہین

سیہ خانہ دل اگر کچہ نہین
مگر اس سے تاریک تر کچہ نہین
جو غیرون سے اے فتنہ گر کچہ نہین
یہ شہ مانا کیا ہے اگر کچہ نہین
کرون کیا مین اوس بت سے بوس و کنار
نشان دہان و کمر کچہ نہین
نکیرین سوتے ہین اہل قبور
چلو چپ رہو ہو خبر کچہ نہین
تصور زبان کیا نہو گر قبول
دعا ہی مین اپنے اثر کچہ نہین
کرون عشق کیا خسرو کوہ کن
خدا نے دیا زور و زر کچہ نہین
قفس سے چھٹے بھی تو ای ہم صفیر
اوڑین کیا رہے بال و پر کچہ نہین
چلے ہاتہ تہیات خالی لیے
مسافر ہین زاد سفر کچہ نہین

۱۷۳
۶
بہروسا ہے کیا ہم ضعیفون کا شاد
ثبات چراغ سحر کچہ نہین

سب تو کب عشق خال کرتے ہین
ہان مگر خال خال کرتے ہین
رخ پہ سہرے خط صف آرا ہے
مور چے مور چال کرتے ہین
پاؤن رکہتے نہین زمین پہ فلک
پر جہان پایمال کرتے ہین
گٹ کے مر جائین کیون نہ عاشق زار
دم قفس مین یہ حال کرتے ہین
مرغ دل کیا بچے کہ چٹکی سے
تیر کو گو شمال کرتے ہین
مے اطہر ہین حرام نہین
وخت زر سے حلال کرتے ہین
خلش دل غبار خاطر ہے
جس طرح رنگ بال کرتے ہین

کچھ لبٹ کتنی ہے زن دنیا | نوجوان پیر زال کرتے ہین

۱۷۴ | شاد سہلا سکھا کے نفس کشی | ۹
دلکا کتا محال کرتے ہین

دل پہ خون کی کیفیت زد چوختہ حالی ہین | مے گلگون کو بہر کہ دیکھہ لو مینا سے خالی ہین
ہین وہ ہوس سرد ہیرا ہن تصویر قالی ہین | ہمیشہ جو رہا گردن کشون کی پایمالی ہین
نہین کہتا کلیجہ مین یہ کس ظالم نے چٹکی لی | الٰہی خیر درد اوٹھا مرے دل کے حوالی ہین
ہین وہ گریان ہون پی جاؤن جو اشوخ چشم پر نم کے | جہان مین قحط باران کا ہو فصل برشکالی ہین
نہ ٹھکرا دیکھہ تو ظرف گلی چشم حقیقت سے | غبار کاسہ گر آئینہ ہے جام سفالی ہین
گلیم و خلعت زرگرم سرما مین برابر ہین | دوشالہ مین غنی خوش ہم نہال اپنی نہالی مین
خیال آیا جو مے نوشی مین اوسکی چشم پر نم کا | بہار زہراب کو جام شراب پر نگالی مین
گئی وہ دن ہزار افسوس جب تن تنکی جیتے تھے | کہان پائین جوانی کو اب اس پیرانسالی مین

۱۷۵ | بہت گذری ہے بیفکری مین تھوڑی شاد باقی ہے | ۸
گذر جائے گی اتنی یہ بھی اپنی لاابالی مین

زخم انگشت سے وا کرتے ہین | گوشت ناخن سے جدا کرتے ہین
حسن کی خیر حسینون کا بھلا | ہم فقیرانہ دعا کرتے ہین
تفرقت ایسی ہے سنین دیکھتے خون | ذبح بھی روبہ قفا کرتے ہین
بود اپنی ہے سر نو کی نمود | لوگ انگشت نما کرتے ہین
دل چبائے رہو اے دل والو | چور یان دزد حنا کرتے ہین
آدمی عیب عبادت نہ کرے | جانور ذکر خدا کرتے ہین
کھولنے کو دل بستہ کی گرہ | خواہش عقدہ کشا کرتے ہین

۱۷۶ | شاد بہتر کہ جگر ہین اونکے | ۷
ان بلنسی جو وفا کرتے ہین

یہ ہنر بید اگر اے صیاد دستی تیر مین
ہر لب سوفار چٹکی لے دل نخچیر مین

فارغ البالی ہے عشق کا کل بے پیر مین
کیل کانٹا نہین اس غالہ زنجیر مین

مر گئے پر بھی یہ غم ہے زخم پر کہاتی ہین زخم
مرہم ہوتی ہین ہمارے استخوان قطع گیر مین

کیون نہ امداد قلم سے ہو روان طبع ضعیف
پاؤن کو طاقت عصا دیتا ہے دست پیر مین

جب قدم رکھا سر منبر سے آئی صدا
ٹھوکرین کھانا بدی تھین یہ مری تقدیر مین

بے نشان بسمل کس نے کی ہے قاتل کیا
کوفت جسکی ہے نشانی قبضۂ شمشیر مین

۱۷۷ ۷

کیون نہ در وا میر ہوائے شاد اب اپنا کلام
کرتے ہین رطب اللسانی ہم زبان میر مین

نرغۂ عصر مین ہم بیمار ہین
ایک کی دو دو کی دارو چار ہین

تشنۂ خون ناوک خونخوار ہین
خشک منہ کھولے لب سوفار ہین

توبۂ مے کی تھی پیش زاہدین
تجھسے شرمندہ ہم اے خمار ہین

وقت بد مین کوئی کام آتا نہین
مر گئے پر دست و پا بیکار ہین

تھے اے گلرو جو کانٹے بوئے ہین
موے خط ہو کر وہ نکلے خار ہین

باغ مین پر قفس کر کے چھوڑیے
قفسیان دیوار کی طیار ہین

۱۷۷ ۱۱

کیا ٹھگا نا میکدہ والون کا شاد
ہم خرابات خدائی خمار ہین

وصل ہو تو نثار ہم بھی ہین
اپنے مطلب کے یار ہم بھی ہین

جو اڑاتے ہین میان گرد ملال
اونہین اک خاکسار ہم بھی ہین

اشک کہتے ہین جسکی مژگان پر
کوئی کے سوار ہم بھی ہین

کیا کہین نیک و بد کسی مین نہین
انہین دو مین شمار ہم بھی ہین

خاکساروں سے کیا غرور کی ہین
ایک مشت غبار ہم بھی ہین

جس چمن کے ہو تم گل شاداب
اوسی گلشن کے خار ہم بھی ہین

حیرتی ایک آئنہ ہی نہین
محو صورت نگار عم بھی ہین

دم کے مہمان جس طرح ہین حباب
ویسے نا پایدار ہم بھی ہین

امتحان ہو تو دیکھہ ہی لین گے
تم بھی ہو اور یار عم بھی ہین

کشتئ تیغ اگر رواں ہے یونہین
اسکے کہیوے مین یار ہم بھی ہین

۱۷۹ شعر گو اور ہین جہان مین شاد
۱۷ میر کے یادگار ہم بھی ہین

نے سوار جہان فراری ہین
بار غم کیا چھڑی سواری ہین

مر گئے پر بھی غم سے عاری ہین
تین دن قبر مین بھی بھاری ہین

مدوا ے آبیار ہے شمشیر
خشک ہونے پہ زخم کاری ہین

کیون ستون کے جگر نہ پتھر ہون
سنگدل مرد کوہساری ہین

دل جگر خون ہو بہے شاید
ندیان دو لہو کی جاری ہین

غم سے فرصت نہین ہے لیل و نہار
رات دن صرف آہ و زاری ہین

گل کھلے ہین خراش ناخن سے
کر رہے اشک آبیاری ہین

الفت زلف کا ہو منہ کالا
مبتلائے سیاہ کاری ہین

بے زری سے سبک ہین نظرون مین
ورنہ کہسار بردباری ہین

کیون چلین ہم نہ ہو کے استادہ
لینے آئے کھڑے سواری ہین

۱۸۰ وہ جلے تن ہون شاد جسکی مدام
۷ چلمین دوزخ کی بہرتی ناری ہین

فغان لب پر جو آئی بھی صنم جانی کہ ہم جانین
نہان یون دل ہو فریادی صنم جانی کہ ہم جانین

خلش سوزش فغان کی یہ ہون قلب جگر چھلنی
یہ ہون ناسور پنہانی صنم جانی کہ ہم جانین

نہ ظاہر ہے بسمل کی تڑپ کی نہ چہرہ کی عیاں زردی
رہے یوں درد دل کتنے صنم جانی کہ ہم جانیں

تمنا ہے یہی اپنی جو پوشیدہ لگائیں جی
آگہی ہو نہ بدنامی صنم جانی کہ ہم جانیں

نہ مجنوں کو ہے ہشیاری نہ لیلی کو خبرداری
رہ و رسم وفاداری صنم جانی کہ ہم جانیں

بھی جو سر ہے الفت کی ارادہ ہے کہ ہارین جی
لگائیں دل کی یوں بازی صنم جانی کہ ہم جانیں

۱۸ خدا سے ہے دعا تنی کہ حال شاد بیکس کی ۱۰
سیکھو ہو نہ آگاہی صنم جانے کہ ہم جانیں

خجل اک ہم نہیں اس انجمن سے جانے والے ہیں
چھپائے آئنہ رو منہ کفن سے جانے والے ہیں

مداوائے سخت جانی ٹوٹنی پر قلب نازک ہے
ہم الفت جوڑ نے پیا تکن سے جانے والے ہیں

رہے محروم لطف موسم گل رائے ناکامی
بہار آئی ہے کب جب ہم چمن سے جانے والے ہیں

شب فرقت کو رو رو ہو کر سحر کس طرح کرتے ہیں
ہم اتنا پوچھنے شمع لگن سے جانے والے ہیں

ملیں گے اہل گورستان تو حال قبر پوچھیں گے
کہ اپنی گھر میں ہم اس بیت الحزن سے جانے والے ہیں

پہریں کے چار جانب کاکل مشکین کے سودے ہیں
خطا و چین و تاتار و ختن سے جانے والے ہیں

ملک آتی ہیں مرقد میں ہماری پیشوائی کو
وہ ملنے کے لیے اہل وطن سے جانے والے ہیں

مسافر خانۂ دنیا نہیں جائے اقامت ہے
جو آئے ہیں وہ اس دار المحن سے جانے والے ہیں

جوانوں پیر ہونا ہے جیو اتنا نہ تن تن کر
یہ کس بل سب نکل کر روز تن سے جانے والے ہیں

۱۹ ممنون ابتی ایام کا اے شاد جب تک ہے ۱۲
نہیں نیرنگ یہ چرخ کہن سے جانے والے ہیں

اے فلک گور غریبان جہاں ہے کہ نہیں
مرمٹوں کی کہیں تربت کا نشاں ہے کہ نہیں

ناتوانوں سے یہ کہتا ہے توان ہے کہ نہیں
سبکی خاطر نازک پہ گراں ہے کہ نہیں

سینہ ویران ہے یا شہر خموشاں والو
کوئی آباد بھی تربت کا مکاں ہے کہ نہیں

دہن تنگ ہے تنگی میں نہیں جائے سخن
بات یہ سچ کہو غنچہ دہان ہے کہ نہیں

کیون منوچار طرف عاصہ درون سودا
چوک مین بارچہ والون کی دوکان ہی کہ نہین

اوسکی آنکھون مین کہون بہی تو حیا کہتی ہی
کوئی اسے مردم دیدہ نگران ہی کہ نہین

کیون نہ صلواۃ پڑہین بادہ طہور سے کر
حورمت دختر رز پیر مغان ہی کہ نہین

لاسخن ہم بہی جو کہ بیٹھین تو کیا بات رہی
بدزبان منہ مین ہمارے بہی زبان ہی کہ نہین

مرض الموت ہین عشق کی بیماری ہے
کچہ دوا اسکی مسیحای زمان ہی کہ نہین

روز کرتے ہو نیا ظلم جو عجب بے کس پر
کچہ تمہین خوف الٰہی بہی تبان ہی کہ نہین

بے اجل مرتے ہین مرنے پہ ہزارون جان باز
خبر اسکی تجہے اے قابض جان ہی کہ نہین

اس زمانہ مین کہوا گلے زمانے والو
شاعر رنجیتہ گو شاد جوان ہے کہ نہین

۱۸۲ ۱۰

کیون دل اسپہ ترک سے ہتیار کرون یا نکرون
جبین ابرو پہ ہی تیور کرون یا نکرون

وصل مین بوسہ لب ان تو مکرر لیکن
دل دہڑکتا ہی کہ تکرار کرون یا نکرون

ہوس دید گلستان ہی تبا اے صیاد
چشم حسرت سوی گلزار کرون یا نکرون

فتنہ خفتہ ابہی سوتے ہین بیدار کرون یا نکرون
بے خبر سوتے ہین بیدار کرون یا نکرون

کسی صورت مرض عشق نہین جائیگا
دل بیمار کا تیمار کرون یا نکرون

تو صورت وہ خود اپنا ہی نہ کیون حیران ہون
آئینہ روبرو ے یار کرون یا نکرون

کس طرح شعلہ عارض سے نہ سیکون دلکو
چارہ درد مین ناچار کرون یا نکرون

وعدہ وصل مین لیتا ہون وہ چپکے بیٹھے
دل مین کہتے ہین کہ اقرار کرون یا نکرون

ای اسیران کہن رسم قفس کیا ہی کہو
نالہ مین تازہ گرفتار کرون یا نکرون

پیش حق عضو بدن دینگے گواہی اے شاد
منکر ہون کہ انکار کرون یا نکرون

۱۸۳ ۹

جو سچ کہیے نہین ہے سی کام رکتے ہین
جوان و دختر رز کو مدام رکتے ہین

نگاہ عیب یہ بدبین تمام رکھتی ہین — جہان مین پھول جو پیدا ہو نام رکھتی ہین
وہ تشنہ لب ہین کہ ہم آنسوؤن کی بینی کو — کٹوری آنکھ کی مانند جام رکھتی ہین
وظیفہ رزق مقدر ہے نان ناکامی — نہاری سحر و توت شام رکھتے ہین
وہ رند ہین عوض روزہ فاقہ مستی مین — سبیل مے کی میان صیام رکھتی ہین
سپند ہر پہ سلامت روی کی چال ہین — کہ پھونک پھونک کر ایک ایک گام رکھتی ہین
حلال بادہ اطہر ہے مے کی سرزاغظ — عبث کو تہمت فعل حرام رکھتی ہین
نہ صلح تر ہو جو پانی جو آئی شبنم بھی — زبان خار کی ہم تشنہ کام رکھتی ہین

یہی ہماری ہے ای شاد دین حق کی دلیل
خیال حجت قائم امام رکھتے ہین

۱۸۵ ۱۲

آنسو رکین نہ لاکہ طرح جستجو کرین — وہ آبلہ ہین پھوٹ بہین جب گلو کرین
تجھسے جو رشک غیر ہم اے خبر دکرین — تصویر ہی تری نہ ترے روبرو کرین
غمگین وہ ہین جو خوش طبعی کی بھی خو کرین — خندان مثال زخم ہون رویا لہو کرین
اک آہ بند ہو تو کملین دس رہ سخن — گنگ از گلیون سی مثل زبان گفتگو کرین
یہ دل خراشیون سی اوٹھایا ہے لطف درد — ناخن سی سہر جلین جو راحت فزو کرین
قصد نماز اہل یقین بھی جہاد ہے — کہنی تک آستین چڑہا کر وضو کرین
پہانسی جو یاد زلف نہ دی ہجر یار مین — اشکون کے تار گریہ درگلو کرین
خالق نے جیسے کن مین بنایا جہان کو — عالم مقام ہو ہو یونہین ہم جو ہو کرین
ہم سینہ چاک پائین کہان یہ دل و دماغ — نجیہ کرین جو زخم جگر کو رفو کرین
اہل صفا طہارت دنیا سے ہین بری — میلا جو پیرہن ہو اوسے شست شو کرین
دل جو ہو لحد مین وہ نازک مزاج ہون — منکر نکیر بھی جو کڑی گفتگو کرین

ذرہ لاطمع ہین ہم کہ جو مانگی دعا شاد — اللہ سے طلب دل بآرزو کرین

۹

کو دکِ اشک سے دیدۂ تر آتی ہین — چشم بد دور مرے نور نظر آتے ہین
مژۂ تر پہ بجا لخت جگر آتے ہین — تر و تازہ ہو جو شاخ ار سمین تر آتی ہین
بد نصیبی یہی کہتی ہے جدہر جاتی ہین — آپ ادہر کو لیے کیون خواہش زر آتی ہین
کل لالہ بھی ہو مشتاق شہادت ازلی — پوستی تاتہ مین رکھی ہوے سر آتے ہین
وہ سیہ کار ہون تربت پہ چڑہانیکو مرے — جبنی پھول لیے شل سپر آتی ہین
اشک آنکھون سے روان ہون تو یہ دل کہتا ہے — تم بڑہو ہم بھی پس لخت جگر آتی ہین
داغ مٹ جائین تو دانون سے پھلے نخل بدن — پھول کی بعد درختون مین ثمر آتے ہین
اک مین ہون ویکھی گل ہوتی ہین پیدا جسکو — اک وہ ہین جنکی بلائی سے شجر آتے ہین

نکتہ چین کیون ہون مین اے اشنا دہنر مین ہوکر
پردہ پوشون کو نہین عیب نظر آتے ہین

ہون سایہ صفت ہر چند جدا تو اور نہین مین اور نہین — اک جان دو قالب ہون بخدا تو اور نہین مین اور نہین
اک لب نے دیے دو کب کہا جو بات مری وہ قول ترا — گویا ہون برابر کم نہ سوا تو اور نہین مین اور نہین
انخاک ہون کو صورت مین جدا سمجھے ہین جو تلاش میری — بیگانگی آخر بعد فنا تو اور نہین مین اور نہین
پردے سے دوئی کے باہر آ نوس سن کان لگا — دونون کی یہی ہے ایک صدا تو اور نہین مین اور نہین
درویش نہ کم سلطان نہ سوا دولت یہ غنی منصور کیا — ہین زیر زمین اک شاہ و گدا تو اور نہین مین اور نہین
خالق نے تجھی جب خلق کیا اک سانچہ مری صورت کا — ہر اور پہ ہر کر تو نگا تو اور نہین مین اور نہین
جب کوئی جہان بہر کہلایا یہ صبح رواں نے قصد کیا — ہوئی مین غنا دریا دریا تو اور نہین مین اور نہین
گو ہر نے جو ہنسکر ناز کیا آنسو نے پکارا اشک بہا — ہین اہل مین دونون قطرہ ما تو اور نہین مین اور نہین
وحشت نے مجھ مجنون کیا تھا میرا تجھکو جنون یہ کیا — تیتے مین ہین اک مجنون لیلا تو اور نہین مین اور نہین
منسی کو جہان کی باتون مین لیا ہے تاسف یہ تو کیا — غنی مین کف افسوس ملا تو اور نہین مین اور نہین
عیسے نے جو مردہ زندہ کیا یوسف کو عجب عیار نما — اس بات مین اس سے آپ بنا تو اور نہین مین اور نہین

۱۸۸ — ۹

اے شاد یہ راز ہے سب پہ کہلا انسان کے کہلونا منیکا
تصویر بگلی کہنی ہے بجا تو اور نہین میں اور نہین

کنج قفس مین تھی یہ تمنا قید سے ہون آزاد کہین — خوف ہے اب بال و پری مین چھوڑ نہ دی صیاد کہین
ملک عدم جاتا تو ہون لیکن ڈر ہے کہ گور ہے مین مرقد کر — گر کہ نہ او ہون تا بہ قیامت یہ نہ پڑی ہے فتاد کہین
عید ہین ہون مشتاق شہادت دیر نہ کر قربانی مین — پیر بھی ہی ہے شہر مین چھری سر کاٹ بھی ہی جلاد کہین
وعدہ شیرین کر تو لیا پر دیر نہ کر دور اتنا ہو — کاٹ کی جوے شیر نہ لائی کر کہن فرہاد کہین
غم سے جلدن خاموش سہر ہا صرف شکایت پہ نہ ہوا — سر ہی قلم ہو شمع صفت جب بھی کرون فریاد کہین
تھرتھرہ پرواز ہی اجل کا کیا مین بیان احوال کرون — روح بدن ناشاد کہین ہے خاک بدن برباد کہین
خاک ہوے تھی مین تو دنیا سے اوٹھی ہے برباد ہوے — خانۂ تن ہی جب سے اوجڑی پھر نہ ہوی آباد کہین
یک اجل کی ہیچ بلا ہے بھولے ہوون کو اپنے اب — سر شت کی بھلی آئی ہے سر پہ جلد کرے وہ یاد کہین

۱۸۹ — ۶

یاون تھکی تا چند رہیگا عشق بتان مین سرگردان
ذات خدا پر ٹیک کر کے بیٹھ بھی رہ اے شاد کہین

بت کیا ہین جو بھی نظر ذرا ہو — سجدہ نکرون اگر خدا ہو
دو ٹوک جواب دین وہ اوسکو — سایل ہو کوئی ٹکڑ گدا ہو
وہ ہجر نصیب ہون جو لکھون — حرف خط تو امان جدا ہو
تلوون مین لگے بجے سرون مین — گھوڑا جو ترا چیرغ پا ہو
سرسبز کبھی کیا نہ تمکو — اے باد بہار جیل ہوا ہو

۱۹۰ — ۷

مدفن سے غرض کہین ہو اے شاد
مشہد ہو کہ ارض کربلا ہو

خدا سمجھا ہے میرے دل کی خون کو — خدا نا خن نہ دے دست جنون کو
شتابی کیا تھی جو سر پہ کیلے — نئے سر سے وہ کاکل بیستون کو

کرے تعین الکمالی لاکہ نرگس — نہ ہووے چشم جادو کے فسون کو
کمر باندہے ہے ہفدہ پری پر — سمائی کیا ہے یہ گردون دون کو
نماز حق مین بھی دیکھین نہ یہ بت — مری تصویر کی شکل زبون کو
دل پرخون تھی ہے ساقی جو دیکھا — صراحی شراب لالہ گون کو

۱۹۱ — شہید اے شاد لاکھون حسرتین ہین — ۶ — بیان کیا کیجیے اس کشت وخون کو

نصیب رنج فراق صنم کسیکو نہو — یہ غم وہ ہے کہ الٰہی یہ غم کسیکو نہو
جو عشق افعی زلف صنم کسیکو نہو — تو زہر مار کی تاثیر سم کسیکو نہو
سکھی ہو یا کہ دکھی اک طریق عالم ہو — جو ہو تو سب کو نہین بیش کم کسیکو نہو
جگر کے درد کو اے ضبط یون چھپا کر ذرا — خبر بھی جان ودل وچشم نم کسیکو نہو
فلک وہ ہے کہ جو بانٹے یہ رزق قسمت سے بھی — کسیکو آئے میسر بہم کسیکو نہو

۱۹۲ — ذرا سی بی دہنی پر غرور کبر ای شاد — ۷ — سخون کو ہے جو خدا کی قسم کسیکو نہو

نصیب خلق مین ایسا الم کسیکو نہو — مرون جو صورت سیماب غم کسیکو نہو
سبک یہ ہون کہ جو تابوت اوٹھا مین چار جنا — جنازہ بار مراد دو قدم کسیکو نہو
جو لطف وصل کا فرقت مین ہمزا ہو کسیکو — یہ غم کسیکو نہو یہ الم کسیکو نہو
مجھے جو تیشۂ ابرو کے غم مین ہمزاد — یہ درد سر تہ تیغ دو دم کسیکو نہو
مرون مین خط پہ نہ اوس ترش رو کی بہانون ہو — یہ کیا کسیکو ہوتا شیر سم کسیکو نہو
بجز مرے نہ کوئی محو چشم میگون ہو — نصیب جم کے سوا جام جم کسیکو نہو

۱۹۳ — لکھی ہزار کوئی اس زمین مین شعر ای شاد — ۱۰ — بجز قلم کے یہ حاصل رقم کسیکو نہو

سیمابی کو آئی ہو تو اتنی دیر دم لیلو
نکل جانے دو دم تن سے جو پھر دم کون دم لیلو

جنون میں دیدۂ دل ساتھ شاہانہ حشم لیلو
تن ان نار فوج ہنگ آہوں کی علم لیلو

جو روکوں ناتہ وحشت سے تو مجنوں کی قسم لیلو
پھپولے پاؤں پڑتے ہیں تم اے کانٹو قدم لیلو

عطش سے غش ہوں طفلان اشک اے مردم دیدہ
بٹھا کر پنجۂ مژگان میاں چشم نم لیلو

یہ نہیں لو جان شیریں قوص میں شیرین ادائی سے
کھلاؤ زہر کیوں ہرتال کی ہمراہ سم لیلو

چڑھائی فوج غم نے کی الٰہی خیر ہو دل کی
ہوے ناوک فگن نالے کرو ڈٹ جملے لو

عبث ہو جان کی گاہک یہ نہیں ہیں دیدۂ باز
جرو واک پوسہ لب بعل بے دام و درم لیلو

قدم گر سر فروشو تابش بارو میں رکھا ہے
نہال تیغ بران کے ذرا سایہ میں دم لیلو

وہ وحشی ہوں بزنگ گل جو شوخی سے گریباں ہے
کروں دامن کشی تم سے تو ای کانٹو قسم لیلو

حقیقت جیسی ہوتا ہو لکھو تحریر ہو ویسی
لکھو گر وصف خطای شاد زلفوں کی قلم لیلو

خون ناحق سے جو منکر قاتل خونخوار ہو
وہ گریبان گیر ہو جو زخم دامن دار ہو

تو وہ معجز ہے جو چاہے صوت باغ علیل
پہلجھڑی ہو پڑے جہان ہیدا دہن گلزار ہو

کسطرح شکر نہ برسوں زلف طرا کا مریض
مدتوں جیتا ہی وہ جسکو بڑا آزار ہو

ہر رگ ریش مانند شبنم قطرہ ریزی کی تو کیا
پھوٹ کر چھالوں کی صورت چشم نم خونبار ہو

موم آہن جس طرح ہاتھوں میں ہو داؤد کی
پاؤں میں تیرے کڑا سونیکا دست افشار ہو

نامرادوں میں وہ ہوں جھاڑوں اگر گرد ملال
حسرتوں کا ڈھیر ارمانوں کا اک انبار ہو

زہر کی نظروں سے دیکھو تم جو رخصوں کی طرف
سبزۂ شمشیر جائے مرہم زنگار ہو

خوبروئی بھی ہی اک دولت حسینوں کی بیحد
صاحب زر ہو وہ جسکے پاس چہرہ دار ہو

جان کی گاہک جو ہو انپے خریداروں کی تم
حضرت یوسف کی ٹھنڈی گرمی بازار ہو

روبرو کیا تیر آئی ہنگ آرزش ہے شاد
ملک جنت عنایت ای ترے غفار ہو

محبہ گدا کی بخیہ عقبا ہو ۴ منعوم تم ہو اور دنیا ہو
یہ غمی ہون مرا جو ہو نقشا غم کی تصویر وہ سراپا ہو
ہون بہار انار آتشبار مین جو پر داغ ہون تماشا ہو
تو وہ قاتل ہے جسکی تیغ تلے دم نہ مارے اگر مسیحا ہو
جھک کے ملتے ہین سائلون سے کریم سرنگون پیش جام مینا ہو
روئیے اوسکی نامرادی پر ۴ کہ جسے مرگ کی تمنا ہو

۱۹۶ صاحب زن ہون ناتوان اے شاد
کیون نہ بے زن خدا توانا ہو ۵

تیغ نگہہ کو چمکا دو گردن بار و جلا دو
آئینہ اونکا دیکھہ لیا ہم ہوے آپ سے باہر دو
روتے ہین دیدہ تر سے لہو بہتے ہین خون سے دریا دو
نور احد سے تھے حسین و حسن کیون نہو در یکتا دو

۱۹۷ دو مین سے اک کام کرو
شاد کا بوسہ تو یا دو ۹

نیش غم قلب جگر کے پار ہوا ایسا تو ہو ہر بن مو ہو کے نکلے خار ہوا ایسا تو ہو
مجرم قدوہ ہون جسکی سرو قد تعظیم کو اوٹھہ کھڑی سو لی ہو غرت دار ہوا ایسا تو ہو
جان کر غافل گی سم جبھ کے اوسکی خواب مین سوتے سوتے چونک اوٹھا ہشیار ہوا ایسا تو ہو
چشم سوزنی کی صورت دم بدم ٹپکے لہو اے دل خون بار اگر خون بار ہوا ایسا تو ہو
وقت تزئین جسکی پردہ مین کروں کا شکار آئنہ دہو کہی ٹٹی یار ہوا ایسا تو ہو
جیتے جی کیا جو تپ غم مر گئی پر بھی نجاے روگ ہوا ایسا تو ہو آزار ہوا ایسا تو ہو
کلفت خاطر گری آندہی اوٹھی یہ تو نہین ہان عبا رون کا اک انبار ہوا ایسا تو ہو

سر قلم شش قلم ہو جو کہون وہ ہی کرون — قول ہو ایسا تو ہو اقرار ہو ایسا تو ہو

۱۹۸ — شاہ قدسی کی طرح مین جنس عصیان در بغل
وہ ہی آمرزش بکف غفار ہو ایسا تو ہو

تا ترک دستی و پیکان دار ہو ایسا تو ہو — دل مین چکی لے جگر کے پار ہو ایسا تو ہو
حاسدون کی آنکھ مین پر بال سا کانٹا چبھے — سو کہ کر کانٹا یہ جسم زار ہو ایسا تو ہو
اس بخیہ کی نہو جینے سے جسکو یاس ہو — نرگسی آنکھون کا جو بیمار ہو ایسا تو ہو
مین وہ قبلہ رہون بنون گر طائر قبلہ نما — دار پر جسکی کٹے تا دار ہو ایسا تو ہو
غم پیا کرتا ہے ہر دم جونک کی صورت لہو — تشنہ خون ظالم خونخوار ہو ایسا تو ہو
اور کچھ اے سخت جانی جو تجھے ممکن نہین — زیر خنجر حشر تک دیدار ہو ایسا تو ہو
ہم سخن اک گل نہو بجتین اگر بلبل ہزار — بولنے کا ہان اگر انکار ہو ایسا تو ہو
گر سیہ خانہ ہو روشن ہو سحر زلف کا — رات او لٹنے سے اندھیرا تار ہو ایسا تو ہو
غیر کے آگے قسم کھائین وہ قسمت کی مرے — اے ذبی طالع نصیبا یار ہو ایسا تو ہو

۱۹۹ — اک یہ دنیا کیا کئی دنیا مین بھی ہو ایسی شاد
الفت بت مین خدائی خوار ہو ایسا تو ہو

لاکھ داغ آرزو بے دام کیا ہو کیا نہو — حسرتین سو اک دل ناکام کیا ہو کیا نہو
آنکھ پیر ہی گردش ایام کیا ہو کیا نہو — زلف تنگی دیکھیے تا شام کیا ہو کیا نہو
وہ چھری یا تیغ لے وہ ترک یہ بت بین — عید قربان ہو کہ قتل عام کیا ہو کیا نہو
جان دل پر آنبنی ہو ابتدائے عشق مین — ڈر ہی اس آغاز کا انجام کیا ہو کیا نہو
شکل عنقا ہو دہ ہیچ ہے! مین سوا اس جہان — آگے بڑھ کر دیکھیے بدنام کیا ہو کیا نہو
جا چکا نامہ دہر سے سخت حیرانی مین ہون — او ستمگر سے دیکھیے پیغام کیا ہو کیا نہو
تخلیہ دم بھر ہی جلدی وصل کی ٹھہرائیے — پھر خدا جانی بت خود کام کیا ہو کیا نہو

پاک دامن ہم ہوے تر دامنی سی دیکھیو
زاہدان خشک پر الزام کیا ہو کیا نہو

خاک ہو کر کاسۂ زانوے جم کیا جانیے
ٹھیکرا ہو یا شکستہ جام کیا ہو کیا نہو

خانہ برباد جمن تو ہو چکے اب دیکھیو
آشیان پنجرہ نشیمن دام کیا ہو کیا نہو

آج دیکھو شہسوار گور خر عالم میں ہے
کیا خبر کل گور میں بہرام کیا ہو کیا نہو

۲۰۰

جان دشواری سے نکلے یا تن آسانی سے شاد
کون جانے موت کے ہنگام کیا ہو کیا نہو

غبار خاطر غمگین مرے پر ہو تو ایسا ہو
مرا دل مجکو مٹی دے مکدر ہو تو ایسا ہو

جنون دی خار قسمت میں جو نشتر ہو تو ایسا ہو
پھپھولے کی طرح پھوٹے مقدر ہو تو ایسا ہو

جگر میں تیر کر دل میں اوجگہ کر رہ گیا تو کیا
ادھر دو بے ادھر نکلے جو نشتر ہو تو ایسا ہو

وہ حیران ہوں گمان جسپہ ہو قصد خیالی کا
سراپا جیرتی صورت جو شدر ہو تو ایسا ہو

مبدل آتش غم ہو حیات جاودانی سے
دل سوزان مرا رشک سمندر ہو تو ایسا ہو

سوا مان باپ کے ہو لاکہ حصے پرورش اوسکی
زہی بندہ نوازی بندہ پرور ہو تو ایسا ہو

تڑپ کر خط کی بدلا جان دی بیتابی دل سے
جو مرغ نامہ بر بوٹن کبوتر ہو تو ایسا ہو

۲۰۱

سوا ے نقد دین اے شاد دل کو ہو نہ کچھ خواہش
غنی مثل ابا زر ہو تونگر ہو تو ایسا ہو

نہو تو کچھ نہو چرخ ستمگر ہو تو ایسا ہو
کہلا کر دوستوں کو کھائیں ہم میسر ہو تو ایسا ہو

عرق ریزی پہ جسکے ہو دل ابر کرم پانی
جواے تر دامنی دامن مرا تر ہو تو ایسا ہو

مری گردش مئی اس دور میں یہ غیر ممکن ہے
نگہبان چرخ کو منظور یون گر ہو تو ایسا ہو

قفس کو درمیان ہی جسکو حسرت دم بہر کنج کی
مثال طائر دل مرغ بے پر ہو تو ایسا ہو

غمی وہ ہوں مرے پر بھی نہ ممنون جہاں ہوں
کدورت دل کی مٹی دی مکدر ہو تو ایسا ہو

ملی شیرین بھی خسرو کو جہان کی بادشاہی بھی
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

جبھی سید کو جو سر جم مانند کبوتر دے
جفا جو نانی شہر ستمگر ہو تو ایسا ہو

۲۰۳
نثار ای شاد مین اوسکی ہون اور اوسکی شفاعت کی
اوٹھے جو اُمتی گویان پیمبر ہو تو ایسا ہو

گلزار مین آنکھہ ادہر بھی ڈالو
ہم بھی ہون نہال نو نہالو
تا چند بعروج ماہ کامل
آخر ہے زوال ذی کمالو
دے جام ہمین جو ہو وہ جمشید
کچہ خم کی ہو خیر اے کلالو
نازان نہو حسن عارضی پر
دو دن ہے جمال خوش جمالو
سنبل پہ بھی خوش ہو سرکشون کی
قدمون سے لگے ہو پائمالو
رو ہوائے گی یاد نوجوانی
بڈھون پہ ہنسو نہ خوردسالو
ہمسر ہو عبث اون ابرؤن سے
انگشت نما ہو اے ہلالو

۲۰۴
نیکی پہ جو آئے شاد تم بھی
چوکو نہ بدی سے بدخصالو

کتابی رخ کے بوسے لیجیے گر پاس ایمان ہو
وہ عارض چوبیے جسمین نکلتی شان قرآن ہو
لباس آسیا مین بھی اگر مقتول مرکان ہو
جو سر غائب ہو گردن سے عیان سینہ مین پیکان ہو
مژہ پر ہم کرو زخم جگر مین خشک ہونے پر
سری کشت جراحت ہو جو حکم تیر باران ہو
بنسین کیا خاک ضحک غم پہ خرسند کا نافع ہے
لہو کی آنسوون روئے جو کوئی زخم خندان ہو
یہ جوش وحشت دل ہی برنگ نکہت غنچہ
مرا پیرہن آغوش تک جمعی گریبان ہو
فلاطون قابض جان و اجل دارو شفا مردن
وہ بیمار محبت ہون مسیحا سے نہ درمان ہو
جنون کپڑے اوتروائی جو لیلی تیری مجنون نے
ابھی تیار ننگیانے پہ ہر خار مغیلان ہو

۲۰۵
مین وہ اس دور مین اے شاد برگشتہ مقدر ہون
دل بے مدعا مانگون عطا جان پر ارمان ہو

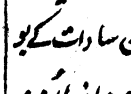
| | | |
|---|---|---|
| اجل آئی تو اس آہو وغا میں سے چین میں جان ہو | | کہیں یہ بولتا بھی راہبی شہر خموشان ہو |
| عجب کیا جای پروانہ ہو مجمع مند لیپوں کا | | وہ رونق بخش محفل ہو تو گل شمع شبستان ہو |
| میں وہ ہون کہ نشۂ مستی جو نقشہ ہو مری گل کا | | شبیہہ کربلا یا صورت گنج شہیدان ہو |
| کہیں ہم نکلیں نہ خواب مگ سے اے سایۂ جانان | | دبے پاؤن خرامان جانب گور غریبان ہو |
| ہمارے عرس میں گر شمع روآئی تو تمکو کیا | | اندھیرے گنبد میں میت ہو ہزارون چراغان ہو |




قوافی جمع کی اے شاد اس غزل میں بیتون میں
کرتا آگاہی ایطا مفید شعر گویان ہو




| | | |
|---|---|---|
| کیا وعدہ دکھا کر چشم و ابرو | | برات عاشقان بر شاخ آہو |
| ذرا بھی دل دکھا چھلکین گے آنسو | | بھرے بیٹھے ہین مثل جام مملو |
| نکلتا ہے ہلال ابرو جہان تو | | برابر اونگلیان اوٹھتی ہین ہر سو |
| زیادہ بال سے پتلی کمر ہے | | تفاوت کچھ نہین اسمین سر مو |
| جدا رکھا فلک نے مثل عنبک | | اگر بیٹھے بھی ہم پہلو بہ پہلو |
| سلاتا ہے ہزارون کو تہ خاک | | جگاتا ہے وہ جب آنکھون مین جادو |
| رگین نکلی ہین دو بلا پے کے مارے | | قبائے تن پہ یا ہے کار اتو |
| جو گوش حق شنو ہین ہر ہن سن | | صدا ناقوس سے آتی ہے یا ہو |
| سہی قامت کوئی نا آشنا ہے | | جو ہر سو قمریان کرتی ہین کو کو |
| سنایا یہ نشان آل نبی کا | | بدن تک مین نہین سادات کے بو |
| ہین وہ شاعر ہون بعد میر اے شاد | قطعہ | غزل گوئی سخن پرواز اردو |




جسے ناز سخندانی ہو آئے
ہمین چوگان ہمین میدان ہمین گو

| | | |
|---|---|---|
| کیون دل نہین دیوانہ دینار زری ہو | | سکہ جو پر یدار ہو اوسمین بھی پری ہو |

عالم ترے قامت سے ہو اگر فتنہ گری ہو
فردائے قیامت یہی دی ہو کہ پری ہو

خسرو کی طرح لوٹیے شیرین کو مزہ کو
فرہاد کی سر ماریے جو در دسری ہو

ہم ذی شرفوں کو نہیں پروائے مری کی
گو شمل یتیماں گھر بے پدری ہو

آنکھوں کو ہے بر ہیبے زلف کا لپکا
عینک سے بھی دیکھوں تو پریشان نظری ہو

سیراب کریں اہل جنوں نیشتروں کو
سوکھے ہوئے کانٹوں میں بھی تھوڑی تری ہو

۲۰۷ کیوں عیش کہ کو نہ عقبے امین ہو اے شاد
۷ دنیا کے مکافات سے معصوم بری ہو

دل اہرمن نفس کی طاعت سے بری ہو
خالق نہ کرے دیو کے قابو میں پری ہو

گر خاطر عاشق پہ ترا نام ہو کندہ
ہر پارۂ دل مہر نگین جگری ہو

اس باغ میں وہ ہوں صفت غنچہ نخندان
خاطر بھی شگفتہ ہو تو آشفتہ سری ہو

گر شغل عبادت جو نہ دار ہو پیری
پو پھوٹے تو ہنگام نماز سحری ہو

سرسبز ہیں کہسار یہیں تک ہیں سے
پتھر میں نمودار عقیق شجری ہو

اس باغ میں وہ ہوں صفت طائر تصویر
جنبش نہ بازو کو اگر بال و پری ہو

۲۰۸ اے شاد بجائے رہ گر خود شب وصلت
۱۳ پہلو میں ہمارے جو گھڑی بھی کمری ہو

ہمارب کا جانا چاہیے حیدر کو احمد کو
علی سے کیجیے ادغام اعداد محمد کو

خضر کم زندگی رتبہ بڑھائے دیکھ ایجد کو
ملا نون نبوت کھو کے میم عمر احمد کو

ازل سے قبل ہی اک لمعۂ نور الٰہی تھا
نہ پہونچے جز خدا کی کوئی اوس بت کی شد آمد کو

اوسے وہ پیشوائے دو جہان حق نے بنایا ہے
رسالت دی عدم کی کم کیا جب یا یہ قد کو

جدائی اوسمیں اور اللہ میں غیر ممکن ہے
الگ لکھیں نہ اسم ذات سے حرف مشدد کو

ہمیں جو ٹاپ میں سمجھ کہ کیا ہے قرآن مجلد کو
حمائل سے بزرگی کیا ہے قرآن مجلد کو

لکھی رنگت جو معمار ازل نے اوسکی ایوان کی
بنایا لاجوردی گنبد چرخ زبرجد کو

سر عرش الٰہی فرش بانداز عالی ہے
بساط آسمان کیا ہے جو پہونچے اوسکی مسند کو

یہ دو سے وصف رکھتا ہی وہ پتھر اوسکی کچوٹ کا
کسوٹی نیک کی خاطر ہے سنگ امتحان بد کو

ہوا مانند قرآن حاجیون کو جو مہنا واجب
میان جمع جو اوسنے منہ لگایا سنگ اسود کو

وہان ہوتا ہی نرم آہن میان پتھر پگھلتی ہین
کچہ اوسکے پاؤن سے نسبت نہین داؤدی ید کو

سبرا ہی وہ یکتا اسقدر جسم مثالی سے
تجرد جیسے حاصل ہے خداوند مجرد کو

۲۰۹ حیات شاد ہو یارب ملے جب تک نہ آنکھون سے ۱۱
علی کی روح تربت کو نبی کے سنگ مرقد کو

کیا پر آب ہمنے ڈبڈبا کر دیدۂ تر کو
جمن کو گنگ کو رجلی کو جیحون کو سمندر کو

پریشان کر دیا بو باس نے زلف پریشان کے
اگر کو بالچھڑ کو عود کو صندل کو عنبر کو

انیس و مونس ہمدم سمجھتا ہون جدائی مین
قلق کو رنج کو غم کو الم کو داغ و لبر کو

کیا سرد گریبان آبرو کے خمدار جانان نے
کمان کو ماہ نو کو تیغ کو محراب کو در کو

خیال نوک مژگان ہی جگر مین ہونکتا ہی قاتل
چھری کو نیشتر کو بانک کو برچھے کو خنجر کو

مدد اے دیدۂ تر آتش غم ہی جلانے پر
کبد کو قلب کو احشا کو تن کو جان مضطر کو

حلاوت نے لب شیرین کی سبکو کر دیا پھیکا
رطب کو انگبین کو قند کو مصری کو شکر کو

وہ سودائی کا کل ہون ازل ہی سے دل رکھتا ہون
رسن کو ہتکڑی کو طوق کو بیڑی کو تنگر کو

تری دندان کی آب نے رکھا نہ کوڑی کا
گہر کو موتیا کو برق کو ہیرے کو اختر کو

وہ مے نوش محبت ہون چڑھا جاتا ہون سر پر کے
صراحی کو سبو کو جام کو شیشہ کو کنٹر کو

۱۰ گنوایا دے کے دل اے شاد ہمنے جانی پاتھون سے ۱۳
خرد کو ہوش کو جان حزین کو زور کو زر کو

کہلایہ آسیا کے دیکھکر صبر و تحمل کو
کلیجہ چاہیے پتھر کا ارباب توکل کو

جب اور ترے نشۂ بادہ چڑھا پیمانہ گل کو
سر دوش اشہب بوغافل سمجھ شیشہ کی قلقل کو

برابر جان مژگان دبلا انگیز کاکل کو
سمجھ ضیغم کے پنجہ سے نہ کم موذی کی چنگل کو

گر انظر دن سے جام مئی کو بھر کر ساغر مل کو
خجل کر گردش پیمانہ سے دور تسلسل کو

نہ دبالا نہد ولا ہی بلندی اور پستی کا
ترقی کو نہ وقفہ ہی نہ عرصہ ہی تنزل کو

چمن مین بال کس لیلی چمن آرا کی کہلاتی ہین
جنون ہی بید مجنون کو پریشانی ہی سنبل کو

اسیری مین بھی ہی لطف چمن صیاد منصف کی
قفس مین پھول کر کہا ہمیشہ بند بلبل کو

نقاب اس علوم ہوتا کشتۂ چشم غزالی ہون
ہرن کی آنکھ کے ڈھیلے مری پر چاہیے قتل کو

خزان آخر ہے انجام بہار گلشن عالم
لہو روئے حنا کیونکر نہ خندان دیکھ گل کو

نصیبون کو مرے کیا اثر نالے جگا کین گے
نہ جاگے پائے خفتہ سنکا اک زنجیر کی غل کو

نہ پہیلا یا تہ موج آسا صدف آسا قناعت کر
ملے موتی کا دانہ بے طلب اہل توکل کو

وہ میکش ہون تغیر ہو جو کچھ اپنے عنصر مین
کبھی دم چار قل شیشہ مکرر کہہ کی قلقل کو

## ۱۱ — ۱۰

مٹے حرص و ہوس اے شاد کیا دریوزہ گردون کی
سگ دنیا نہ کہلا کر سپر ہو نان توکل کو

سیر ہے اوس سے ہون کہا ئین جسکی گہو نگر گیسو
کچھ نہ بندے کے خدا ہین نہ پیمبر گیسو

سر سے آتے ہین جو تا گوش لٹک کر گیسو
کچھ نہ کچھ کان مین کہتے ہین مقرر گیسو

جو ہوے دیکھ کے مجنون مہ نسون گرگیسو
سانپ پکڑا کین جنگل مین سمجھ کر گیسو

ابر رحمت مین چھپا اپنے سیہ کارون کو
کھول دے حشر مین اشفاق محشر گیسو

اوج اگر فلک مین چاہے تو نگونساری کر
پاؤن پڑنے سے حسینون کی چڑھے سر گیسو

سو بہ شانہ و کاکل سے کرے پیچ ہزار
بال بیکا نہو لے بل کی سد اسر گیسو

ابر تیرہ ہین نہ کاجل مین نہ افعی سیاہ
تیری آنکھون کا ہمو ان مین تری گیسو

زاہدین کیا ہین جو شیطان دی نیکون کو فریب
کاٹ ڈالے زن عیوب پیمبر گیسو

چشم جادو کا جو بوسہ لی جگائے جادو
سانپ کیلی تری بانہہ ہو جو نسو نگر گیسو

۲۱۲
ہو بہو ہمکو بھی دولت وہی دیگا اے شاد
زال کے جسنے بنائے صنعت زر گیسو

بل کی لینا نہ جوانی مین بنا کر گیسو
لٹکے سن ہونگے ضعیفی مین سراسر گیسو
روز محشر کی سیاہی ہو کہ طول شب ہجر
کم کسی سے نہین اک بال برابر گیسو
رخ سے اولٹی جو نقاب اوسکی ہوا اوڑھ کی
منہ چھپانے کے لیے بنگئی چادر گیسو
زلف جانان کی نہانے مین جو لہراتی ہے
موج دریا کو سمجھتے ہین شناور گیسو
ناتوانی سے ہے ہر مو مرے بدن مجکو وبال
وہ لتا ہون کہ ہین بارتن لاغر گیسو
کاسۂ زانو چشمہ مین ہین بال پڑے
میری نظرون مین نہین ہین خط ساغر گیسو

۲۱۳
سر چڑھے ہین یہ حسینون کی کسیکے اے شاد
نہین رکھتے ہین لگی بال برابر گیسو

جو اوتر ے تیغ کی گہاٹون دلاور ہو تو ایسا ہو
جو تیرے آب خنجر مین شناور ہو تو ایسا ہو
سبک ہو ن نیک کارون سے نہ تلنو پر گنا ہونکر
جو پلہ پر مرے میزان دادر ہو تو ایسا ہو
دل پر خون سی بو تل چشم پر نم ساہد پیمان
صراحی ہو تو ایسی ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو
سیہ بختی مری ڈہانپے جو میرے عیب یارانی
کلیم سایہ مجنون کی چادر ہو تو ایسا ہو
مثال سایہ دون ہو مرا جسم دو نگر کی
شہیدون کا تری حصہ برابر ہو تو ایسا ہو
نہ مانو ایک کی جو عضو تن سارے گواہی دین
مرا کہنا اگر اوس بت کو باور ہو تو ایسا ہو

۲۱۴
بنی آدم پہ پر چھاوان پڑے اے شاد حیدر کا
پڑھے کلمہ جو بھائی کا برادر ہو تو ایسا ہو

اس طرح دینے کو سائل سے ملا ماتہ سی آ
مین جو بیدست ہون محفل مین شرما ماتہ سی آ
کہ نہ آگاہ ہوا ہی کان سخا ہاتہ سے ہاتہ
دست بوسون سے ملا ہی رہا ماتہ سی آ

دست برد ون کی جو چوری کی ہزار ہو تو بچ نہیں — تیر ہر بند ہوا ون ہین سے آ در جا تا ہے سی تا تہ
اسطرح جیسے بد اللہ کی لئے عل ای بت — جسطرح ملتے ہین ہنگام دعا تا ہے سی تا تہ
خلک پیر ہے زورون پہ جو کچھ کس بل ہے — پنجۂ خور سے ملا مہر قفا تا ہے سی تا تہ
آرزو ہے کہ شب وصل لپٹ کر ای بت — پاؤن سے پاؤن ملا بہر خدا تا ہے سی تا تہ

۲۱۷ — شاد چو رنگ ہین شمشیر نگہ کے مجبر — ۱۱
کیا بتاؤن جو کیے اوسنے صفا تا ہے سی تا تہ

مسن ہو ہر اک نوجوان رفتہ رفتہ — گریزان ہو عمر روان رفتہ رفتہ
بجھی ہو کے آتش زبان رفتہ رفتہ — سراپا جلی شمع سان رفتہ رفتہ
گرے طاق کسر ایمان رفتہ رفتہ — مٹے نامیون کے نشان رفتہ رفتہ
روان اشک ہون چشم سے ہوتی ہو تر — چلین کو دکان جہان رفتہ رفتہ
وہ بت پھرتے پھرتے ادہر بھی پھرے گا — کہ ہے گردش آسمان رفتہ رفتہ
ہو ہو کے جاہین گے سر روان جادے جاتے — کٹے منزل کا روان رفتہ رفتہ
نگون سار ہون رست قد جھکتے جھکتے — بنے تیر قامت کمان رفتہ رفتہ
سفیرون کو ہو نا طقہ ہوتے ہوتے — سخن کرتے ہین بے زبان رفتہ رفتہ
شگوفے نہ کیون پھول ہون بہر تربت — ہر اک طفل ہون نوجوان رفتہ رفتہ
کئی صبح تا شام یون چلتے چلتے — کہ جیسے ہو سایہ روان رفتہ رفتہ

۲۱۶ — بہت دور ہے شاد یہ آدمی بھی — ۱۰
نبی ہو نچے تا لامکان رفتہ رفتہ

کشش دل کی کرے یون زلف یار آہستہ آہستہ — کھینچے دام جیسے دامدار آہستہ آہستہ
رہا جاتا ہے پیچھے قیس لاغر ناتوانی سے — روان کرنا قہ اسے محمل سوار آہستہ آہستہ
مکدر ذرہ ذرہ جسطرح شیشہ ہو عشا کا — بہر ایون دل ہین اوس بت کی غبار آہستہ

کرین ابرو کا نظارہ کوئی دم اور اے قاتل
ملکی پر پھیر تیغ آبدار آہستہ آہستہ

سراپا یون گھلی ہم رفتہ رفتہ آتش غم مین
جسے جس طرح شمع اشکبار آہستہ آہستہ

نہ پہونچے تشنگی رفتار کو ہم ناتوانون کی
روان ہو سوزن حسرت ہزار آہستہ آہستہ

کشش دل کی کرے گی رشتۂ الفت کو طولانی
گھسیٹے سے بڑا ہوتا ہی تار آہستہ آہستہ

دھمک سی ہی اگر کہیں جائے نہ ہم نازک مزاجون کی
قدم اے سایہ رکھ ظرف مزار آہستہ آہستہ

عجب کیا بڑھتی بڑھتے بار ور ہو دوحۂ الفت
نمو کرتے ہین نخل سبزہ زار آہستہ آہستہ

۱۷ ابھی شاد حزین کی رو تر دامن آنکھ جھپکی ہے
سخن کر چکے چپکے دل پکار آہستہ آہستہ ۷

یاد وہ کوئی سے تجھ شرم نہین مطلق ہی
منہ سے اگر ترے ای بیوفا کو خندق ہی

جب سے اوس رشک سکندر کی ہمو دیکھی
حیرتی آرسی ہی آئینہ کا منہ فق ہے

دست وحشت نہ یہ مجنون کے لیے ہین لائق
بے پہر ہے کسی کانٹے کی نہین بیرق ہی

سینہ چاکی ہی مسافر کے لیے بیوطنی
سنگ کا چھوٹ کر دریا سی کلیجہ شق ہے

سرسبز اردن ہین اوتر تی ہی تلوار کی گھاٹ
آب ہی بجز روان تیغ روان فرق ہی

جلوہ شمس و قمر روشنی شمع و چراغ
اے صنم محفل کونین کی تو رونق ہے

۱۸ شاد دیوانہ ہشیار ہے شکل بہلول
اسکو نادان جو سمجھے وہ بڑا احمق ہے ۷

سنتا نہین نیک تیغ عشق داغ ہے
کانون مین تیل دی ہی کیا چراغ ہے

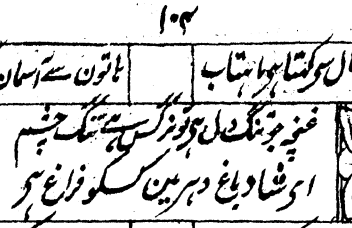
آئی بہار داغ جنون پہر ہی ہوے
زخم جگر شگفتہ ہین دل باغ باغ ہے

ایسا دو بغض و حسد ہی جہان مین
ہانڈی کسیکی گرم ہو جلتا اجاغ ہی

کرتا ہی سرکشی جو کچون کے او مبارے
بے مغز ہے حباب کا خالی دماغ ہے

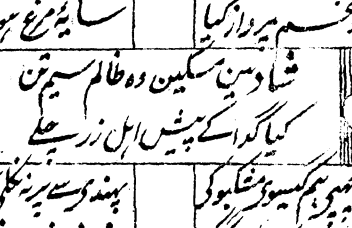
پوشیدہ عرش پر ہی خدا جانے کہان
دیر و حرم مین تو نہین ملتا سراغ ہے

ہر شب زبان حال سے کہتا ہے ماہتاب | ہاتھوں سے آسمان کے کلیجہ میں داغ ہے



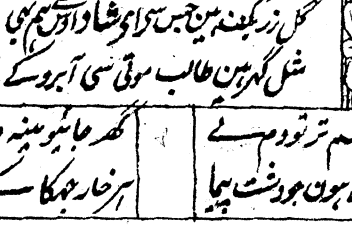

غنچہ جو تنگ دل ہے تو نرگس ہے تنگ چشم
اے شاد باغ دہر میں کسکو فراغ ہے

زور اتنا خالق اکبر چلے | میرے کہنے میں مرا دلبر چلے
دست قاتل سخت جانی رہ نہ جائیں | سر تلک فوراً ہو جب خنجر چلے
اشک دوڑے جب بندھا باز و نیکا تار | ریسمان پر طفل بازی گر چلے
دل جب آیا اور سپر آندھی کی طرح | خاک اوڑاتی صورت صرصر چلے
سر نوشت آئی لیے خط غبار | خاک بر سر مثل حرف تر چلے
مجھ سیہ کرد کو غم میرد از کیا | سایۂ مرغ ہوا بے پر چلے




شاد میں مسکین وہ ظالم سیم تن
کیا گدا کے پیش اہل زر چلے

پٹوں میں بھی چھپی ہم کسیوی مشکبو کی | پھندے سے پر نہ نکلی بخت سیاہ رو کی
زخمی وہ ہوں جو تانکا چاک دل و جگر کو | ناخن خراشیوں نے لئے بے رفو کے
کہنے کو مرتے دم تھی کچھ حال دل زبانی | منہ سی دیا قضا نے ہنگام گفتگو کے
کیونکر نہ خار غم سے روزن ہوں دل و جگر میں | برسا ہی ہیں برسے مژگان جنگجو کے
دل زلف میں پھنسا ہے جان میں سمائی ہے | پھانسی لگا رہے ہیں پھندے رگ گلو کے
مایوس وہ ہوں جسدم چیرا دل بیقرار | کچھ خاک بھی نہ نکلا جز یاس و آرزو کے




گل زر کفیدہ ہیں جس سے اے شاد اور سے ہم بھی
مثل گہر ہیں طالب موتی سی آبرو کے

خونباری چشم تر تو دم لے | گھر جائیو مینہ ذرا یہ تھم لے
وحشی ہوں وہ ہوں جو دشت پیما | ہر خار جھکا کے سر قدم لے

دل ابتو دیا اوسے جو کچھ ہو — اک جان ہے خدائے یا صنم لے
جز خواب اجل سکے اس شب ہجر — جھپکی بھی جو آنکھ ہو قسم لے
اے ضبط وہ فوج درد بگڑی — آہون کے نشان ہوے علم لے
بال اوسکی کمر ہے اے مصور — تصویر جو کھینچ مو بقلم لے
آئینۂ دل جہان نما کر — گر مفت ملے نہ جام جم لے

۲۲۲ — کیون زیر مژہ فغان بلب ہے
اے شاد چھری تلے تو دم لے — ۷

تا جان حزین رہ عدم لے — اتنا تو مرے مسیح دم لے
نیرنگ جہان ہے نقش بر آب — دنیا مین حباب وار دم لے
اے تیغ گلے پہ جب روان ہو — شہ رگ کا لہو پیے جو دم لے
بسمل ہون ہزار پر نہ تڑپون — قاتل تری تیغ بھی تو دم لے
اتنا نہ تڑپ کہ شق جگر ہو — دم لے دل بیقرار دم لے
ابرو کے یہ غم مین ہم جان ہون — جیسے تہ تیغ کوئی دم لے

۲۲۳ — ساری غزل ایک قافیہ شاد
الطاسے بری جو ہو قسم لے — ۱۱

جو میری تصویر کھینچ مانی تو لکھ دے یہ شکل مردنی ہے
لگی ہی ہچکی ڈہلا ہے سنکا نفس شماری ہے جان کنی ہے
جو دن کو خورشید جلوہ گر ہے تو رات کو مہ کی چاندنی ہے
فلک پہ وہ کون شمع رو ہے کہ جسکے دم کی یہ روشنی ہے
وہ قتل کا حکم دے رہے ہین بلند فریاد کشتنی ہے
ادہر کو غوغاے اقتلو ہے ادہر کو شور قتلتنی ہے

نہ پوچھو حال مریض الفت یہ ہجر مین جان پر بنی ہے
لوین مڑی ہین ڈلا ہے منکا پہری ہوئی منہ پہ مردنی ہے
بنے ہین سردار وحشیون کے ملا ہے خلعت برہنگی کا
ہوے ہین مسند نشین مجنون بچھائی کانٹون کی سوزنی ہے
ہلال کی طرح منکسر ہون جہان مین حاصل ہے سربلندی
بٹھائین آنکھون پہ کیون نہ مردم مثال ابرو فروتنی ہے
ہزار تیر مژہ سے گلمین نگہ وہ اپنی ہے سخت جانی
کہ جس سے روئین تنون کی صورت قبای تن چھلنی ہی ہے
ہوا نیکی سے نیک آئے نہ بدبدی سے کنارہ کش ہون
خضر کی خلقت مین رہبری ہے ٹھگون کی طینت مین رہزنی ہے
سراسر سکے صدمہ سے ہوتا ہے دم اسکی ایذا سے ٹوٹتا ہے
جبل تراشی سے کوہکن کی بھی سخت احوال جان کنی ہے
کرون مین کیون غم تونگری کا سہون مین کیون داغ بے زری کا
تری بدولت سے اے توکل مرا فقیری مین دل غنی ہے

۲۴

سیاہ موج روان روان ہو کہ شاہ و اسکو سکا قافلہ سر
جو تنگری ہو گذشتنی ہے جو کاروانی ہے رفتنی ہے

راستی پر چا ہیے جانا نہ اس عیار کی
پیچ پگڑی مین ہے ماہون زاہد دستار کی
دیدنی ہے گرمی حسن ابر دے خمدار کی
بس ہے آنکھین سیکنی کو آنچ ہے تلوار کی
قدر تن ڈھانکی کی بارش چشم دریا بار کی
پڑ گئی اس گھر پہ ڈوری آنسوون کے تار کی
ہنر پیشہ کو کمین بستر کی محتاجی نہین
ہر جگہ کملی بچھی ہے سایہ دیوار کی
اور سے شوق شہادت جب بڑی تیغ نگاہ
کھل گئین یا چھین دہان زخم دہن دار کی

خواب میں وہ بت نظر آیا مری جاگ کا نصیب
بخت خفتہ نے عنایت دولت بیدار کی

ہوں وہ طائر ہے یہ شوق پر و بال مجھے
چلتی ہے قینچی پر و بال پر خود مری منقار کی

دیکھنے سے ترش رو ہوتا ہے وہ شیریں جمال
سم مری حق میں ہے لذت شربت بیدار کی

جسم بیجان کا اشارہ پر چلیں کیا ہاتھ پاؤں
تندہی کرتی نہیں ہے فوج بے سردار کی

۲۲۵ جانتی کچھ بھی نہ تھی اے شاد راہ شناعری
۹ جادہ نکھین ہو گئیں پائی جو صحبت چار کی

آدمی جز غم بے بال و پری کیا جانے
لطف پرواز کامیٹی کی پری کیا جانے

کیف مے سے تہو آگاہ دل زاہد خشک
پاکدامن مرے دامن کی تری کیا جانے

مانگتی بوسہ خال لب شیریں ہیں ہزار
کس کی قسمت میں ہے یہ تل نشکری کیا جانے

نوجوانی کی ضعیفی میں کہاں بات رہی
جز خموشی کے چراغ سحری کیا جانے

فتنہ پرداز جہاں ہے جو ترا حشر خرام
یہ قیامت کا چلن کبک دری کیا جانے

واقف آرام مری سے نہیں در یتیم
کو دک اشک غم بے پدری کیا جانے

ساکن شہر خموشان کی خبر کیا ہمکو
نیک و بد ہم وطنوں کی سفری کیا جانے

چین آرا نے برومند ہمیشہ رکھا
نخل امید مرا بے ثمری کیا جانے

۲۲۶ بجروی کیوں نکرے چرخ نگونسار ای شاد
۹ چال سیدھی یہ کمیت کمری کیا جانے

کوہ کن صدمۂ دراغ جگری کیا جانے
سنڈ چرا جز غم نان دردسری کیا جانے

نفس آوارہ مجھ راہ پہ لائے ہے مجال
راہ زن مثل خضر راہ بری کیا جانے

زلف ہر بیم کی نہیں دید کا لپکا دل کو
چشم آئینہ پریشان نظری کیا جانے

منہ سے نکلی جو ہیں اثر فوراً سن لی
ہم فقیروں کی دعا بے اثری کیا جانے

مژہ تر سے جو مناظر کو پریشانی ہے
موج دریا کی یہ آشفتہ سری کیا جانے

دل جو ٹوٹا نہ بنا ایک سے دو بار دنیا مین
آئینہ ساز کوئی شیشہ گری کیا جانے

نے نوازونکی ہر اک نی سے ہی نالان لیکن
مثل شہنائی گلو نوحہ گری کیا جانے

بستگی دل کی مٹی خارش غم سے ہر حال
ناخن عقدہ کشا بخیہ گری کیا جانے

۲۲۷ شاد خال لب شیرین کی مرے کیا مین کہون
شہر تبی فاسے ہین یا شکری کیا جانے

ازلی دو جہان کی ہستی ہے
نئی دنیا پرانی بستی ہے

ہم موحد ہین قائل توحید
بت پرستی خدا پرستی ہے

ہر مژہ ہے معین جنبش چشم
پاے بیمار چوب دستی ہے

دوش پر چرہ کے قبر ہین اوتر ین
سربلندی دلیل پستی ہے

۲۲۸ شاد ہم سیکشون کی تربت پر
چور ہے ہر شجر سے مستی ہے

دہر مین مرد گر سنہ نام کیا پیدا کرے
چوٹ کی کھانے سے نقارہ صدا پیدا کرے

آسیا کے بعد چلنی راز فا پیدا کرے
ایک گرد رہ بند ہو سو در خدا پیدا کرے

جھک کے چل عالم مین تا اعلی مقامی ہو حصول
چشم پر عنبک نگون ساری سمر جا پیدا کرے

صورت آہن کشش کہنیچگی قلب بار کو
جذب دل تو جذبۂ آہن ربا پیدا کرے

دیدۂ دل اہل باطن کا جہان مین چاہیے
ساغر جم چشم عالم آشنا پیدا کرے

ہون وہ برگشتہ مقدر جا ہون جو دہر اب ان
کوزہ پشتی نام کو قامت دو تا پیدا کرے

وہ منافق ہے فلک جو خلق بی باہم ہون دو
جسم عنصر تو امان ہر اک جدا پیدا کرے

خاکساری کر اگر چاہے جہان مین آبرو
روے در گرد یتیمی سے جلا پیدا کرے

اک بنا کہیا ہی جسے چاہو وہ عنقا کی طرح
نام کو پیدا نشان عالم مین نا پیدا کرے

ہون جو برگشتہ جو دنیا مین عنصر چار راہ
لاکھ چورا ہے مری راہ فنا پیدا کرے

آفرین پیدا کیا ہو جوانہ خال کا | رزق انگارون پہ چیونٹی کا خدا پیدا کرے

۲۹ | شاد اہل حرص کو لازم ہے کوشش بہر رزق
لقمہ بے گردش نہ منہ مین آسیا پیدا کرے

نیند آئی جو مجھے کھیل وہ بالکل کھیلے | بند ہوتے ہی مری آنکھ صنم کھل کھیلے
ناز رفتار سے گیند اوہ اگر گل کھیلے | کبک کا دل پہ بنی جانیہ بلبل کھیلے
جعل پہ پرسش زنی سے بھی نہ چوکے صیاد | شست کھیلے بھی تو کہونے ہو کا کل کھیلے
ہون وہ گریان کہ مری گوشہ سر دامن مین | کودک اشک ہمیشہ پہ تسلسل کھیلے
نشہ مے مین اوچھلتی ہین فقط کیا مینجار | شیخ سدوسا اگر شیخ پہ مل کھیلے
غیر اوس بت کو جوانمی کا تماشا دکھلائین | سانپ بنکر مری دل مین غم کا کل کھیلے

۳۲ | مشغلہ بھی جو کیا شاد تو دم بازی کا
کھیل کھیلے بھی مرے ساتھ تو وہ چل کھیلے

اگر مین دل کو سنبھالتا ہون تڑپ ہوتی ہو فزون جگر کی | تو ہی ہوا کر درد جمین منصف جبر ہون اک مین کیا ہر کہ ہر کی
جو نیند گھڑیا لینو کوئی کہ ہو ذون اذان سحر کی | مرین جو یہی تو وصل کی شب گجر بجا دے گھڑی گجر کی
وہ صید غمگین ہون نخچیر کس فتا ہی نہ درگذر کی | بنائی چھلنی تیون نے آدمی کی جو کھال کھینچی مری جگر کی
بدی تو ہی صید پہ تیرون سے مرا کلیجہ ہے ٹرک رہا ہے | حلال کرتے ہین وہ کبوتر خدا کرے خیر نامہ بر کی
مری یہی ایک جا جو دو ہون محال ہی گردش فلک سے | گر اکسیجا کوئی بشر ہو تو کیمین ہی کسی بشر کی
جو ڈوبے تو یہ بیکسون کے ہوا نہ ابر کرم بھی گریان | حباب تک پھٹ پڑے ہو رو کی یہ بھیجہ دریا نے خشک تر کی
یہ ہم فقیرون کی لاغنی کو ہی لطف شیرینی قناعت | جو فاقہ مستی مین خاک بہانکی زبان کو لذت طعام کی
کمر یہ باندھی ہی کاٹھی تو خاک اڑانی مین ہی وہ آندھی | چمن مین بلبل کی باغبان کیا ہو بھی شنوائی دل حزین کی
کرون جو تعریف زلف جانان بیان ہو وصف صباحت رو | غرض کہ یہ فرط بیخودی ہی ہو شکی پو جو کہون سحر کی

۳۱ | تو کیسل اے شاد یہ کمال اونکو مفلسی نے | تباہ پیر زمین اہل جوہر غرابتی ہی دی ہنر کی

مرنے پہ ہو چین سب گمان ہے
نیچے بھی زمین کے آسمان ہے

یہ سوسن تازہ کا بیان ہے
کل خشک ہے آج تر زبان ہے

رہنے کا محل نہین جہان ہے
دنیا اک عارضی مکان ہے

جو نقش قدم ہے سرزمین پر
آئینہ حال رفتگان ہے

کیا روز سیہ مین دے کوئی ساتھ
سایہ بھی اندھیرے مین نہان ہے

کہنے ہی کو گھر ہین بلبلون کے
بسنے ہی کو نام آشیان ہے

بے خاک کیے اسے نہ چھوڑون
پکڑے یہ زمین آسمان ہے

ابرو پہ گرہ ہے کیون نہ سہون
چلہ پہ چڑھی ہوئی کمان ہے

کیا دل مین غم آسکے شب وصل
ہر چشم مری نگاہبان ہے

خشخاش صفت سیانہ پوست
چورا چورا ہر استخوان ہے

کعبہ نہین پر ہے گھر خدا کا
بت خانۂ دل عجب مکان ہے

کیونکر کہون شاد یوسف مصر
قطعہ
نسبت اوسے یار سے کہان ہے

یہ مہر فلک وہ ماہ کنعان
اک فرق زمین و آسمان ہے

آسمان اشرفی داغ جودے کار چلے
کام دنیا کا نہ بے درہم و دینار چلے

گردش بخت سے ٹھہری نہ کہین ایک جا ہی
رات دن بنکے گھڑی عاشق رفتار چلے

ہمکو اوس جان کی گاہک کا ہوا جب سودا
سر فروشی پہ کمر باندھ کے بازار چلے

ساتھ مشکل مین کسیکا نہین دیتا کوئی
مرتے دم نبض بھی انسان کی نہ زنہار چلے

سامری کیا ہے جو وہ چشم فسون ساز لڑائے
موئہ جادو کی سوے طالب دیدار چلے

یاس و حسرت یہ بیکاری جو ہوئی ہمسفری
چھوڑ کس پر ہمین اے جیکیرنا چار چلے

نرد کیطرح یہ پھر کر گھری مین ہر پھر
شاد چوسر کی بھی چالین دم رفتار چلے

خدا کرائے نہ نظروں سے نکتہ چینوں کے
چڑے ہے ہوی ہین نگاہون پہ عیب بینوں کے

گری جو دانت متین مورتین حسینوں کے
یہ صحبتین بھی غنیمت ہین ہمنشینوں کی

یہ جامہ زیب حنا جو لہو کے پیاسے ہین
صراحیون مین بھری خون ہے آستینوں کی

مرے پہ بھی ہے وہی نالہ زن دل نالان
پیپہی بنتے ہین مٹی سے ہم حزینوں کی

کمال حسن زوال مہ دو ہفتہ ہے
یہ چار دن کی جوانی ہے مہ جبینوں کی

جدا جو سر بھی ہو گردن سے اف رے شوق وصال
لپٹ کو دم رہے تیغون مین نازنینوں کی

عقیق لب کا ہو جیکے سے کیون نہ حسن فزون
کھدے سے ہوتی ہے قیمت سوا نگینوں کی

نہین یہ ابرو چشم و لب رخ کتابی مین
کشش ہے عین کی دال سین شین نونوں کی

وہ مقتدا جو منافق بھی ہون شریک نماز
کرین سجود صنم گر کے آستینوں کی

خدا جو دیگا غلامان بہشت ہین شاد
بہشت لین گے مدد سے انہین معینوں کی

۲۳۴ ۱۰

چلے جو ترک کے سر قبر سے حزینون کی
غبار راہ سے گرا پاؤن چرخ بینون کے

وہ آگ دین کہ لحد سے ہم آشنیون کے
چڑھین جو سنگ طپنچون پہ نازنینون کے

عدم ہے روح عزیزان تو خاک قصر بدن
مکان کیا ہین نشان تک نہین مکینون کے

انگوٹھیان بھی جو ہین غم جدائی مین
جدا جھک کی دو پلکی ہوے نگینون کے

خدای عرش ہے شہرک سے بھی نظر مین قرین
فلک نہین ہین یہ شیشہ ہین دور بینون کے

لباس جسم یونہین پر شکن ہین پیری مین
الٹو گرون کی ہین ممنون نہ جامہ چینون کے

چھپائے خلق مین قاتل ہزار پیش خدا
لہو پکارے گا کوسون سے آستینون کے

صدا یہ آتی ہے ہر دم مزار یوسف سے
غرور حسن دو روزہ ہین نازنینون کے

سنبھل کے گور غریبان پہ پاؤن کو رکھین
کہ ہم بھی تھے کبھی سرتاج مہ جبینون کے

۲۳۵ ۹

بجا ہے جو کہین شاگرد عرش ہین ای شاد
ہم آسمان ہین کہیں سیران زمینون کے

بدنے کہڑی کہڑی جو دل ازار بیٹھہ جاے
طوفان اوسکے یہ گنبدِ دوار بیٹھہ جاے

گر بہر قتل یوسف بازار بیٹھہ جاے
سر بیچنے کو آپ خریدار بیٹھہ جاے

وہ ناتوان ہون بعد فنا گر مکان بناین
اوسکے جو میری خاک سے دیوار بیٹھہ جاے

یہ ضعف ہے کبھی جو مین قصد سخن کرون
ہر بات مین گلا دم گفتار بیٹھہ جاے

کیا دوست ہین سنے جو مرا حال درد عشق
دشمن بھی دل کو تھام کے اکبار بیٹھہ جاے

اونچی نظر اگر ہو تو چشم ای حسین جھکا
اونچے سے مین تو ریت آئین تو بیار بیٹھہ جاے

عرصہ نہو جہان سے جانے مین اے اجل
ڈاک ہچکیون کی جلد خبردار بیٹھہ جاے

یہ چوٹ وہ ہی جی سے نکلتی نہین کبھی
دل مین کسیکے بات نہ زنہار بیٹھہ جاے

جنبش قدم کی ضعف نے طاقت نہین رہی شاد
سو بار اگر اوٹھائے سو بار بیٹھہ جاے

۲۳۶

مُردہ دل غم سے مر رہے نہ رہے
تم رہو ہم اگر رہے نہ رہے

دل سوزان چراغ مفلس ہے
دیکھیے تا سحر رہے نہ رہے

رہے ثابت قدم بصورت شمع
چاہے گردن پہ سر رہے نہ رہے

ہمہ تن صرف بیخودی دل ہو
سر و پا کی خبر رہے نہ رہے

آبلہ پھوٹ پھوٹ روتے ہین
غم نہین چشم تر رہے نہ رہے

دام سے چھٹ کے بھی جو اور گرفتار ہونگے
ایک ہین بال و پر رہے نہ رہے

نالہ و درد زبان رہے اے شاد
دل رہے یا جگر رہے نہ رہے

۲۳۷

ہر اک شے مین ہمین ایک ہی سوجھتی ہے
وہ احول ہے جسکو دوئی سوجھتی ہے

نظر نیک کارون کو ہر نیکیون پر
جو بد مین ہین اونکو بدی سوجھتی ہے

کہان زخم خندان سی چشم تر نے
مجھے غم ہے تجھکو خوشی سوجھتی ہے

جو وحشت زدہ چشم مجنون سے دیکھے
اوسے شکل لیلی پری سو جھتی ہے

کوئی مردم چشم خود بین نہین ہے
نظر کو ورا مین خودی سو جھتی ہے

اگر آنکھ ہے دیکھہ اوس بت کی صورت
ہر اک چشم مین منجلی سو جھتی ہے

۳۷

جب اے شاد ہم یہ غزل دیکھتے ہین
تو العیب ایطا روی سو جھتی ہے

سرو قد ہو کے بو فائی کی
راستی مین بھی کج ادائی کی

حسن ہے شان کبریائی کی
کیون نہ لے ہر صنم خدائی کی

وائے برسست کار بے جلاد
سر بھی کاٹا تو دیر پائی کی

جب کیا امتحان ابرو ے یار
سر دیا تیغ آزمائی کی

مدد اے ضبط نالۂ جانکاہ
در و نے دل سے آشنائی کی

کوچۂ عشق مین برابر ہے
منزلت شاہی و گدائی کی

دشت گردی کبھی کی جامہ دری
لی جو وحشت نے ہاتھا پائی کی

۲۳۸

مر کے پہونچین گے رفتگان تک شاد
طالعون نے اگر رسائی کی

دل نالان کی مرے داد یونہین بیٹھ گئی
آسمان سر پہ اوٹھایا نہ زمین بیٹھ گئی

مین بھی کیا ہون دل گل مین جو یونہین بیٹھ گئی
وہ جڑی تیک صبا ز کہ جبین بیٹھ گئی

سر کشو خاک نشین کی جو مراتب تو نے
اوٹھ گیا چرخ سبک ہو کے زمین بیٹھ گئی

تو وہ یکتا ہے جہان ہے کہ ترے ثانی کو
ڈھونڈھتی ڈھونڈھتی ہی چشم دو بین بیٹھ گئی

گل نے فریاد عنادل نہ سنی پر نہ سنی
چیختے چیختے آواز حزین بیٹھ گئی

مجھہ پہ ارمان کا ہوا جب نہ کوئی ماتم دار
آرزو ہو کے وہین سوگ نشین بیٹھ گئی

چشم تر نالۂ لب بے دل کا خدا حافظ ہے
فوج غم عشق کی راہون مین کمین بیٹھ گئی

دل نالان سے مری بول گئی بلبل بھی
جب دم نالہ کشی آ کے قرین بیٹھ گئی

ایک ہی ماتہ مین فوراً وہ ہوا دو ٹکڑے
جسپہ پوری تری تلوار حسین بیٹھ گئی

۲۳۹

وہ سخنور ہین کہ اس موج غزل مین ہے شاد
ہمنے جو بیت جڑی مثل نگین بیٹھ گئی

۱۳

چنا جھریون سے نہین رخت تن ہے
بڑھاپہ یہ چین بر جبین ہر شکن ہے

الٰہی یہ کیسا بت بے دہن ہے
سنا تا ہر اک بات پر لا سخن ہے

عناصر سے گو چار یاری بدن ہے
مگر ہر نفس بر دم پنجتن ہے

قفس مین نہ کیون ہجر گل نشیمن ہو
گڑا دل مین اک ایک خار چمن ہے

چھپا عیب دشمن ہنر آشنا ہو
تو ہی پردہ پوشی عجب پیرہن ہے

گر اجب کوئی جام مے یہ صدا دی
جو پیمانہ توڑے وہ پیمان شکن ہے

نہین ہم ضعیفون کو حاجت انو کی
چنی جھریون سے قبائے بدن ہے

حنا وہ ملین مین لہو رو رہا ہون
نیا رنگ لایا یہ چرخ کہن ہے

ضعیفی کی آمد ہے گرتے ہین دندان
چراغون کی تا صبح گل انجمن ہے

مرینگے بھی تو کچھ نہ کچھ لے مرینگے
مقدر مین لکھا جو گور و کفن ہے

نگاہ کرم اے فشار لحد کر
عدم کا مسافر غریب الوطن ہے

یہ کس بات پر برہمن پوجتے ہین
زبان ہے بتون کے نہ گو یا دہن ہے

۲۴۰

ثنا خوان ہون اے شاد آل عبا کا
مرے ورد مین خمسۂ پنجتن ہے

۷

بے فائدہ کا ہیکو وہ تلوار کرینگے
ایک ایک کے دو دو دم بیکار کرینگے

فریاد جو ہم انکی گنہگار کرینگے
اندھیر بچارا سر دربار کرینگے

وہ محشر ہون جو ہوا بادیہ پیما
قدمون پہ سری ٹیکنی نثار کرینگے

اوس تار پہ پہونچے گی خبر جامہ دری کی
وہ ہی سے بدن کا جو الگ تار کرین گے

مثل مہ نو شرم سے گردن نہ جھکاؤ
انگشت نما طالب دیدار کرین گے

ہے پیر مغان مجمع محشر سے زیادہ
جھرمٹ در میخانہ پہ میخوار کرین گے

۲۴۱

جو بت شکن کعبہ ہے شاد اوسکی مدد سے
ہم دل کا شکستہ بت پندار کرین گے

۱۲

روئے جب سامنے تربت آئی
مرثے ہم تو محبت آئی

روز پرسش کی جو نوبت آئی
میرے آڑے تری رحمت آئی

نشۂ زر کو سمجھ گردش جام
پھر گئی آنکھ جو دولت آئی

جب کبھی سورۂ یوسف دیکھا
یاد یوسف تری صورت آئی

کھل گیا آدم خاکی ہے بشر
اسقدر دل مین کدورت آئی

مین جو پروانۂ جان سوز ہوا
شمع بالین کو بھی رقت آئی

بت کدہ کا جو تماشا دیکھا
نقش آذر کی قدرت آئی

دل پہ شاید کوئی صدمہ گذرا
چوٹ سینہ مین بدت آئی

سپہ اشک نے دل لوٹ لیا
فوج کے ہاتھ غنیمت آئی

حسرت آباد محل والون کی
مقبرے دیکھ کے عبرت آئی

عمر بھر کی فروش غم خوری
اپنے کھانے مین یہ نعمت آئی

۲۴۲

شاد جاتے تو ہو دنیا دیکھے
خیر ہو سامنے عورت آئی

دل کو اوجھن ہوئی آفت آئی
عاشق زلف کی شامت آئی

لاطع وہ ہین دعا کے بھالے
ہاتھ پھیلا کے مخالف آئی

اسپہ مرقد مین گرے حشر کے دن
اوٹھ کر مرسے ہونگے جو طاقت آئی

دیکھہ سکتے جو مقدر کا لکھا
یہ بھی پڑھنا نہ عبارت آئی

خون ناحق کی گواہی کے لیے
لالہ انگشت شہادت آئی

قد کشی کی جو دم حشر خرام
اک قیامت میں قیامت آئی

خامہ سان سر بھی ہوا لاکھہ قلم
پر زبان پر نہ شکایت آئی

۲۴۳

مصدری سے کاہے انیطا جائز
شاد اسکی ہے اجازت آئی

قسمت میں اگر اولاد نہیں اشعار سے دنیا کام چلے
دنیا سے اوٹھوں جب مہر صفت تا حشر جہان میں نام چلے

پیری میں عدم کو کوچ کیا کیا ہو کہ جوان کا کام چلے
مرقوم ہو صفت کرن آفتاب صبح چلے یا شام چلے

دل کہہ رہا ہے سر اپر دوشہ کچھ غم نہیں جان رہے نہ رہے
خنجر پہ ترے خنجر ہو رواں یاروں سر پہ حسام چلے

جو بول کہ ناحق کانٹے گلا گلگیر صفت ہو سنہ کا لا
جل جاوے وہ یا صیقل زبان جس سے نہ یکا کام چلے

اللہ رے ضعف اور ائی بھی جو پہ کا رکہ پاؤں کی چال چلن
تا حشر رہے سر پہ کوہ مین گو صورت چیخ مدام چلے

بجلی کی جو لگی شیشہ کیطرح پر بزم ہمارے عمر یہان
برپا ہو وہان بزمی وہ ہی حکم کہ دور جام چلے

بنوائی جو کوئی قبا بدن کی کہہ وہ خیال لباس کفن
میت کہ نہا پر دہیان کرو کوئی سوی حمام چلے

نسبت کی خط و خال سے جانو یہان خضاب کفن کو آئین
آئی ہین وہان شادی کی لیے پیغام پہ سو پیغام چلے

پہونے نہ سہن کے لباس شبرانہ حباب فرصت بن
صد چاک ہوا سی ہو مثل کتان سر ہین گل گلزار دم چلے

وہ خشک شجر ہون بہار مین جنکی زیست کبھی ہو نہ پہلے
شادان شاخ مراد سی ہم محروم چلے ناکام چلے

۲۴۴

گم لاکھہ ہون خلق سر بعد فنا ای شاد وہ شہرہ عام ہون
مشہور رہون عنقا کیطرح تا حشر جہان مین نام چلے

نجمہ نا کرش کی تن مین جان اے صنم کہان ہے
ناقوس پر نظر کر اک مشت استخوان ہے

عاشق سے بے رخی مین بیکار رقیبان ہے
میری گرہ مین کیا ہے اک دل سو نیم جان ہے

گو طول زندگی سے جینا بلائے جان ہے
مرنے کے نام سے پر خاطر مری نشان ہے

نبض و نفس برابر دن رات چل رہی ہین
ہر دم رواروی پر آدم کا کاروان ہے

شیشہ سمجھ کر اسکو ترسا نہ چور تو
بیت المقدس دل اللہ کا مکان ہے

نعم سے ہاتھ کھانا تلوار کا ہے کھانا
سائل کا منہ نہین ہے اک زخم کا دہان ہے

دام و قفس سے چھٹ کر کس جا رہون چین
برباد ہے نشیمن تاراج آشیان ہے

۲۴۵

مرحوم شاہ کہکر کہتے ہین مغفرت ہو
کیا خوب آدمی تھا قرآن درمیان ہے

جو ناوک مژہ ہے اک تیر بے امان ہے
جُھکی بھوؤن پہ قربان دو ٹانک کی کمان ہے

بوسے دہن چمن مین رنگ سمی کمان ہے
گندہ دہن ہے غنچہ سوسن سیہ زبان ہے

وحشت کی لی جو دل نے تو رُمین گھہنکرے کو
پابوس قدم جنون کا بیڑی کے درمیان ہے

روتی جہان ہے شبنم ہستی ہین کھل کھلاکر
کیا جا ہین ان کا دین مین کیا شاخ زعفران ہے

صید زبون سمجھکر دیتے چھری نہین ہین
تیر نگہ سے لیکن خاطر مری نشان ہے

فرقت مین زندگانی چشم حباب کی ہے
اک پل مین دیکھتا ہون آنکھون سے دم روان ہے

۲۴۶

وحشت پسند ہم ہین مجنون سے کم نہین شاہو
صحرا ہے دل تو جنگل صاحب ہماری جان ہے

کعبہ نہ کعبہ کی خاطر نہ کربلا کے لیے
صنم کدہ مجھے جانے ہین دو خدا کے لیے

طبیب تم ہو غم و غصہ جو کہو کہائے
تباہ کیے دل بیمار کی غذا کے لیے

بڑھائیے طرف کعبہ بھی نہ پای طلب
اوٹھائیے نہ کبھی ہاتھ بھی دعا کے لیے

دو نیم تیغ نگہ سے کیا جو قاتل نے
دہان زخم کے لب کھل گئے دعا کے لیے

حجاب اگر ہے سنون گا مین چھیڑ کر آواز
چھپین جو ساز کے پردہ مین بھی صدا کے لیے

شمال کا کل مشکین پڑا ہے سر پر
اقبال رہے نہ کاہون ہے ردیلا کے لیے

جو ماہ نو بھی ہو سائل فلک سے کہتا ہے
بہت ہے نیم زبان اک مگر گدا کے لیے

جراحتون پہ جو چھڑکو نمک وہ زخمی ہون — جہان مین لون نہ ڈھونڈھے ہی ملہم دوا کے لیے

۲۴۷ — برنگ برق وہ حق سے ہے سرخروای شاد
۸ — جو روئے ابر صفت آل مصطفا کے لیے

پڑھو دعاے فتح میکشو خدا کے لیے — ہوا ے باد ہ بڑھی حکم ہو گھٹا کے لیے
جیہا وُ چہرہ روشن مین آہ کرتا ہون — چراغ لوتہ دامن ذرا ہوا کے لیے
بہم ہین اسفل و اعلی نظر مین رازق کی — کہ استخوان ہین برابر سگ و ہما کے لیے
دکھا کو چاند سا مکھڑا اوٹھا وُ منہ سے نقاب — بہت ہے آرسی کا پردہ تمہین حیا کے لیے
بتون سے لڑکے ملین کس لیے کف افسوس — یہ ہاتھ پائی مبارک رہی خدا کے لیے
حباب موج برابر یہ مٹ کے کہتے ہین — وہ آشنا ہے جو دے جان آشنا کے لیے
جو ہتھ کڑی نے مجہ اہل جنون کی بیعت کی — تو بیڑیون نے قدم مجہ برہنہ پا کے لیے

۲۴۸ — طلب جو حق سے کرون شاد وہ ملے فوراً
۹ — کہے ہین باب اجابت مری دعا کے لیے

یون شمع کے بہیس مین سبز کی — تلوون مین بجھی لگی ہے سر کی
ہر دم تہ تیغ یون گذر کی — مرمر کے نصیر سے سبز کی
کیا خندہ گل مثال شبنم — زخمون کی ہنسی ہے چشم تر کی
زخمون مین مژہ کے جب رہا چور — کوڑی ہے کٹار کے نظر کی
مرحب کو جو دو کرے وہ تلوار — جبریل کی ہے خبر سپر کی
زد جمع نہ کر مثال قارون — گٹھری ہے وبال سیم و زر کی
صد قے ہے جو لین وہ طائر دل — کیا اصل ہے ایک مشت پر کی
ہین صید ہون بیدریغ گلے پر — جلدی سے نکال کے کمر کی

۲۴۹ — ثابت قدمی سے شمع سان شاد
۱۰ — مسند دی کے ہم عشق سر کی

تو سے زخمی کا تیرے کاجگر ہے
دو پارہ ہو سرسے تا نافِ کمر ہے

نہین کچھ آدمیت علم پر ہے
پڑنے کتنا ہی طوطی جانور ہے

جسے رگ رگ مین یہ غارِ مژہ ہین
جو تن پر رونگٹا ہے نیشتر ہے

جراحت مین بھی ہے اک لذت درد
جز خنجر دل نہ دے کے چاک در ہے

تجھے مہوش کہون کیا اے پری حسن
تو سے داغی غلامون مین قمر ہے

مرے مژگان پہ ٹکڑے ہین جگر کے
لگا تا رہ کباب سیخ پر ہے

ہنسین کیا رہ کے پس ماتم سر ہین
نے و ناقوس جو ہے نوحہ گر ہے

بخیلون کی ہے دولت دشمن جان
بلنجیون کا خزانہ گنج زر ہے

بنی آدم ہے تو کر خاکساری
کہ پتلا خاک کا خیر البشر ہے

نہارت کے جو ہین مشتاق زاہد
مگر موسے بنی موسے کمر ہے

۲۵۰ جو اہل زر ہے طوطا چشم اے شاد
وہ مثل مرغ زرین جانور ہے ۹

سرائے گور مین یون خانہ جہان سے چلے
کہ جس طرح کوئی اوس گھر مین اس مکان سے چلے

چڑہائی تیوری اونہون نے جبکے ہم آہون پر
اودہر سے تیغ چلی تیر ادہر کمان سے چلے

قلم کیطرح قلم وہ زبان الٰہی ہو
کسیکا کام نہ دنیا مین جس زبان سے چلے

امان قیام سے دے کشتہ حرام کیا
روکے سپر کی طرح تیغ بے امان سے چلے

ہمارے آپ سے کو ہر جگہ سخن پہونچا
قلم کی طرح چلے بھی تو ہم زبان سے چلے

کنارہ کش ہو کیون روح بار میت سے
کہان سے چار کا بوجھ ایک ناتوان سے چلے

روش روش چمنستان مین مثل نکہت گل
نظر بچا کے ہوے چشم باغبان سے چلے

کہین جو نیم نگاہون کی نیچ ہے ترک
کمر کا ہاتھ ہمارے ہے درمیان سے چلے

نکل کے جائین کہان آہون کی ہاتھون سے
زمین پہ کوئی بچ کر آسمان سے چلے

بنے جو سوزن ساعت بھی ہم نحیف و نزار
دہین پہ آ گئے سر پھر کہ جس مکان سے چلے

محال ہے کہ جوانی ہو عود پیری مین
کمان مین تیر نہ پہرا ئی جب کمان سے چلے

مری یہ بھی وہی گردش رہی مقدر کی
سقوط نبض کی ہوتی ہے ہم جہان سے چلے

۲۵۱
بتاؤ گور غریبان ہے کس طرف اے شاد
مکان پوچھتے میرا وہ اس نشان سے چلے
۸

کب کو کہن اپنے ہم عمل ہے
اک سنگ تراش مبتذل ہے

پامال حرام ہو رہا ہون
سر پر مرے کھیلتی اجل ہے

گردش مین رہون نہ کیون شب و روز
بگڑی مہ و مہر سے بدل ہے

ہے وحشت کوہکن کی سرچوٹ
خسرو کے دماغ مین خلل ہے

غم خانۂ قبر کا نہ ہو نام
اس بات کا کون ساحل ہے

ہم صورت قول و فعل خامہ
عالم ہے وہی جو با عمل ہے

بے نیش نہین ہے نوش پیدا
زنبور جہان و ہان عسل ہے

۲۵۲
بے مثل جو کعبہ سان ہے اے شاد
وہ بیت مقدس غزل ہے
۹

روح قالب مین سمائی تو بلا بھی آئی
گھر بنایا جو کمہاری نے قضا بھی آئی

نیند آنکھون مین سب ہجر زدا بھی آئی
چونک اوٹھے ہم جو بے پاؤن ہوا بھی آئی

وہ بھی آواز دی جو شۂ نازک لونے
میری تقدیر جو پھوٹی نہ صدا بھی آئی

سر چڑھا کر جو گرایا نہ اوٹھایا اوسنے
پاؤن پڑنے کو تو ٹک ناز رسا بھی آئی

پاؤن پڑ پڑ کے پھپھولون نے قدم چومے کی
ہاتھ سہلانے کو مرے ہاتھ حنا بھی آئی

مرض عشق مین ہے ضعف گلوگیر ایسا
رہ گئی منہ مین لبون تک جو دوا بھی آئی

شرم سے کہتے ہین سایہ تلفہ آنکھیا
پانی پانی وہ ہوا گل جو حیا بھی آئی

اثر ضعف اسکی کہتے ہین مرے کانون مین — ٹہنکی لیتے ہوے طبلہ کی صدا بہی آئی

۲۵۴

عیش کیا دیکہا کسیکو فلک پیر ابے شاد
دینے کے نام اسے دنیا نہ دعا بہی آئی

۸

ہوا واقف نہ گلشن مین جو کوئی سنو بلبل سے — چرا ہند انجمن مین پوٹ جلی شمع کی گل سے
زیادہ پنجہ مژگان شتر کینہ ہی کا کل سے — بچانا عیدکر قرار اس موذی کی چنگل سے
جنازہ وہم سی عاشق کا اوٹہا ہی چلو دیکہو — برات آتی ہو دولہہ کی بڑی جاہ و تجمل سے
مین وہ مایوس ہون اپنی غریبی پر جو رتا ہون — ٹپکتی ہی بیکسی ہی اشک حسرت کی تسلسل سے
بلا ای جان بخیلون کی یہ انجام دولت ہے — وبال دوش قارون زر ہوا آخر محول سے
وہ سودائی مژگان ہون جہان وحشت کی لیتا ہون — اوجہہ پڑتی ہین خار دشت مجہہ وحشی کو زنجل سے
بٹہایا ئی طلب کو توڑ کر دست توکل سے — دل بیزار و دے بی نیاز اپنے تفضل سے

۲۵۵

امیر انہ کہون اے شاد کدر ہی ہم فقیرون کی
قناعت سی تونگر ہین غنی جنس توکل سے

۷

سایہ کرے جو سر پر گنتا شجر وہی ہے — باغ جہان مین سچ ہے نیکی کا پہل میٹی ہے
تعریف چشم جانان تحریر ہو رہی ہے — کاغذ سے تا و کہاتا بادام کاغذی ہے
انسان نہین وہ جو ہی انسانیت سی خالی — مردم گیاہ کی صورت کہنے کو آدمی ہے
اس گلشن جہان مین مانند تلہت گل — جو دم ہی وا پسین ہے ہر دم روا روی ہے
تربت پہ مجہہ گدا کے ہین دو ہی مجاور — اک حسرت دلی ہے اور ایک بیکسی ہے
مٹی کی مورتون کو توڑو نہ بت سمجہ کر — پتلا کمہار کا ہے تصویر چو گلی ہے

۲۵۵

مطلع توجہ ہی وہ ہے بے عیب شاد موزون — بیتون مین اس غزل کے ایہا گرہ جلی ہے

۸

ہو خیریت مرے قاصد کی جان مضطر کی — خبر سنی ہی کہیا ودتی ہوئی کبوتر کی

یہ شور کرتی ہے ہر موج دیدۂ تر کی
کہ میری دنیا پہ ہے آبرو سمندر کی

دماغ مین جو سمائی ہے بوئے گل تری
اوڑا رہی ہے صبا بلبلون سے پر کی

مجال ہے جو خط شوق نامہ بر دیکھے
کلاہ باز ہے ٹوپی مکھی کبوتر کی

شمال و دختر رز یہ نہین کسیکو حرام
حلال ہے زن دنیا ہزار شوہر کی

عزیز دولت عقبے ہے مال دنیا سے
سوا ہی زر سے محبت ہمین ابا ذر کی

ہنر عزیز ہو کیا ہم شکستہ بالون کا
یہ لعل وہ ہے جو گدڑی مین ہو کبوتر کی

سیاہ کار وہ ہون ابر سے سوا اے شاد
کہ چھینٹ بھی نہین بدلی مین دامن ترکی

۱۱ ۲۵۶

زیب خط سبزہ زار کیسی ہے
رُت خزان مین بہار کیسی ہے

دُر عذاب لحد کا کیا ہمکو
تنگیٔ دل فشار کیسی ہے

عشق مگان مین ہمنے کاٹون سے
سوزنی جسم زار کیسی ہے

چشمک برق ہے کرشمۂ عمر
زندگانی شرار کی سی ہے

کسکے مائل ہوئی خلش پہ مژہ
کچھ کھٹک دل مین خار کی سی ہے

حسرت آباد ہے دل ویران
بستی اوجڑی دیار کی سی ہے

سوز شش غم سے آہ آتشبار
پہلجھڑی اک انار کی سی ہے

مے کشو اون نشیلی آنکھون مین
کیفیت اک خمار کی سی ہے

صورت اپنے دل مکدر کی
شیشۂ پر غبار کی سی ہے

اے خوشا لطف بزم اہل قبور
صحبت اک یار غار کی سی ہے

شکل سے درویش شیخ کی اے شاد
ست تیر بے مہار کی سی ہے

۲۵۵ ۸

آب پیکان چاہیے تشنہ دہانی کے لیے
زخم منہ کھولے ہین قاتل بوند پانی کے لیے

ہم کہن سالون کے اوپر تا کجا جور و جفا
رحم کر اے نوجوان اپنی جوانی کے لیے

عشق انسان مین خدا ہی شک خالی نہین
کم کیا سایہ بتی کا بدگمانی کے لیے

خون ناحق جب مرا دست نگار مین نے کیا
پاؤن شوخی حنا نے یار جانی کے لیے

پیری و صد عیب ہم مرد سخن کیو اسطے
آفتین لاکھون ہین اک برگ خزانی کے لیے

آئنہ ہی دیکھیہ حال رہ رو ملک عدم
نقش پا سب چھوڑ جاتی ہین نشانی کے لیے

ہم وہ پر بند ازل ہین جانتے یہ بھی نہین
کھولے کیونکر ہین بازو پر فشانی کے لیے

۵۸ (۷)

کیا غم خانہ بدوش عالم فانی ہے شاد
گھر بنائین ہم یہان کس زندگانی کے لیے

۵۹ (۸)

خجل جس سے گوسالۂ سامری ہے
وہ چشم غزالی مین افسون گری ہے

گران اوس حسین کو مری دلبری ہے
کہ یوسف کو تکلیف پیغمبری ہے

زہے خوش صفاتی خجے حسن ذاتی
فرشتہ کی خصلت ہی صورت پری ہے

اثر کیا کرے بے اثر آہ و نالہ
یہ تیر ہوائی ہے وہ سرسری ہے

یہ رونے سے ہے عالم آب عالم
گل نیلوفر جرخ نیلوفری ہے

تہی دست ہون پر نہین ننگ دستی
فقیر غنی دل ہون گو بی زری ہے

مری بوجھ مین شاد نادر سے ابتو
سوا پاؤ شہ جنگ کی نادری ہے

سوئی مین دُر نہ چھپا آبلون مین جا رہے
مژہ پہ اشک نظر طفل نے سوا رہے

جو ڈھونڈھتے ہوتے تکیون مین عنکبوت کا رہے
سب اہل قبر نظر اوٹکو یار غار آئے

جو سنگ شون کو سزا جرم سنگ دلی کی ملی
تو بار بار پاؤن مرے تو ڑنے خمار آئے

خدا کرے کہ نشیمان ہو رزق بہمت
کہ اور ڈھونڈھ کے جال مین مکڑی کہ خود شکار آئے

یہ ارسکی کشتون کا تانتا لگا ہے تکیون مین
دس اس طرف سے گئی اوسطرف سے چار آئے

شریک یار دلی ہی نہو صعوبت مین
لگی جو چوٹ نکل سنگ سے شرار آئے

جنازہ یار کے کاندہی پہونچ گئی تا گور
پنس کی ڈاک مین عزت زدہ سوار آئے

۲۶۰

ترا ہی شاد جنم مین نے ملے جو عمل
نہ آئے ابر کرم اوسپہ زینہار آئے

۱۰

یہ حق پسند آدم خاکی کا نور ہے
محبوب کبریا ہے پری ہے نہ حور ہے

بغض و حسد کا دہر مین ایسا وفور ہے
روٹی بھی گر پکائیے جلتا تنور ہے

جو کچھ ہے حسن و عشق کی باعث نشور ہے
اونکا تصور ہے نہ ہمارا تصور ہے

شور اذان ہو شور قیامت ہی ہجر مین
ناقوس پھونکنا ہی مجھی نفخ صور ہے

اے آسمان جو خاک کیا ہونیا کی قبر
مٹی مری ٹھکانے لگانا ضرور ہے

سلطان گدا ہی چتر زری پر نہ ناز کر
سایہ ہما کا سایۂ بال طیور ہے

چل کر زمین پہ دیکھیہ تو عبرت کی آنکھ سے
پامال ہر قدم پہ سر پر غرور ہے

اے تیر آہ توڑ کر اسکو نکل تو جا
سمجھے ہوے فلک بہت اونچی کو دور ہے

انگارے سرد داغ جگر کے ہین رو برو
دل کی جلن کے سامنے ٹھنڈا تنور ہے

۲۶۱

فرہاد و قیس کو جو مری ہمسری ہے شاد
اسکو خلل دماغ ہے وہ بے شعور ہے

۸

زر سے گل سیب پر گہر سے بھرے
کون محروم تیرے در سے پھرے

نہ دکھائی دیے وہ لاغر مین
سب کی آنکھون تلے نظر سے پھرے

کیا کریمی کا اوسکے ذکر کرون
گل ہی خالی جہان نہ زر سے پھرے

وہ جہان گرد ہمسین زمانہ مین
روز و شب مہر سے قمر سے پھرے

گل سے نازک دماغ رکھتے ہین
بلبلو سر نہ شور و شر سے پھرے

ہون وہ برگشتہ بخت اگر کمینجون
سانس اولٹی دل و جگر سے پھرے

پوچھیے کس سے رہ رووں کی خبر
ہو وطن بھی نہ اس سفر سے پرے

۲۶۲
مانگ کا ذکر جب کیا اے شاد
نیمچہ کھینچکر کمر سے پرے
۹

جنون میں کوئی نہیں بے نظیر خود سر ہے
جو مڈھ چرا ہے یہاں کو ہکن کی ٹکر ہے

رسول ہی کوئی قاصد ترا پیمبر ہے
پیام وحی فرشتہ ہے جو کبوتر ہے

حسین نجم سی سہ سے مہر انور ہے
خدا نے خلق کیا اک سی ایک بہتر ہے

مدام ابر کرم آکے جسکی چھینٹوں میں
مرا وہ مے سے شراب ور دامن تر ہے

دل و جگر کو سنبھالی میں نامرادی و یاس
چھوٹی حسرت و ارمان کی پھانس نشتر ہے

کبھی سے حسن ہی خالی نہیں حسینوں کا
خم ابرو میں ہی پر پیچ زلف دلبر ہے

ترپ رہیں ہو سین دل کی ہیں نکلنے کو
وہ سدرہ ہے جو اور ترا گی میں خنجر ہے

زبان حال سے کہتا ہے آئینہ ہر دم
کہ جسکا آئینہ دل ہے وہی سکندر ہے

۲۶۳
نصیب سیکڑوں بگڑے بنے پر اپنا شاد
کبھی بنا نہ وہ بھوٹا ہوا مقدر ہے
۸

بجا عاشق ترا ہی شعلہ رو در آتا ہے
حضور شمع بے پروانگی پر آتا ہے

مدام اس سے خیال نرگس مستانہ آتا ہے
بزنگ چشم ساقی دور میں پیمانہ آتا ہے

مگر پانی ہوا شاید جو اپنے تار پر آنسو
خبر دینے کو بیتابی کے بیتابانہ آتا ہے

بگولے طوق گردن بادیوں کی زنجیر ہوتی ہیں
خیال زلف میں جب سامنے ویرانہ آتا ہے

وہ خاص نیند کے ماتے کہ کسوفوالی ہیں
کہ خواب آنکھوں میں جنکی بے سنی فسانہ آتا ہے

اقارب ہو کے بیگانہ کہو خلش عقرب سی ہے جو بیگانہ آتا ہے
کرے رزق مقدر خلق رازق سنگ بار اں سے
کہ ہر اک ان میں نمک سے ہے کہ آبے دانہ آتا ہے

تولد سرکہ ہو ہستی میں فنا اے شاد عالم میں
نہ شر خاص کو کرتا سجدہ شکرانہ آتا ہے

جوانی جاتی ہے خط رخ جانانہ آتا ہے
ہر تمنا پر ہماری کالیے پروانہ آتا ہے

حیا کہتی ہے یہ جب سایہ بے باکانہ آتا ہے
چھپو ہمزاد سے اپنے ہٹو مردانہ آتا ہے

ہیں وہ ہوں تخت جان کا کل غم سامنے جسکے
نکالے دانت ہر آرہ شمال شانہ آتا ہے

وطن سے جیٹ کر کیوں تڑ ذرہ انسان جیتکر
در خلطان جو آتا ہے وہ بے تابانہ آتا ہے

لحد میں میہمان ہر یوں جاتی ہیں درآنہ
مکان میں اپنے جیسے کوئی صاحب خانہ آتا ہے

بجز اقبال کے کوئی نہیں کرتا ہے ہمراہی
نفس بھی ساتھ مرنے پر کہیں جانا نہ آتا ہے

ازل سے جلوۂ معشوق پر عاشق تصدق ہے
جہاں پر شمع روشن ہو وہاں پروانہ آتا ہے

۲۶۵
شان شاہ سے واقف نہیں اتنا تو واقف ہیں
سیکے دھن میں سر دھنتا ہے اک دیوانہ آتا ہے

خو غنچہ کی عطا گل کو جب اوس سے فیض ہے زر بھی
منہ پھوڑ کے غنچہ نے کہا کچھ تو اور ہر بھی

وہ مرغ گرفتہ ہوں کہ باندھے ہے گی بازو
پرواز کے قابل نہوں تنے ابھی پر بھی

اک گرد پریدہ ہی سے برباد نہیں ہیں
پامال ہیں جوں نقش قدم خاک بسر بھی

رونے میں نہ کیوں چشم سے خوناب رواں ہو
دل ہے نہیں پانی ہے یہ خون دل جگر بھی

وہ نخل بریدہ ہوں میں کیسی ہی بہار آئی
خبر تیغ کے پہل سے نہ لگے کوئی ثمر بھی

اک خانہ ہے دل چاک نہیں غم میں ہمارے
رہتا ہے سدا ہوئے کے ہر کاغذ تر بھی

جیتے ہیں تو کٹ جاوے گی تا صبح قیامت
آخر شب ہجراں کی بھی ہوگی سحر بھی

دمساز نہیں سب یار جہاں جیتے جی تک
پرسوں کوئی ہوتا نہیں مرنے پہ خبر بھی

اک گل ہی نہیں شاخ سے انگشت بدنداں
ملتا کف افسوس ہے ہر برگ شجر بھی

قاصد کو بھی عقدہ نہ کھلا موئے میاں کا
دکھلائی کبوتر نے کمر کر کے کمر بھی

۲۶۶
ای شاد خدا چاہے تو وہ رام صنم ہو
ناقوس میں تاثیر ہے آہوں میں اثر بھی

آج صیاد ستم پیشہ نے کیا گل کترے
دود بلبل کے چمن سے پر بلبل کترے

سر بصحرا ہون جو ہون تیشہ تعلق سے مرا
بتر پایان پاؤن کی کاٹی جودہ کاکل کترے

دختر رز کے وہ فقری ہین عجب کیا اسکا
شیخ کی ریش کو زاہد جو پئے مل کترے

شوخ چشمون کے لیے جیب کتر کیا
آنکھ ملتے ہی چراتے ہین یہ دل گل کترے

۲۶۷ ۱۰
ہین وہ ہون طائر وحشی کہ جو لے مجکو شاد
خوب بازو کو کسے پر جو نہ بالکل کترے

پیر ہون داغ جوانی چاہیے
عمر رفتہ کی نشانی چاہیے

سخت جانی خضر ثانی چاہیے
مر رہین گے زندگانی چاہیے

لخت دل اشک رواں کے ساتھ ہو
کاروان ہین کاروانی چاہیے

المدد اے زور پرواز المدد
تا گلستان پرفشانی چاہیے

تشنہ مژگان ہون اے ابر دکھان
تیر باران کر کہ پانی چاہیے

ہر رگ و پے مین لہو دوڑا تو کیا
اشک خونی کی روانی چاہیے

مر گیا ہون صفحہ رخسار پر
قبر پر قرآن خوانی چاہیے

درد سا اوٹھ کر گرون مانند اشک
ضعف یہ اے ناتوانی چاہیے

نامرادون کی اکیلی گور ہے
یاس و حسرت پاسبانی چاہیے

۲۶۸ ۹
شام سے تا صبح پیری اپنی شاد
گل ہو شمع نوجوانی چاہیے

پانی پانی دل ہے جیسی خوفناک وقت ہے
قطرہ قطرہ اشک ندامت دریا در یا رحمت ہے

سادہ رخون کا ربط محبت آئینہ کی صورت ہے
سامنے ہین جب تک ہے سب کچھ نہ دیکھی محبت ہے

گور کنون کی حاجت ہے غسالون کی ضرورت ہے
غسل کی خاطر اشک ندامت دفن کو خاک ندامت ہے

خلق ہوئی غمگین خوشی مین سب کی سب مٹی ہے
شاد کوئی ناشاد کوئی ہے اپنی اپنی قسمت ہے

کالا پانی نا بنے جائے ہو کو سیر دام طلا
شانی زلف سے دل جو لگائی کسی کی شامت ہے

باغ جہان مین گل کی طرح ہو جامہ سے باہر تازہ امیر
شست زر پہولا نہ کیونکر غنچہ گل تو دولت ہے

ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر تصویر جنم ہر ٹکڑی مین
دل قرآن سے پارہ ہے ہر پارہ مین صورت ہے

کعبہ سے اوٹھا جوم کر چلیا جا طرف میخانہ
بادہ کشون پر رحم کیا ای ابر کرم صدقے جاؤن تجھ

۲۶ ۱۰

حرف ردی بدلی نہ اگر یون شاہ وہ کچھ نقصان نہین
جائز ہے ہر تا و مصادر ایطا کی پر صورت ہے

جو اوسکے ساتھ ہی وارفتہ نگاہ چلے
الگ تھلگ صفت سایہ راہ چلے

سیاہ کار جو شرمندۂ گناہ چلے
جھکائے سر صفت کلک روسیاہ چلے

زیادہ رہ کے بدونیک دہر تم جانو
بری بھلی خضر اپنی تو ہم نباہ چلے

نبی کے حکم سے جس طرح آفتاب پھرا
ہمارے کہنے مین یارب وہ رشک ماہ چلے

وہ ہاتھ دے کہ جو پیلے نہ مغمون کے حضور
وہ پاؤن دے جو تری راہ مین الٹے چلے

نہ پوچھو حال مرا سبزہ زار عالم مین
وہ کشت ہون کہ جسے نوچتی سپاہ چلے

ہوے وہ جامہ سے باہر ہی تو لطافت سے
مثال روح بجائے ہوے نگاہ چلے

کہلین گے حشر کے دن عیب چشم پوشون کے
کہ سانہ مردم دیدہ سے دو گواہ چلے

قضا یہ کہتی ہے جو طول زندگی چاہے
خضر کی طرح سلامت روی کی راہ چلے

۲۷ ۷

وصی کی بات نہ کیونون مانتے نبی ای شاہ
کہ ہر وزیر کے کہنے مین بادشاہ چلے

گلی پڑی جو دور اسکی ایک راہ چلے
صنم کدہ سے پھرے کعبہ الا چلے

جو معرکہ ہو ترے رنگ زعفرانی کا
دبا کے دانت تلے کہر بگیاہ چلے

مغنی گئی نے جو بند آنکھین کین
چلے جو قبر مین سمجھے کہ خوابگاہ چلے

حلال کیجیے قتوہ بنائیے بہکو
سہون کی تیغ چلے ناوک نگاہ چلے

کہلایہ دیکھیہ کے موج رواں در یک دان — یہان جو آئے وہ باحالت تباہ چلے
سقر نہ کیون ہون گناہون کی شاہدی کر لیے — کہ ساتھ نامۂ اعمال دو گواہ چلے

۲۷۱ — بتون کی جنبش مژگان سے الامان اے شاد
۶ — صفین بچھین یہ جدہر تیغ بے پناہ چلے

دیوانہ کا کل ہون بلا بھی نہین آتی — مرتا ہون مین مرنے پہ قضا بھی نہین آتی
سمجھے تھے کہ ہر گل ہے گل باغ محبت — سونگھا تو کہین بو بے وفا بھی نہین آتی
کیا نالۂ دل ضعف ہے ایسا کہ دہن سے — ہونٹون پہ مرے آہ رسا بھی نہین آتی
جز ذکر صنم تذکرۂ غیر تو کیسا — بھولے سے کبھی یاد خدا بھی نہین آتی
کیا دیکھا دیت وہ کہ مرے خون کا مجھ پر — ہاتھون مین کبھی لیکے حنا بھی نہین آتی

۲۷۲ — آوارزدی اے شاد شکستہ ہو جو شیشہ
۷ — ٹوٹے دل نازک تو صدا بھی نہین آتی

عالم روح مین حورون کی ہوا مین نے کی — خلق مین حسن پرستی کی بنا مین نے کی
الفت کعبہ ابرو مین قضا ہی عمری — ایک سجدہ مین تہ تیغ ادا مین نے کی
ہون وہ غم دوست کہ رحمت تہ غم ہی رہا — مر گیا درد جگر کی نہ دوا مین نے کی
حسن قامت جو بیکار مین قیامت لایا — زلف چلائی کہ نازل یہ بلا مین نے کی
وہ پر ارمان ہون نہ اک دل کی تمنا نکلی — آرزو جمع مقدر سے سوا مین نے کی
کشت کارون نے وہین تخم کی بیکا کی جو — ہون وہ سبزہ کہ جہان نشو و نما مین نے کی

۲۷۳ — کیون نہ اوس دشمن ایمان کو دعا دون اے شاد
۸ — وہ تو چھوڑے نہ بدی چھوڑ دون کیا مین نیکی

جگر باد زن محمل دل جرس ہے — دم سرد ہمدم فغان ہمنفس ہے
صنم سنگدل مین تو ہون نالہ بس ہے — خدا ہم غریبون کا فریادرس ہے

پہونچ جائینگے ہمرہان آگے پیچھے
ہر اک سبحہ دانہ روان پیش و پس ہے

اجل ہم اسیران کی ہے بدمزاجی
کسے دام دارو دماغ قفس ہے

ہمین کیا جنون تشنگی چٹوا رہا ہے
دبائے ہوئے کہربا منہ مین خس ہے

بیابان نوردی گریبان شگافی
یہی پائے مردی یہی دست رس ہے

بلا مین پہنساتی ہے دنیا کی لغمت
گرفتار ے شہد دام مگس ہے

۲۷۶ — ۹

توکل کر دن شاد کسکے بہروسے
نہ دل بے تمنا نہ جان بے ہوس ہے

ہیر ابھی زہر کھا کے وہ دانتون مین تاب ہے
موتی کا دانہ مثل تگرگ آب آب ہے

بحر جہان مین دم صفت نقش آب ہے
موجین نہ کر کہ عالم ہستی حباب ہے

رخصت ہوا شباب حسینون کا حسن کا
بازیبی رہی ہے صدا پا تراب ہے

وہ صید ہین کہ عید کی قربانیون مین ہین
ہمکو حلال جو کرے اوسکو ثواب ہے

کر غور دیکھ دیدۂ عبرت سے اہل کمال
مٹی مین خم کے خاک مخالطون آب ہے

منعم بساط خواب سے تعبیر کر اسے
بے اعتبار مسند مخمل کا خواب ہے

نازک مزاج صدمہ کہین اہل منکر و نکیر
کسکا وہان دماغ سوال و جواب ہے

کیون میکشون کو دیکھکے زاہد نہ خشک ہون
تر دامنی سے ابر کرم آب آب ہے

۲۷۵ — ۱۲

پیری کی صبح شام ہوئی شاد جونکیے
دن ڈھل چکا ہے دو بنی پر آفتاب ہے

رگ بال و پر میشتر ہو گئی
مجھے نسبت سیخچر ہو گئی

وہ قامت قیامت اثر ہو گئی
کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو گئی

لڑکپن جوانی ضعیفی ہوئی
ڈھلا دن شب آئی سحر ہو گئی

خوشی تھی مری غم سے خالی نہین
جراحت ہنسی چشم تر ہو گئی

بنا تار برقی ہے اشکون کا تار
جو کچھ دل پہ گذرا خبر ہو گئی

رگِ برگ گل کہکے ثابت کیا
کمر تو نہ تھی پر کمر ہو گئی

بری دو سے گذری تو کچھ غم نہین
مرے سو سے اچھی بسر ہو گئی

سمجھکر سرانجام بزم طرب
جو شہنا بجی نوحہ گر ہو گئی

چلی میکشون پر جو تیغ عذاب
مری توبہ سے سپر ہو گئی

جو مر کر چھٹے بھی تو برباد ہین
ہوا دشمن بال و پر ہو گئی

کرم کر بس اب اے سحاب کرم
کہ تر دامنی تر بتر ہو گئی

(۷۶)

کٹی یون شب ہجر اپنی تو شاد
سحر ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

(۷۷)

اوٹھائین گی ستم ظلم و جفائے یار دیکھین گی
دکھائیگا ہمین جو کچھ خدا نا چار دیکھین گی

خجل کر کبک و جلکر اور ڑ ابلبل کو باتون مین
تری رفتار دیکھین گی تری گفتار دیکھین گے

چھپا کر ہمسے غیرون کو جو تم گھر مین بلاتی ہو
ہوئی وحشت تو اس ن کو در و دیوار دیکھین گے

کرینگے عید ہم میکش شکست توبۂ مے کی
مہ شوال کی جا جام مینا کار دیکھین گے

پئے تسکین خاطر ہاتھ رکھین گی کلیجہ پر
مسیحا ہین تو یون نبض دل بیمار دیکھین گے

ملا کر روے صاف اپنا وہ دم کہین تین سکتہ مین
اسی دم سی ہم اونکا چاند سا رخسار دیکھین گے

نظر مین نوح کا طوفان ہی آمادہ ہو رونے پر
سمندر موج زن اک چشم دریا بار دیکھین گے

(۷۷)

مرے پر بھی اگر اے شاد شوق دید باقی ہی
کھلی آنکھین تو یونہین ہم مآل کار دیکھین گے

اک برہمن ہی نہین دست نگر رہتا ہی
اے صنم تجھ سے جہان طالب زر رہتا ہے

ہون وہ غم دوست کہ فرقت مین کیا جسکو
چھوڑ جاتا ہے جو دل درد جگر رہتا ہے

بڑھ گئی سنگدلی یہ ہے کہ دریا ہو کر
دیکھتا خشک لبی دیدۂ تر رہتا ہے

عشق جو شمشیر نگہ پر ہون تری مثل قلم
ید بیضا کی طرح ہاتھ پر سر رہتا ہے

دل کا چھالا نہ کہین پھوٹ بہے چشم کی راہ
خون ٹپکے کا لگا شام و سحر رہتا ہے

ہون وہ میخوار جو اوگتا ہی مری مٹی سے
جوش ہستی سے ٹپکتا وہ شجر رہتا ہے

۲۷۸

شاد ناشاد سے واقف نہین پر اتوں کو
اک اودھر نوحہ کنان کا تو گذر رہتا ہے

۱۲

یہ دست خس جنون جب سے پیرہن کو لگے
جو پھوس سڑا بھی ہو باقی مری کفن کو لگے

پہنیے جامہ وہ آبجا کر کے من کو لگے
خدا وہ کپڑے جو انہی تن بدن کو لگے

بہت صباحت دندان سے اوسکی ہمسری ہے
نسیم ہان کوئی سیلی گل سمن کو لگے

جو بد کہے مئے گلرنگ کو تو ای واعظ
زبان شعلہ کا لوکا تری دہن کو لگے

بغور دیکھتے مردم ہین زخم خندان کو
نظر کہین نہ مری دست تیغ زن کو لگے

بہار مین جو کبھی آگیا خزان کا خیال
نگاہ یاس سے ہم دیکھتے چمن کو لگے

بلائے زلف مین جیسے پھنسے ہین ہم بیتاب
یونہین ہماری بلا زلف پرشکن کو لگے

نگاہ اہل زمین پر ہے چشم بد بین کی
نظر کہین نہ فلک کی اس انجمن کو لگے

کرو نہ بید ہنی پر یہ کفر کی باتین
بتو برا نہ کہین رب ذوالمنن کو لگے

مٹے گا وہ بھی کسی کی لحد جو کھودیگا
کہلا یہ قبر مین رہ کہنے جو گورکن کو لگے

ہوا جو خاک کا پیوند بھی مین دیوانہ
کفن کہسوٹ دہین نوچنے کفن کو لگے

۲۷۹

تلک تو کالے کو دینا یہ گبر ہے اے شاد
کہین کلنک کا ٹیکا نہ برہمن کو لگے

۱۰

کسیکا پردہ عزت جنون کتمان نکرے
خدا برہنہ کرے ننگ خاندان نکرے

پہنکے خلعت زر منعمو نہو مغرور
زمین کا کہین پیوند آسمان نکرے

جہان مین سنگدلون کا کوئی نشان نہو
کسی بشر کو خدا بندہ بتان نکرے

دہن وہ گنگ ہو یارب کرے جو بدگوئی
وہ لال ہو سخن نیک جو زبان نہ کرے

نہ منع کر مجھے نالہ کشی سے شیخ اور دیکھ
جگر میں پیدا ہر جسکے وہ کیوں فغان نہ کرے

بشر کو چاہیے اخفائے راز صورت گوش
سنے تو سب کی پر اپنی ذرا بیان نہ کرے

یہ نکتہ ہے خدایا وہ برد باری دے
جو مجھکو خاطر احباب پر گران نہ کرے

بچن صراط دم تیغ بھی جو ہے تو کیا
نکل چلیں گے جو وہ ترک امتحان نہ کرے

کرے دو نیم کمر کا لگا کے پورا ہاتھ
ستم ہے نیم نگہ سوے نیم جان نہ کرے

۲۸۰
گرے جو اوسکی گلی میں مرا غبار اے شاد
یہی دعا ہے کہ ہر صر روان وہان نہ کرے
۹

گوش کر منقلب زمانہ ہے
آج کا ذکر کل فسانہ ہے

آدم آیا مسافرانہ ہے
کاروان کا روان روانہ ہے

میں وہ مرغ اجل گرفتہ ہوں
چنگل باز آشیانہ ہے

قتل کرتا ہے قاتل عالم
ملک الموت کا بہانہ ہے

پئے دانا ہے آب تیغ رواں
بہر نادان گہر کا دانہ ہے

ناز و انداز تو سن جان کو
تازیانے پہ تازیانہ ہے

جو پہنا اسمیں پہر نہ وہ چھوٹا
زلف بھی کالا جیلخانہ ہے

وصل تھا وہ بھی اک زمانہ تھا
ہجر ہے یہ بھی اک زمانہ ہے

۲۸۱
کیوں نہ پر درد ہو کلام اے شاد
کہ ترا رنگ عاشقانہ ہے
۹

ہوئی ہے شام شب وصل ڈراسی ہے
سحر ہے دور پہ اپنی سحر ابھی سی ہے

یہ نازکی ہے کہ دل میں کیا ہے قصد خرام
چلے نہیں ہیں لچکتی کمر ابھی سی ہے

وہ مے پرست ہیں ہم کیا ہماری توبہ کیا
گمان ابر ہے بدلی نظر ابھی سے ہے

وہ مرغ ہون کہ ہنوز اک کلی نہین پھوٹی
کہ نوچتا مرے صیاد بیراہی سے ہے

ہے ابتدا ہی حسینون سے دل لگانے کی
کہ جان کا متصور ضرر ابھی سے ہے

وہ کشتنی ہون سکندوش دیکھیو کب ہون
وبال جان مری گردن پہ سر ابھی سے ہے

ہنوز آنکھ سے نکلے نہین ہین گوہر اشک
صدف کی طرح مرا شق جگر ابھی سے ہے

ہوا نہین ہون مین پامال بیکسی پہ مری
ہر ایک آبلہ کی چشم تر ابھی سے ہے

۲۸۲ ۸

سفر جہان سے کیا تک نہین ہنوز اے شاد
کہ دشمنون نے اوڑائی خبر ابھی سے ہے

آپ کو دیکھا نہ جز تیرے خدایا چاہیے
جسمین خوبینی نہو وہ چشم بینا چاہیے

اس فلک ہم آرزومندا ور کچھ طالب نہین
جان بے حرص وہوا دل بے تمنا چاہیے

آدم خاکی کو لازم ہے نہ بھولے اصل کو
دیکھنا مٹی کی پتلی کا تماشا چاہیے

جام مے دو اے کلالو ہم فقیرون کی لیے
خیر سنجانہ کی نذر شاہ مینا چاہیے

تو وہ یوسف ہے نئے سر سے جو تو چاہے ابھی
زال دنیا ہو جوان مثل زلیخا چاہیے

بیقراری کا مزہ ہے دُر غلطان کی طرح
جاے ہر اعضا دل مضطر سراپا چاہیے

موت کا جو دن معین ہے وہ ٹلنے کا نہین
وعدہ پور اہو مرا امروز فردا چاہیے

۲۸۳ ۹

دو سین سے اک کام کر کیا پوچھتا ہے ہے شاد
فکر دنیا چاہیے یا خوف عقبا چاہیے

ناخنون کی ہے خلش تا کہ ہین تاسورون کی
کیا چڑھے بیل منڈھے زخم کے انگورون کی

بے خلش رزق مقدر بھی نہین دنیا مین
نوش کی نیش زنی ساتھ ہے زنبورون کی

گرد بادون کی یہی خاک سے آتی ہے صدا
سرکشی مرکے بھی طینت مین ہے مغرورون کی

دور کر ڈھول سہانے ہین بجا کتے ہین
واعظو دو نہ ہمین خوشخبری حوروں کی

تو ہے مختار کرم بندۂ عاجز محتاج
معذرت پر نظر رحم ہو معذورون کی

محتسب غرق مئے گلگوں کو نظر کم سے نہ دیکھ
دل مرا جی ہے تو جام آنکھ ہی مخمورون کی

عمل نیک مدد ہون تو بہشت مین مکان
گھر بنانے کو مدد چاہیے مزدورون کی

حشر کے روز وفا وعدۂ دیدار کیا
شکر صد شکر حضوری ہوئی مہجورون کی




شعلۂ شمع ہے کیا وہ ہون جلاتن ای شاد
آگ ٹھنڈی ہے مرے سامنے تنورون کی

عشق مژگان مین یہ حلاوت ہے
دھار میٹھی چھری کی شربت ہے

بانکپنے خلعت شہادت ہے
تیغ قاتل کا دم غنیمت ہے

کوئی سر پیٹتا ہے مثل دہل
کہین شادی کی بجتی نوبت ہے

جسکو کہتے حدیث و قرآن ہین
گفتگو سے تری عبارت ہے

زندگی ہے وبال مردہ دلی
سخت جانی بھی اک مصیبت ہے

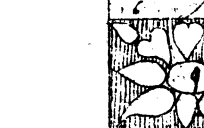
شکل دیکھی نہین کسی نے مگر
آئنہ آشنائے صورت ہے

سنہرہ در مرثیے زمانے کے
بے نشان نامیون کی تربت ہے

مردہ دل کیا بڑھائین دست طلب
ہاتھ کھینچے ہر اہل ثروت ہے

لوٹے مارے جو ہاتھ آجائے
دم کی مہلت سمجھ غنیمت ہے

منزل ہر ہے جائے فاعتبروا
طاق کسرا محل عبرت ہے




شیر دایہ ہے شاد نہر لبن
ماں کے پاؤن کے نیچے جنت ہے

فاقہ کش ہون پہ شکر صحت ہے
تندرستی ہزار نعمت ہے

جان لی آرزو ترے صدقے
کہ غنی دل تری بدولت ہے

ہم گدا تم امیر اپنے لیے
اسمین کیا اپنی اپنی قسمت ہے

دخت رز ہے مرید پیر مغان
شیخ مین کون سی کرامت ہے

مٹتے بھوسے سے کی ہے تو یہ ہے — پیر میخانہ سے ندامت ہے
قبر پر بیکسوں کے پہنچ کر — تو برستا ہے ابر رحمت ہے
ہمنفس ہے مے نامرادوں کی — یاس ہے بیکسی ہے حسرت ہے
بُریاں گھل گئیں تب غم سے — سنگ جانان سے کیا ندامت ہے

۲۸۶ — مصدری تا جو آرہے اے شاد — عیب ایطا بھی فی الحقیقت ہے

یہ دل میں در سما یا ہے پریزادوں سے عالم کی — سمجھتا ہوں کہ تو ہے میں یہ سب جا میں ہے آدم کی
جمے ہیں اشک خون فرگاں تپ ہجراں کی تا شا ہے — نئی یہ چاشنی لائی ہیں بوندیں نخل ماتم کی
رقیبوں کو ہے چھلا یار کا حلقہ غلامی کا — سلیماں کے ہیں تابع دیو میں عشق خاتم کی
وہ گریاں ہوں جو رو میں مقابل ابر باراں ہے — نہ ٹھہرے ایک چھینٹے میں مرے دامن کے دھوم سے
کریموں کو مخجل کرتی ہے تہیدستی ہے سائل کی — کف خالی کے آگے سر نگوں ہیں ہاتھ حاتم کے
نہیں غم شہرہ آفاق جہاں کر بے نشانی کا — رہیگی نام باقی تا ابد مردان عالم کے

۲۸۷ — رقیب و بیکسی کی مغفرت اے شاد مشکل ہے — جہاں میں کوئی جائیگا نہ جامی میں بہا یم کے

اے کمان کش خواہش تجھ سے آدھی رہ گئی — آدھی دُوبی دل میں نوک تیر آدھی رہ گئی
آبرو ساری تھی جب تک قطع تھی پائے طلب — ہاتھ پھیلائے جہاں تو قیر آدھی رہ گئی
آئے آتے ذہن میں اور تری کمر تک وہ شبیہ — کھینچتے کھینچتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی
ہم اسیروں کی گرفتاری کو یہ عرصہ کھنچا — طوق سارا گھس گیا زنجیر آدھی رہ گئی
زلف شبگوں تا کمر آئی ہے چل آرام کر — وصل کی شب اے بت بے پیر آدھی رہ گئی
نصف حال دل سُنا یا تھا کہ ہنگام اجل — پھر گئی منہ میں زبان تقریر آدھی رہ گئی

۲۸۸ — ہیئت گو ہمال نیک ہے شاد میں جانتا — خلد میں آدھی ہی جنت تیر آدھی رہ گئی

غذا کھائی نہ فرقت مین کبھی جز غصہ غم کے
پیا پانی تو آنسو پی گیا ہم چشم پرنم کے

نہ توڑا ای محب جام شراب عبرت کر
نہین یہ جام مے حلقہ ہین چشم خسرو جم کے

زمین نے خاک اوڑائی آسمان نے سر پہ شبخون کی
ہمیشہ غم مین رونے ابر تر مجھ کشتۂ غم کے

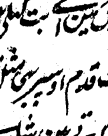
خجالت سے چمن مین برگ گل ڈوبا جو پیرہن سے
پسینے مین وہ گل ڈوبا جو اس سیمبر کے شبنم کے

کسی بیکس کو تبلا نیزہ مژگان سے مرا دل ہے
کہ جسکے سوگ مین ہے بیت ماتم ہاتھ مین بال پر چرخ کے

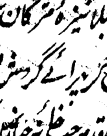
بنا کر آسمان بھی گر بدلائے گردش قسمت
رہون ثابت قدم اوسپر ہی مثل قطب اعظم کے

وہ مجنون ہون قدم جب خانۂ جولان مین رکھتا ہون
غل و زنجیر کرتے ہین اشارے خیر مقدم کے

مین وہ مجروح تیغ بیکسی ہون یاس و حسرت ہون
کف افسوس ملتی ہے مرے زخمون پہ مرہم کے




عبادتگاہ کرتے ہین گھوای شاد رہتے ہین
نمازی ہم ہین روزون مین سیاہی ہین محرم کے




اشک ریزان مثال باران ہے
بوند رونے مین چشم گریان ہے

دونون زلفون مین روے تابان ہے
بیچ مین کافرون کے قرآن ہے

جب لگی ٹھوکر اک صدا آئی
او گدا دیکھ فرق سلطان ہے

مر گئے پر بھی داغ روشن ہین
عرس مین قبر پر چراغان ہے

کیون نہ آؤن فریب دشمن مین
مین ہون آدم رقیب شیطان ہے

میرے آشوب نے ہین لعل اگلے ہین
خون رونے کا مجھپہ طوفان ہے

رشک اغیار ہے دم رخصت
کیون کہین ہم خدا نگہبان ہے

سخت جانی و سینہ کاوی مین
دل ہمارا جواب سندان ہے

بخیہ کر کفش پا نکالے دانت
ہرزہ گردی پہ میرے خندان ہے

پاؤن پھیلانے کو ہے دامن دشت
ہاتھ او بھانے کو گریبان ہے




برگ گل ہو کر ہوی گل ای شاد
جو ہو اس باغ مین پریشان ہی

دور بین دیکھیے نہان دشمن جان ہی کوئی
فلک پیر کے پردہ میں جوان ہی کوئی

آئنہ رو کش حیران جہان ہے کوئی
آرسی دیدہ حسرت نگران ہے کوئی

ساکن شہر خموشان کا بیان کیا ہو سکوت
یہ بھی کہلاتا نہیں یا میں مکان ہے کوئی

ہے شیون کی نہ لی باغ میں اے بلبل زار
ہر زبان اور ہی آگرم فغان ہے کوئی

بے خطا تیر قضا کا جو ہدف عالم ہے
قدر انداز لیے تیر و کمان ہے کوئی

کیوں نہ مرغان چمن قوت بازو سمجھیں
دل ناداں کے سوا مرثیہ خوان ہی کوئی

اوس طرف سے کبھی کعبہ میں بھی آیا نہ جواب
ہم پکارا کیے دے دے کے اذان ہی کوئی

دیکھیے تو گور غریبان کے مٹانے والے
نامداروں کی بھی تربت کا نشان ہی کوئی

کیوں نہ ہم رند خوشی توڑ کریں توبہ مے
آج سے بڑھ کے بھی عید رمضان ہی کوئی

دل کو دیکھا نہیں پہلو میں مگر سنتے ہیں
اس طرف رات سے فریاد کناں ہی کوئی

خاک ہونے پہ نہ شاہوں کی خرابی پوچھو
آئنہ حال سکندر ہے نہاں ہے کوئی

کعبہ سان کیوں نہ کریں منزلت میخانہ
اس مراتب کا بھی دنیا میں مکاں ہی کوئی

خواب میں بھی جو گئے جب کہ ہم اوسکو اے شاد
مردم دیدہ پکارے نگراں ہے کوئی

۲۹۱

نہ ٹھکرا پارۂ چینی زمیں کے
یہ ٹکڑے ہیں سر خاقان چیں کے

وہ آنسو در ہیں چشم شرگیں کے
کہ دانہ ہیں سلیمانی نگیں کے

کفن میں منہ چھپائے ہیں جو مردے
یہ کشتہ ہیں کسی پردہ نشیں کے

پہنے میں پاؤں کیوں دیتے ہیں ناصح
نہیں ہم چاک سیتے آستیں کے

غم جانان کرا وجڑے دل کو آباد
یہ ویرانہ مکاں ہے بے مکیں کے

محبت میں گئے دونوں جہاں سے
نہ دنیا کے رہے عاشق نہ دیں کے

لگی دل کی بجھاؤ مے پلا کر
جلے مرتے ہیں آب آتشیں کے

ہماری عیب جوئی مین عبث ہے
آلہی دیدہی پوشین عیب بین کے

سمجھتے موجۂ آبِ بقا ہین
جو عاشق ہین تری چین جبین کے

پیرائین کیا گذرگاہِ جہان مین
نفس بھی ہین تو وقت واپسین کے

۲۹۱ ۷
ملایا خاک مین جیسے ہین شاد
فلک پیوند ہون یونہین زمین کے

مشقِ ناز مثل نے پیہم رہے
ہمنفس جب تک کہ دم مین دم رہے

پاکدامن تو وہ ہے جسکے حضور
ہاتھ باندھے پنجۂ مریم رہے

آسمان کے کاسۂ زہراب سے
ہم ہمیشہ نوش کرتے سم رہے

خضر آپہنچی قیامت عنقریب
زندگی کے اب بہت دن کم رہے

اوج اگر چاہے تو اے ابرِ کمان
ماہِ نو کی طرح گردن خم رہے

مجکو حاصل تا قیامت لطفِ درد
تو سلامت اے دلِ پرغم رہے

۲۹۲ ۸
وہ رہا شہرگ سے بھی نزدیک شاد
پر ہم اوس محرم سے نامحرم رہے

زخمِ دل سرمہ درگلو کی
کہونگی ہے جو بوند ہے لہو کی

دل ہی نرہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخلِ آرزو کی

آنکھون سی گری ہے رشک بہ کر
گوہر نے عزیز آبرو کی

ڈہونڈہا جو خودی کو بیخودی مین
اپنے لیے آپ جستجو کی

وہ صید زبون ہون اک ہما کیا
سگ نے بھی نہ استخوان کو بو کی

زیبا ہین رگین قبائے تن پر
حاجت نہین حال کے اتو کی

دم فرقت زیف مین فنا ہے
بہا نسی ہین رگین مرے گلو کی

۲۹۳ ۷
پایا دل گمشدہ نہ اے شاد
چہانا کیے خاک کو بکو کی

رونے کے جو خون دل کی خو کی
آنکھین ہوئین بوٹیان لہو کی

فرہاد سے کمین جو ہین زیبا تین
شیرین کی زبان مین گفتگو کی

برباد ہے بے مرے تمنا
مٹی ہے خراب آرزو کی

مختصر کے چمن مین عمر گذری
اس رنگ سے سیر چار سو کی

لالہ ہے چمن مین ہمسری پر
حرمت رہی زخم سرخرو کی

آنکھون سے جو حال دل کو پوچھا
اک بوند ٹپک پڑی لہو کی

۲۹۵ شاد یہ پاکدامنی ہے
تن مین نہین چھینٹ بھی لہو کی

محبت ہو تو یوسف کو بھی اپنی چاہ ہوتی ہے
حقیقت مین یہ سچ ہے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے

نکالی تھین ابھی خار الم کی سوئیان دل سے
کھٹک سی پھر کلیجہ مین مرے اندر ہوتی ہے

فروغ حسن و زار افزون پر کرنا ناز بیجا ہے
مہ نو کے دو ہفتہ چاندنی اے ماہ ہوتی ہے

لہو پانی نہ جب تک ہو نہین آنسو آنکھون سے
جو دل مین درد ہوتا ہے تو لب پر آہ ہوتی ہے

۲۹۶ شاد ہر عیب مایوسی کملی باب اجابت ہین
دعا مقبول تیری بندۂ درگاہ ہوتی ہے

ناتوانی سے یہ حالت ہے دل ناکام کی
مہر تک بھی اوٹھ نہین سکتی ہماری نام کی

آتش افروزی نہین کرتی حرارت نام کی
کب کوئی خرمن جلا دیتی ہے بجلی آم کی

گرسیہ بختی فلک نے دی ہے کاجل کی طرح
آنکھ کی پتلے بنے ہوتی کسی گلفام کی

توڑتی دم ہچکیان لی لی کی تیشے کی طرح
پھیر لے آنکھین نظر آئی جو گردش جام کی

دورۂ خط سے ہو گردش لام کاکل کی دراز
یا الٰہی ہو ترقی کفر سے اسلام کی

ہجر مین اپنی سدا گذری نہین بیدل نہار
رات اگر کاٹی تڑپ کر صبح رو کر شام کی

منصفے ہے شرط لگ ہو گل گردن زدنے
بلبلون کو پھانسیان دو حلقۂ گلدام کی

۲۹۷ شاد سرگردان ہی جنبش ہی چلتی پہیہ
باعث بے چینی کی آرام کی

خواب میں بھی جو نہاں جاہی بیتابی سے
کھول دیتا ہے وہ آنکھیں میں بدخوابی سے

چشم کی نقطہ گریٔ زلف کی سرتابی سے
جان اسد بچائے بت ہر بابی سے

جوش گریہ نے مری آگ میں ڈالا مجکو
وہ شجر ہوں کہ جلا کثرت سیرابی سے

رنگ ایسا ہے بہبود کا صفت جامۂ گل
مرخ ہوتی ہے بہشتی ہی قبا آبی سے

تو وہ معجز ہے جو اعجاز نما ہو سر دست
پانچ دریا ہوں روان چشمۂ پنجابی سے

وہ ہوں بلبل کہ برستی ہے مری گلشن پر
آگ پانی کی طرح گیند دولابی سے

خیر یارب ہو کوئی دل کا بھولا تو تا
طفل اشک آتی ہیں دوڑے ہوئے بیتابی سے

۲۹۸

اہل بینش ہے تو کر دید خط سبز ای شاد
سنجلی چشم ہو اس سبزی کی شادابی سے

ہوں وہ خرمن جو بچوں برق کی سرتابی سے
بجلیاں بھیجہ کریں خوردی بیتابی سے

شرگمیں بڑھ کی بھاؤ کی ہی شادابی سے
پانی پانی ہے وہ گل پیرہن آبی سے

سو گئے فیر میں جاتے ہی یہ سوز والے
کوئی کروٹ بھی نہ لی چونک کی بدخوابی سے

ابر تاب در زندان سے گہربانی ہیں
لعل و مرجان ہیں جگر خون لب عنابی سے

بے نشان ہی تو رہ ملک عدم دیکھیں گے
تنگ آئے دہن تنگ کی نایابی سے

اشک جاری ہیں مع ریزش بینی و دہن
مردم چشم بھی ہیں مردم پنجابی سے

تو وہ ہے ماہ کہ نکلے جو چمن میں سر شام
چاندنی کھیت کرے باغ کی مہتابی سے

۲۹۹

معجزے لب سے دکھاتا ہے وہ عیسی اشاد
جادو آنکھوں میں جگاتا ہے جو بدخوابی سے

سر چڑھا جن خسرو نامشاد کے
صف میں ماتھے کئی فرہاد کے

جیوتے ہی محبہ قفس آباد کے
مرحلے ہاتھوں کے اڑوے صیاد کے

اس چمن میں ہیں پریشانی نصیب
ہم مثال نکہت برباد کے

ہوں وہ نادان دشمن جان سہی جو ہو
دل پکڑ بیٹھے سنتے ہی فریاد کے

نالہ زد سے سرخ بال اوسکے نہیں
خون ہے سر پر چڑھا جلاد کے

ہوں جائی گے کسیکو بھی نہیں
ہیں فدا اے موت تیری یاد کے

۳۰۰ ۹

گو زبان ریختہ بگڑی ہے شاد
ہم مگر پیرو ہیں میر استاد کے

چہرہ ہے خنجر ہے بانک برچھی سر نیزہ نوک خار بھی ہے
خندہ گل نشتر کسی یہ بات تلوار کی کٹار بھی ہے

نہ ہوں کس سے کہاں بچاؤں کروں جو میر خیال یار بھی ہے
ملوں نہ کیونکر میں اوس سے ناصح غیر دیکھو قرار بھی ہے

نہ ہو جو حال دل پر ارمان جو اک تمنا ہو تو بتاؤں
امید وصل نگار بھی ہے مراد بوس و کنار بھی ہے

نگاہ سفاک کیا پھری ہے پھرا ہے سارا جہان ہمسے
نقطۂ اک یار کیا کشیدہ کھنچی ہوئی تیغ یار بھی ہے

نمود و نمود شباب کی ہوا خلاف شاعر ہے ضد تو دیکھو
پڑھے کوئی فاتحہ کہاں پر نشان لوح مزار بھی ہے

میاں سچی دو چار ہو کر ہم اونسی ہمیازہ کیوں نہ سمجھیں
نشیلی آنکھیں ہیں اک تو قاتل اور اسپہ مے خوار بھی ہے

جنون کی ناخن خراشیوں سے جگر کی تازہ بہار دیکھو
چمن ہیں داغوں کو ارغوان بھی ہے گل بھی ہے لالہ زار بھی ہے

بزم شمع بہا کر آنسو میں خاک جی کی لگی بجھاؤں
جگر ہی اک پھک رہا نہیں ہے طپش سے دل بھی بخار بھی ہے

۳۰۰ ۷

بچے جو روز حساب کی دن ضرور جائینگے ہم جہان میں
کہ شاد گنتی کی سات دوزخ ہیں ہم سے بھرنا شمار بھی ہے

خیر ہو یارب اسیر کاکل بے پیر کی
بولتی ہیں روز گڑیاں جانہ زنجیر کی

دستگیری کی ضعیف نے بیکس و دلگیر کی
ٹیک رکھدی اے عصا آہ خمیدہ پیر کی

بے ثبات ایسا ہوں عالم میں کہ شکل مدعا
کھنچتے کھنچتے مٹتی ہے صورت مری تصویر کی

فوج اشک آئی ہے شاید دل کو دینے کو شکست
آہ و سوں نے نشان غم کی جوڑی تیر کی

عشق ابرو میں نکیلیں ہیں نگہ سے آنسو رواں
ٹھہر سکتا ہے کوئی بھی آنچ میں شمشیر کی

پاؤں رکھتے ہی کہوں کیا یہ ہوا بھاری قدم
پھٹ پڑی شاخ نشیمن بلبل دلگیر کی



۳۰۲ — ہے نازشے ویدہ کعبہ کی دورنگی سے ہر شاد

ہے اک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد اتمیر کی

کر پرسش مسجد ملک سنج نے فریاد کی — یہ مثل سچ ہے بری ہوتی ہے اولاد کی

آنکھ پہ ٹھہرائی جب آرسی دم بھر کی رہ گیا — مرغ دل بھر کی بین آکر پھنس گیا صیاد کی

نام لے شیطان کا اور آپ بدکاری کرے — ایک ہی ہے ذات پاپرکات آدم زاد کی

قتل کر کے بیخوان بخشے سگ و لد ار کو — ہڈیاں جنت میں ہوں یارب مرے جلاد کی

ہو چکا تمہارام بارم کر گیا اے چشم تر — کی کرائی تو نے سب محنت مری برباد کی

بل بے تاثیر فغان و نالہ ہائے جانگداز — دل ہی پانی ہو گیا بلبل ترے فریاد کی



۳۰۳ — نذر بھی مانی اگر اے شاد وہ مصحف میں ہم

جو سے شیریں پر دلائی فاتحہ فرہاد کی

آنکھیں سیکھیں غیر اوس بت سے دل مضطر جلے — وای سیہ روزی کوئی تا پر کیسکا گھر جلے

حسن کی گرمی میں ایسا ہے وہ رشک آفتاب — چاند سا مکھڑا اگر دیکھے مہ انور جلے

آنسوؤں کے ساتھ کھل کھل کر رہا ہے گئے — آگ میں اپنے مثال شمع تا سر جلے

شعلہ زن ہے نار دوزخ کیطرح دل کی لگی — دوڑیے جلدی جلے یا شافع محشر جلے

آہ و گریہ خامی داغ جنوں کا ہے نشان — اشک ریزان ہو دہوان نکلے جو جو تر جلے

نار دوزخ پاک دامانوں کو ہے باغ و بہار — آگ لالہ ہو جو ابراہیم پیغمبر جلے

آتش افروز اسقدر وہ طفل برق انداز ہے — کان کی بجلی گری جسپر وہ بے آخر جلے

جو کرے نیکی کی باتیں وہ ہے طب لبیان — جو زبان بدگو ہو وہ یا خالق اکبر جلے



۳۰۴ — باغ عالم میں وہ مرغ سوختہ قسمت ہوں شاد

جو کلی ہوئی مرے بازو میں نکلی پر جلے

گلوں سے عشق مانند عندلیب ہم بھی رکھتے تھے — چمن بھی شوق گلشن تھا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

۴

ہوی قاتلین وہ تیری جنس شہادت بخشی قسمت میں
وگرنہ سرتہ شمشیر قاتل ہم بھی رکھتے تھے

رقیب روسیہ ہیں ابتدا کی مار جس گل کے
کبھی ہاتھ اوسکی گردن میں حائل ہم بھی رکھتے تھے

سراپا جس طرح مجنون اسیر دام الفت تھا
یوں ہیں تن میں گریباں پیش کامل ہم بھی رکھتے تھے

خدا کو علم ہے جیتا ہی یا جل بھن گیا شب کو
دل بیتاب اوسکی پروانوں میں شامل ہم بھی رکھتے تھے

سرود رنے جو ارباب طرب کہتے تھے ہاتھوں میں
کف افسوس ملنے کو جلا جل ہم بھی رکھتے تھے

خدا قادر تو اتنا ہی صنم مجبور دعا جز میں
تمیز وقتی میاں حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

وہ رکھتے ناخن عقدہ کشا تھے اپنے ہاتھوں میں
گرہ دل میں پڑی مشکل نہ حائل ہم بھی رکھتے تھے

۳۰۵ ۹

ہوا ثابت یہ ہر دم ہوٹ پوٹ اے شاد دنیا سے
جگر پانی حبابوں کی مقابل ہم بھی رکھتے تھے

دامن آدم نہ نوح کا تر ہے
رو چکے سب یہ بحر حرکت پر ہے

ہاتھ باندھے ہے ہر ایک دلبر ہے
اے خدا کیا ترا مقدر ہے

اوڑھ کے دھونی لگائے گا در پر
نامہ بر جو گیا کبوتر ہے

آدمیت نہ جس اسیر کو ہو
مرغ زرین وہ صاحب زر ہے

لطف ایذا کا ہے جراحت میں
زخم بے درد روزن در ہے

دل و جان مذبح پسند جو ہو
ایک سے ایک چیز بہتر ہے

سخت جان وہ ہوں جنکی گردن پر
پیتا دانت کند خنجر ہے

کیا کہوں شاد اپنے شہر کا حال
تاج ور ہے نہ کوئی افسر ہے

قطعہ

۳۰۶ ۹

گنجفہ لکھنؤ کا بے سلطان
جیسے بے میر بازی ابتر ہے

خبر انجام گلستان سے جو نادان ہوے
پاؤں سبزہ پہ پڑا گل کی کہڑی کان ہوے

اوجو دریا و سمندر شعرا نے باندھا
چشم گریاں پہ مری سیکڑوں طوفان ہوے

غم بھی کہانی کو جو کرتا ہون دباتے ہین گلا
لحوق گریان ہوے ملق کے دربان ہوے

بوے مل نکہت گل موج روان ریگ چمان
عدم آباد سے جو آئے پریشان ہوے

ہم غریبون کی نہ بستی کا زمانہ پوچھو
ایک مدت ہوئی اوجڑی ہوے ویران ہوے

بوسہ دینے مین ہمیشہ ہی کی اوسنے کی
مجھ پہ احسان کی نہ پوری کبھی ارمان ہوے

مے پلا پیر مغان جلد میان رمضان
توبہ بادہ کشی کرکے پشیمان ہوے

ہر نفس آمد و شد ہے یہ میان دنیا
صبح رخصت ہوئی جو شام کو مہمان ہوے

مین رہ ہشیار رہون آے شاد برائے تعلیم
گوشمالی ہوئی اورون کو مرے کان ہوے

جو زنار طفل برہمن سے اوسکے
مراد دم خفا ہو کے گردن سے اوسکے

وہ گیسو اگر مار رہزن سے اوسکے
تو کاکل بلا بنکے ناگن سے اوسکے

جو ہنسنے مین وہ برق روشن سے اوسکے
مری آنکھ رو دے مین ساونون سی اوجھی

مدوا ے جنون قصد جامہ دری ہے
گریبان سے اک ہاتھ دامن سی اوجھی

مرے پر نہ کچھ کر سکے پیش حیدر
کمیرین لاکھہ اہل مدفن سے اوسکے

گرہ کیا کھلے طفل نادان کے دل کی
نہ سلجھی اگر ڈور کردن سے اوسکے

جو عریان ہی ہون دست جالاک وحشت
ہر اک تار پیراہن تن سے اوسکے

مین وہ ہاتھ ہون جو نہ کھیلے گریبان
مین وہ خار ہون جو نہ دامن سی اوسکے

غرض کیا جو زلفون مین دلکو پھنسائین
ہماری بلا مار رہزن سے اوسکے

جو دنیا کا طالب نہین وہ جو ہی ہے
جو ائمرد ہے جو نہ اس فن سے اوسکے

ابھی تو ہم اے شاد کھیلتے ہین
مزا ہے جو وہ دوست دشمن سی اوسکے

چار عنصر سے جو ملکر نازنین پیکر بنے
تن بنی شیشہ سے نازک دل مگر پتھر بنے

تو وہ قاتل ہے جو تیر افگنی خنجر بنے
ظرف مے بھی بہر نیش تو شیشہ ہی سر بنے

تبکدہ ٹوٹے خدا کا کعبہ اللہ بنے
خانہ بربادی کسی کی ہو کسی کا گھر بنے

اس چمن میں ہیں وہ بیحیل طائر تصویر ہوں
شل ہوئی بازو جو اوڑنے کے لیے شہپر بنے

گھٹ گیا نرخ زلیخا بڑھ گیا یوسف کا مول
ایک کا نکلی دوالا ایک سوداگر بنے

تو وہ صانع ہے کہ صنعت ہی تری بانی کی تو
دیدۂ گریاں میں آنسو سیپ میں گوہر بنے

بزم عالم میں وہ میکش ہوں کہ چپلی کی پرے
شمع گریاں ہی بنے ڈھل کر تو دامن تر بنے

پھولوں بیل کی ہوں دنکو شب کو اوس کل کی ہوں
مرثیے عاشق کوئی دولہ کوئی دلبر بنے

۳۰ ۸

کلک قدرت گردہ سمجھے شاد زلفوں کے قلم
خط قسمت کے لیے چین جبین مسطر بنے

پہنچے نالہ رسے صور قیامت ناک کے
جون ہی کانوں پر نہ رینگی خفگان خاک کے

جامہ زیبی ہے حسینوں کو پھٹے حالوں میں ہی
پرزے پرزے پر ہے جوبن گل گریبان چاک کے

کون ایسا ہے کہ جسکو گردش قسمت نہیں
مہر و مہ کو بھی ہے چکر دور میں افلاک کے

سنج فیتہ اوسکے کنٹھے کا نہیں زیب گلو
خون ناحق ہے گریبان گیر یہ سفاک کے

دانۂ انگور ٹپکے کوئی اس امید پر
دخت رز کو تاکنے سایہ میں بیٹھا تاک کے

قطع تن پر ہے یہ میرے جامۂ عریان تنی
ٹھنے لگتا ہے کلیجہ نام سے پوشاک کے

آب حیوں غسل میت تر ہوا مرنے کے بعد
کچھ تو آنسو بچھ گئے صد شکر محمہ نمناک کے

۳۱ ۱۳

عاقبت اے شاد جاتی ہے ہر اک شئی اصل پر
خاک میں مجائیں گی اکدن سہ پیکر خاک کے

ہم یہ خلق منحنی و ناتوان پیدا ہوئے
پوست کے مانند مشت استخوان پیدا ہوئے

حکم خالق سے فقط کیا انس و جان پیدا ہوئے
کن کہا فوراً زمین و آسمان پیدا ہوئے

دلربا لاکھوں حسین ہیں نوجوان پیدا ہوئے
اک لو کہی کیا تمہیں اے جان جان پیدا ہوئے

صبح جو غم بگڑی الٰہی خیر دل ہو آہ کی
وہ علم چمکے وہ نالوں کو نشان پیدا ہوے

شرم کے باعث یہ ہیں پیدا نسی پردہ نشین
بطن مادر سے بھی برقع میں نہاں پیدا ہوے

پھر گئی تو دل کیا منکا بھی آنا ہے تو آؤ
موت کے آثار سب ایمہربان پیدا ہوے

چاہنوں بھی سے کہی ہو آیا شیخ شیطان الرجیم
وسوسہ کیا کیا نہ دل کو درمیان پیدا ہوے

نخل تربت پر مری اللہ رے شوق وصال
جو ثمر نکلے دو ہر یا تو امان پیدا ہوے

جب ہوئی بنیاد خانہ جان عالم کے لیے
تم سے مرزا نشن چنگیز خان پیدا ہوے

خلق محبوبہ دانا کی جب لم گردش قسمت ہوئی
چرخ زن چکی کی صورت آسمان پیدا ہوے

ہم پٹے حالوں کی تن پر گو نہیں ثابت لباس
اونسے بہتر ہیں جو ننگ خاندان پیدا ہوے

سر گردوں نے کیا لاکھوں مزہ پوشوں کو خاک
کیسے کیسے شیر ترکچل جوان پیدا ہوے

میر و مرزا جس طرح اگلے زمانہ میں ہوے
شاد ہم اس دور میں اہل زبان پیدا ہوے

۳۱۱

فرش زر تن پہ نازاں ہوں یہاں زر والے
خاک پر سوتے ہیں کمخواب کی بستر والے

شور کرتے ہیں یہ جاؤں جو وہاں شور والے
خیر اسمیں ہے کہ پھر جاؤں مضطر والے

بیکسی غم نہیں روئے جو نہ کوئی محبوب
آبدیدہ ہیں سب آنسو ثمرہ تر والے

قیس و فرہاد سے کیا کیجیے تقریر جنون
بخشیے اونسی جو ہوں اپنے برابر والے

بخت کہتے ہیں بڑھاتا ہوں جدھر ہاتھ طلب
ہاتھ پھیلاتا ہوں ادھر اور ہوس زر والے

جو غم و رنج دیا جاے وہ دی میں چپ ہوں
حق تعالے عوض اسکا بے پردے

شہد راہیں ہیں قیامت میں کہ ہر ہر جادہ
ٹھٹھہ لگائے ہو ہر سمت میں محشر والے

کون سی قبر میں پونچھیں جو ملک کہ دیں گی
مے پرستوں میں ہیں ہم ساقی کوثر والے

مضطرب ہوں کہ جب نام مرا لیتے ہیں
تھام لیتے ہیں کلیجہ دل مضطر والے

شاد اک بات میں کہتا ہوں دسے من لیں
یوں تمامت میں اونھیں کی تن اسرار والے

جہان مین ہم شمال آمد و رفت ہوا ٹھہرے
جو آئی ہی تو کیا آئے جو ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے

نہ بولین گر تو کیا ہوگا طبیعت اک ذرا ٹھہرے
نہ ہو ہمدم ٹھہرے نہ یہ ہی ہمدم کوئی خدا ٹھہرے

نہ چھوڑا ساتھ زیر تیغ غم بھی دیدۂ دل نے
سر میدان بھی ثابت قدم دو آشنا ٹھہرے

ہمارے جامۂ ہستی کی ہستی کیا ہی بیری مین
بہت ٹھہرے جو دو دن بھی یہ پیوند قبا ٹھہرے

وہ عاشق ہین حباب آسا جو تیرے بحر الفت مین
شناور وہ ہی پانی پر جو ہنگام شنا ٹھہرے

نصیب آغوش تربت ہو کہ بستر ہو پہلو مین
الٰہی دم نکل جائے دل بیتاب جا ٹھہرے

ترے شمشیر بران امتحان مین تیرے ای قاتل
کوئی ٹھہرے نہ ٹھہرے ہم ہین مشتاق قضا ٹھہرے

قضا کر بیس مین قاتل وہ کوئی باکدامن ہے
دیت لازم نہ جیسر ہو نہ عائد خون بہا ٹھہرے

رہے دل بستگی کیونکر نماز پنجگانہ مین
جہان ہاتھون کو کھولا تیر دمشکل کشا ٹھہرے

جلا یا گر نہ ہم مردہ دلون کو تم بانی سے
لب جان بخش جانان کس مرض کی پھر دوا ٹھہرے

مزار شاد پر کیون فاتحہ جا جا کے پڑھتے ہو
وہ گھبرا کر جو تربت سے نکل آئے تو کیا ٹھہرے

۱۴

تیری تلوار ہی اے عربدہ گر ٹوٹ گئی
کیا کمر مرنے پہ باندھین کہ کمر ٹوٹ گئی

دور نایاب سے دانتون کو زیادہ سمجھو
پھر نہ پاؤ گے جو یہ سلک گہر ٹوٹ گئی

وائے قسمت کہ جہان ہنسی نشیمن باندھا
باندھیون سے وہی شاخ گل تر ٹوٹ گئی

سرکشی کی تو فنا ہوگا ہوا مین پھر کر
تل اوٹھی جو اٹھائے ہوئے سر ٹوٹ گئی

دوستی رشتۂ نازک ہی خبردار اے شاد
پھر نہ جوڑے سے جوڑے گی یہ اگر ٹوٹ گئی

۱۵

تیری تلوار جو دریا کی روانی مانگے
جسکو یہ دھار رہے مار ہی نہ وہ پانی مانگے

حسن رفتہ جو کرے عود زلیخا کی طرح
آگ سے پھول کی بڑھیا بھی جوانی مانگے

ہم فقیرون کا فلک پھر نہ کرے رد سوال
در بدر بھیک جو یہ ظلم کا بانی مانگے

اوسکی تصویر مین کھنچواؤن اوسیکے آگے
اپنی صورت کا جو وہ یوسف ثانی مانگے

آکے ہم خاک ملون کی طرف گورستان
دیکھہ نے قبر کا چھتلا جو نشانی مانگے

تو وہ خوش چشم زمانہ ہی کہ چشم بد دور
ہرن آنکھین تری آگی مری جانی مانگے

مرغ دل وہ ہی مرا طائر برگشتہ نصیب
پر بریدہ ہون اگر بال فشانی مانگے

جو فرزشون کی جہان مین نہ کمی ہو یارب
مرے بے دانہ جو غلہ کی گرانی مانگے

ہم پڑھا پے مین سوا عمر خضر سی سمجھین
کوئی دم کو جو ملے عہد جوانی مانگے

خواب مین بھی جو مین جاؤن کو کرون ضد تجھہ سے
مردم آنکھون سے برائے نگرانی مانگے

زور و خواہش زر نے یہ کیا ہے اے شاد
الامان دیکھہ کے جسکو پیر قانی مانگے

۱۰

ہو گئی صبح شام وصلت کی
اک نہ مانی ہزار منت کی

تو وہ اے گل ہے خندہ پیشانی
اصل کیا شمع روتی صورت کی

جب لکھا اوسکو حال خستہ دلی
ٹوٹی پھوٹی رقم عبارت کی

ہون وہ مجنون بجاے طوق گلو
ہنسلیان تھین گلے مین منت کی

لب شیرین کا یہ اشارہ ہے
ہے یہ پیاسو سبیل شربت کی

چین کرتے ہین اوس گلی والی
خوش گذرتی ہے اہل جنت کی

گر نہ وردی بجے مری شب وصل
نیند اوڑانے ٹکور نوبت کی

قصر تن خاک ہوگا آخر کار
اے امیر و نہ کو عمارت کی

شاد ناشاد کو جو مارا ہے
قطعہ
کیجیے جلد فکر تربیت کی

۱۱

خاک ڈالو اب ایسی باتون پر
گرد مٹی عزیز میت کی

کھل گئے جب نگاہ الفت کی
آنکھہ چھپتی نہین ہے جاہت کی

پادشاہو تمکو رنوبت کی — دھونس دیتی ہی کوس رحلت کی
سوئینگے تا بہ حشر اہل قبور — نیند آئی ہے کس قیامت کی
سب کی حاجت روائی کی اے چرخ — رفع میری نہ اک ضرورت کی
کیا کہون حال پر غبار دل — پیرہن پوٹ ہے کدورت کی
شیخ کعبہ کو مے پرست کیا — پیر میخانہ نے کرامت کی
خاک بھی ہون تو ہون مین گرد ملال — سیل بھی ہون تو اشک حسرت کی
ہمنے پوچھا جو حال پروانہ — شمع نے سوے خاک اشارت کی
خط عارض کو لاکھ مٹڈوایا — نہ مٹی سرنوشت قسمت کی
تن فگار زمین نے خاک کیا — لی جو رستم نے زور و طاقت کی

۱۳ — ۳۱۷

عیب پوشی ردیف نے ای شاد
مصدری نے کی بے نہایت کی

داغ دل اوس بت کی نظر پر چڑھے — پھول وہی ہی جو سمیر چڑھے
کاوش مژگان نے چھری تیز کی — باڑھ ہوئی سان پہ خنجر چڑھے
طرف ہے جنکا وہ چمکتے نہین — حد سے نہ اوترے نہ سمندر چڑھے
دعوی عنقا دہنی چھوڑ دے — غنچہ ترے منہ پر گل تر چڑھے
پھیر نہ آنکھین صفت جام مے — نشۂ دولت جو تونگر چڑھے
خط جو دیا لکھ کے مضامین بلند — ہو گئے تا را یہ کبوتر چڑھے
خاتم دل اونکی ہوے دست برد — جو تری انٹی پہ ستمگر چڑھے
بھون وہ چڑھائی تو ہو دل کی شکست — فتح ہو نادر کی کمان گر چڑھے
گل سے خنا کرتے ہو پامال — خون شہیدان نہ کہین سر چڑھے
عشق وہ کانٹا ہے جہان دار پر — عیسے و منصور برابر چڑھے

خیر ہو دل کی سیہ اشک کا
دیدہ تر سے ہمیں لشکر چڑھے ہے
مہر نبوت کا نگیں ہو گیا
دوش محمد پہ جو حیدر چڑھے ہے

۳۱۸ آدم خاکی ہے بڑی دور شاد
بام فلک پر ہمیں پیمبر چڑھے ہے ۸

پہاڑ لا کہوں ہی مانند کوہکن کاٹے
مری طرح جو کوئی سخت تی محن کاٹے
قلم کرے شجر و شاخ نسترن کا سے
کسی کی جرّہ نہ گر کوئی گا بدن کاٹے
جنون نہ جامہ دری گر کرے وہ عریان ہو
ہزار جا سے مرا کرم پیرہن کاٹے
زبان کلک کی صورت قلم ہوا سکی زبان
کسی کی بات کو جو صاحب سخن کاٹے
شب وصال مزا ہے جو بوسہ بازی میں
مرے لبوں کو وہ دانتوں سے بیدمن کاٹے
خیال سبز خطوں کی کرے خزاں کا
جو کوئی سبزۂ بیگانہ چمن کا ٹے
ہے اس طرح کا قصائی ذرا نہ رحم آئی
جو بوٹیاں بھی مری وہ دم بزن کاٹے

۳۱۹ نہ رہ رو دن کے مقابل ہو زال دنیا شاد
شگون بد ہے جو رستی کو پیرزن کاٹے ۷

بنے جو شمع بھی رو رو کی خستہ تن کاٹے
جوان پہاڑ سے راتوں کو کوہکن کاٹے
جو خط تراش وہ گیسو سے پر شکن کاٹے
تو اوسکا ہاتھ میں سانپ اپنی ضد آہن کاٹے
قلم عناصر عالم ہو اک اشارے میں
دم بزن جو وہ چو زنگ تیغ زن کاٹے
تو وہ ہے یوسف ثانی تری نہ کے بدلے
تجھے جو دیکھے وہ ہاتھ اپنی گلبدن کاٹے
بتوں کے ظلم و ستم سے بتنگ آیا ہوں
مصیبتوں کو مرے رب المنن کاٹے
ہمیں جو ہو سکون خود قدم تو بیدمنم دیکھے
مرا خدا ترے ہاتھوں کو برہمن کاٹے

۳۲۰ میان شش جہت ای شاد زندگانی کی
چہ پنج روز خدا بہتر پنجتن کاٹے ۱۳

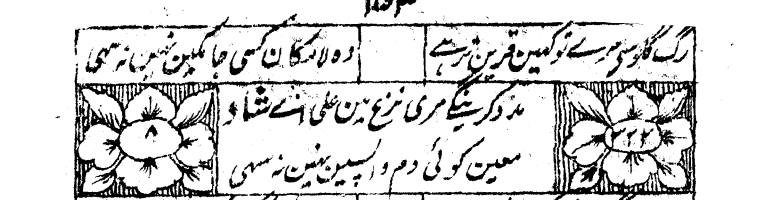
نظر سے گر سے نوحہ گر ہوتے ہوتے — گئی آبرو چشم تر ہوتے ہوتے
نہ کر نازش حسن شمع شبستان — یہ گل روشنی ہے سحر ہوتے ہوتے
سپر سے جو پھولے ملا پھل تبر کا — قلم ہو گئے بار ور ہوتے ہوتے
جو نکلا ہی دل سے یہ ہے ناتوانی — دہن میں رکا نالہ سر ہوتے ہوتے
لگی جی کے جا کر بجھی پہلوؤں میں — پھوکا دل ہی سوز جگر ہوتے ہوتے
جھکایا یہ پیری نے گردن کشوں کو — بنے حلقہ دہری کمر ہوتے ہوتے
گرا خانۂ تیغ نگیں کہدتے کہدتے — نشان مٹ گیا نام ور ہوتے ہوتے
کشش جذب دل رفتہ رفتہ کر گیا — محبت کا ہوگا اثر ہوتے ہوتے
کیا قتل جسدم چلی رکتی رکتے — بنی تیغ سینہ سپر ہوتے ہوتے
فغان تا فلک جائے گی جاتی جاتے — مری اوسکو ہوگی خبر ہوتے ہوتے
وہ طائر ہوں ناواقف پرفشانی — جو مردہ ہوا بال و پر ہوتے ہوتے
چراغ شب ہجر ہیں جل بجھیں گے — گجر بجتے بجتے سحر ہوتے ہوتے

## ۳۲

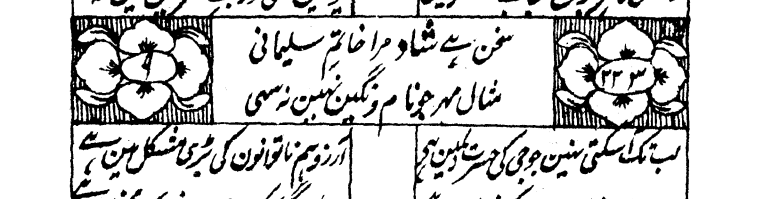
وہ بگڑا تمنا سے شاد پھر گئی — ابھی رہگیا ہے شر ہوتے ہوتے

خدا وہ ہے احد ای مشرکین نہیں نہ سہی — ہمیں یقین ہے تمکو یقین نہیں نہ سہی
نصیب ہے تبہ آن و این نہیں نہ سہی — خیال نہیں نہ سہی ہمچنین نہیں نہ سہی
جہان میں بھی جو مری پر وصال کی ٹھہرے — وہیں ہم ایسے یہاں پر جہیں نہیں نہ سہی
پیالۂ گل نغفور جام چینی ہے — خبر مآل سے خاقان چین نہیں نہ سہی
دہن خدا نے بنایا ہے بوسہ بازی کو — کمر تری جو بت نازنین نہیں نہ سہی
یونہیں جئے دو جو اور سین ہیں لاکھوں سر — چڑھیں وہ کمسنوں تک آسمین نہیں نہ سہی
بغیر کاوش ابرو ہوں کشتۂ مژگاں — کمان میں تیر قضا نہ نشین نہیں نہ سہی

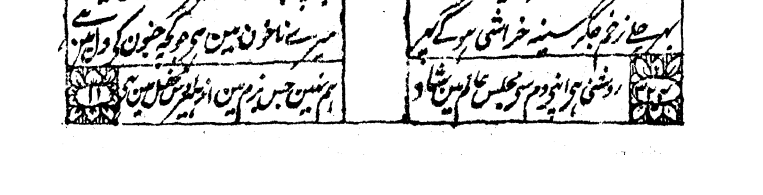
رگ گلو سے مرے تو کہیں قریں نہ رہے | وہ لامکاں کسی جا کہیں نہیں نہ سہی




فرار ہم ستمگروں کا کہیں نہیں نہ سہی | نصیب گور گڑھ ہو کوئی نہیں نہ سہی
ممانعت ستم و جور کی نہیں نہ سہی | دم وصال مگر اک نہیں نہیں نہ سہی
خدا پرست ہو تو اپنے واسطے اے شیخ | یہیں کافروں میں سہی اہل دیں نہیں نہ سہی
یہ نہیں سہی کہ کنعان و مہ ہیں دونوں ہیچ | جہان میں کوئی بھی تمساحسیں نہیں نہ سہی
لحد میں کیوں نہ ڈریں ہم کفن کسوٹوں سے | بدن پہ کہال تو ہو پوستین نہیں نہ سہی
برائی کیا جو کسی کی نہیں بدی پہ نگاہ | ہنر سینہ تو ہوں عیب بیں نہیں نہ سہی
وصال کا ہی جو مانع حجاب عریانی | یہ نہیں سہی دوبت شرمگیں نہیں نہ سہی




لب تک آسکتی نہیں جو جی کی حسرت دل میں ہے | آرزو ہم ناتوانوں کی بڑی مشکل میں ہے
بزم زیبا یہ ازل سے دہر کی محفل میں ہے | اوٹھ گئے لاکھوں وہی رونق پر اس محفل میں ہے
کیا بتاؤں آتش سوزان بھری جو دل میں ہے | وہ جلاتی ہوں جہنم جسکی ہر تا چلمیں ہے
جو کہ دل نہ روئے وہ بنی آدم نہیں | گریہ و گریہ ملال انسان کی آب و گل میں ہے
حال بربادی عاشق دیکھ اے ناقہ سوار | خاک بجنوں اور ٹڑکی لیٹی پردہ محمل میں ہے
جز نکیرین اور کچھ کھٹکا نہیں ہے تا علم | اک ڈراں دہر سے ٹھگوں کا گور کی منزل میں ہے
کیوں سخن سنکر مرا رہتیں ہے کہ کے نکتہ چین | چٹپٹا پن یہ نہ یہ تیزی کسی فلفل میں ہے
بہہ چلے زخم جگر سینہ خراشی ہر گے گیر | میرے ناخن میں ہے جو کچھ جنوں کی دل میں ہے



اے زہر بخش کر قلب یار کی منزل مین ہے
رتبہ دیکھو میر کینہ کا کہ اوسکے دل مین ہے

حوروکو دنیا بزرگی قدرت کامل مین ہے
سارے عالم کی سمائی اک مہ کامل مین ہے

شیشۂ ساعت کا عالم سینہ کی منزل مین ہے
فی المثل منہ پر صفائی خاک اوڑتی دل مین ہے

جامۂ انسان مین ہو کر ننگ کیونکر نہون
خاکساری آدم خاکی کی آبِ گل مین ہے

ٹپکی پڑتی ہے محبت خون کی ہر بوند سے
رشتۂ الفت ہی جو رگ گردن بسمل مین ہے

مردم دیدہ کی کشتون سے زمین معمور ہے
جا نہین تل بھر بھی خالی اس بھری محفل مین ہے

شرم سے میری ہی اوس بت کو قیسون سی حجاب
غیرت مجنون سے لیلی پردۂ محمل مین ہے

یہ لہو تھا کا ہے اوس نگین ادا کی عشق مین
چھینٹ بھی خون کی نہین جسم مریض دل مین ہے

سر ہوا ہے کا ہمارے بھی وہی غم کا پہاڑ
کوہ کن جو تیرے کام آیا بڑی مشکل مین ہے

بل بے ناکامی کہ ہی حسرت ہی حسرت جان زار
اف رہی مایوسی تمنا ہی تمنا دل مین ہے

۱۰ — ۳۲۵

سب ردی ہی ایک لیکن مقطع و مطلع مین شاد
ایک تا سیس یک مجرد قافیہ شامل مین ہے

دیدنی حشر کی اے محشر بوسیر تو ہے
پر یہ ہنگامہ شر کیا ہے کہو خیر تو ہے

شیخ سے بادہ پرستون ہی دلی بیر تو ہے
رہن مے جبہ و دستار ہو جب سیر تو ہے

تو کسی سے نہین ملتا مجھے کیونکر یقین
سایہ کے بیس مین ہمراہ تری غیر تو ہے

مرغ دل دام محبت سے رہا ہو کہ نہو
اوس فسون ساز کا قصد عمل طیر تو ہے

مین تو راضی برضا ہون پہ بتاؤ تمنے
شر یہ کسواسطے باندھی ہی کمر خیر تو ہے

مرض عشق غریزون سے چھپاؤن کیونکر
بن رہی جان پہ ہے حال مرا غیر تو ہے

نام اصنام جو کعبہ مین نہین ہے تو نہو
پوجنے کے لیے بت برہمن و دیر تو ہے

اور کچھ رنج نہین دام و قفس سے لیکن
قسم جعفر طیار غم طیر تو ہے

جب اکیلے مین کہا کوئی نہین جز ہمزاد
نام ہمزاد کو سنتے ہی کہا غیر تو ہے

۵ — ۳۲۶

کیا عجب پیرنخ ای شاد کہی ہی سہیل
دختر زمائل جو دو کرم و خیر تو ہے

سخت جانی جو یہ نہیں شکل خضر دیکھیں گے
کسی محبوب پہ جیتے ہیں تو مر دیکھیں گے

محشری بادہ کی گھٹ لاکہ ادھر دیکھیں گے
ہم بھی گھس پل کے ادھر ایک نظر دیکھیں گے

حرب میں شرم ہی کچھ مانع دیدار نہیں
سبدکی آنکھ تو ہر خوف و خطر دیکھیں گے

برہمن ہوں کہ اطبا ہوں کہ پیغمبر ہوں
ہاتھ اوس بت کی بھی دست نگر دیکھیں گے

۳۲۰ ۱۱

نیک و بد کو سخن آئینہ ہے اپنا اے شاد
عیب میں عیب ہنر اہل ہنر دیکھیں گے

حال دل ہجر میں ہو وحشت جاں ہو تو یہ ہے
منہ کو آئے نہ کلیجہ خفقاں ہو تو یہ ہے

عمر بھر کشتی تن پاؤں کے بہل چلتی ہے
ہر قدم ناؤ جو خشکی میں رواں ہو تو یہ ہے

تنتنہ ہے وہی دل چور ہی خوں سے ہزار
سو رہا خلق میں یہ دشت جو ان ہو تو یہ ہے

بار خاطر یہ مرے کوہ غم رنج نہیں
پر سبک آنکھ میں سب سے ہوں گران ہو تو یہ ہے

یوں تو سنسان ہیں ویرانی ہزاروں لیکن
گور کہتی ہیں جسے ہو کا مکان ہو تو یہ ہے

گر پڑے تے طرف کعبہ کبھی مستی میں
شرم تجھ سے ہیں اے پیر مغاں ہو تو یہ ہے

ہر دوراہے پہ یہ ہم جامہ دروں کا سودا
گدڑی بازار میاں دو جہاں ہو تو یہ ہے

مول لینا ہو جسے لے وہ شکستہ دل کو
ٹوٹی پھوٹی سی غریبوں کی دکاں ہو تو یہ ہے

صاحب مہر و نگیں کی ہیں شکستہ قبریں
نامداروں کا زمانہ میں نشاں ہو تو یہ ہے

دل ہی ہمدرد کہ بے درد ہی جو کچھ سمجھو
آشنا ہو تو یہ ہے دشمن جاں ہو تو یہ ہے

۳۲۱ ۱۰

پیر و میر سخنور کوئی جز شاد نہیں
شاعر ریختہ گو اہل زباں ہو تو یہ ہے

گر ہجوم غم میں کیونکر جان ہمراہ نفس نکلے
ہجوم یاس کم ہو تو کوئی دل کی ہوس نکلے

غبار خاطر غمگین جو ہمراہ نفس نکلے
ازل سے تا ابد نکلے تو بہ خاک بس نکلے

گر آئی موت کی ہچکی صدا دی کوس رحلت کی
جو گھنگرو رنج میں بولے تو آواز جرس نکلے

حریصون سے جہیز جیسکا زبان کا غیر فکن ہے
کمند شہد مین پھنسکر اک مگس نکلے

بنائی کن ہوئی جب سے اسیر دام الفت مین
ازل سے ہم لیے ساتھ اپنی بیضی کا قفس نکلے

غنیم لالہ و گل ہو کہ لوے زلف سنبل ہو
جو نکلے اس گلستان سے پریشان ہو کس نکلے

سیہ کارون سے یہ ہو دختر رز کا اشارہ ہے
پڑی کملی جو سو سے میکدہ ہو کر عسس نکلے

موثر ہو جو بو اوس گلبدن کی ہم صفیرون کی
پسینا اسطرح نکلے کہ جیسے عطر خس نکلے

وہ بیکس ہون کہ رون نالہ بھی جو در دھوان ہو
بجز اشک رواں کوئی نہین فریادرس نکلے

۳۲۹

نہ ٹھہرے صورت مرکہین آشنا و عام مین
جدہر نکلے اودہر بکٹ اوٹھائی ہم قرس نکلے

ابرو نہین بینی کے اودہر اوزا ودہر ہے
انگشت نما معجزہ اشق قمر ہے

محتاج فلک نے ہے کیا فاقہ دلون کو
جو آئینہ دنیا مین ہے وہ دست نگر ہے

آب آب ہے یہ ابر مری اشک رواں ہے
ہر قطرہ باران عرق شرم مین تر ہے

انسان وہ حسین ہے کہ ہو محبوب الٰہی
کیا حسن پریزاد مین سرخاب کا پر ہے

ہے سنگ جراحت نہ دکھی جو دل زخمی
بے درد جو ناسور ہو وہ روزن در ہے

اے کان جواہر تجھے کیا چاہیے زیور
خاتم کا نگین ناف ہی چلیپی کمر ہے

غم سے دل صافی جگران بھی نہین خالی
آنکھون مین بھرے اشک نیتی سی گھر ہے

ناچاہیون ہنور غم دل اک آدہ تو ٹانکون
سو ٹکڑے ہر رنگ گل صد برگ جگر ہے

تا شام ہے خورشید لب بام کا جلوہ
زر دار کا دم بھر مین فنا شہ زدہ ہے

۳۳۰

ہم شاد سے واقف نہین اگر ہین پر اتنا
اک شخص نکلتا تو ادہر خاک بسر ہے

حباب دار فنا آب دیدہ شبنم ہے
جو اس چمن مین ہے انگور چشم پر نم ہے

فلک کے ہاتھ سے محتاج ہین یہ اہل عمیق
دوم کی جاول الا مین دانع درہم ہے

مہم مرے پہ ہے درپیش سانحہ وضع کی
جو صفت خان کی طرح سر کرے وہ رستم ہے

قسم ہے چشم خان کی مئے مروت سے
کہ تر ہے جبکہ ترا نکھون کا ہین وہی جم ہے

عدو ہی جان کی نمو طین تواضع پر
ہدف زنی کے لیے گردن کمان خم ہے

بتائے گا وہی احوال شمع و پروانہ
ستی کی حال سے جو کوئی شخص محرم ہے

بشر تلاش مین زر کے نہ کیون پریشان ہو
کہ ہم کتابت درہم نوشت درہم ہے

دہن مین مجمع دندان ہو موسفیدی تک
کہ تا بصبح ستارون کی بزم برہم ہے

۳۳۱ تہمتنون کا نشان بے نشان ہو ای شاد
نہ سام ہے نہ نریمان ہے نہ رستم ہے ۹

نہ بلبلا نہ پھپھولا ہے وہ نہ شبنم ہے
جو بوند اشک بہانے مین چشم پرنم ہے

ہر ایک قاتل سفاک شعر اظلم ہے
شہید ہونگے سلامت جو تیغ کا دم ہے

خوشی سے خون مین نہائین گے کہ نہین غم ہے
وہ ابر تیغ جو برسا رہا جہا جم ہے

وہ مجمہ غریب کو ہے درد تنگدستی کا
کہ ہاتھ کف افسوس جسکے مرہم ہے

خجل یہ مین مرے اشکون سے اہل بحر و چمن
دُر آب آب پسینے پسینے شبنم ہے

پلک سے آنکھ کی پتلی ہو سینہ زن ہر پل
جو کوئی روئے نہ ہم بیکسون کو کیا غم ہے

ہوا زوال ڈھلی دوپہر جوانی کی
قریب شام ہے جانا ہو دور دن کم ہے

زہے وہ قد جو قیامت مین راستی سے تنے
خوشا وہ سر جو رکوع و سجود مین خم ہے

۳۳۲ جنان شگفتہ دلی شاد سوز غم دوزخ
یہین بہشت بریں ہے یہین جہنم ہے ۱۱

گلے مین اوسکے یہ طوق گلو کا عالم ہے
کہ شاہ جم کے انامل مین زیب خاتم ہے

غم شباب ہے رنگ خضاب سے ظاہر
سیاہ پوشی ہر مود یل ماتم ہے

پسند ہے دل خونی جگر تو لے ای شوخ
لہو کی بوند یہ کیا کوئی جان آدم ہے

خدا نے نطق دیا ہے پر نکو گوئے — جو بد زبان ہے بت تند خو بہایم ہے
روا روی ہے بشر کے لیے نفس بہ نفس — خبر یہ دے رہی نبض روان دما دم ہے
میان رزق مقدر نہیں کم و بیشی — خورش کے وقت ہر انگشت دست باہم ہے
خوشی نصیب جو اک عشق مین نہین تو نہو — ہزار طرح کا ساماں غم فراہم ہے
رواج بخل بخیلان یہ ہے زمانہ مین — جو کوئی نام بھی دینے کا ہے وہ حاتم ہے
تپ درون سے ہین روشن چراغ داغون کے — دیا سلائی کا ہر استخوان مین عالم ہے
جو کوئی روئے نہ ہم بیکسون کو رنج نہین — پلک سے آنکھ کی بتی تو حرف ماتم ہے

## ۱۳ — ۳۳۲

پسند کیسون نہو ہر جو فروش گندم گون — گیہون وہ ہے کہ جو ای شاد جان آدم ہے

جلوہ گر وہ شعلہ رو پہنے ہوئے ملبوس ہے — شمع بے پردہ میان شیشۂ فانوس ہے
اک نگس کے واسطے وہ آسمان کنجوس ہے — واژگون کاسۂ گردون کو لٹکانا یہ کبھی چوس ہے
نامرادی جان پر ارمان سی یہ مانوس ہے — حسرتون سے یاس سے یہ دل مایوس ہے
چاک دامانی نے کب کا فاش پردہ کر دیا — سنگ رسوائی ہے اور اب شیشۂ ناموس ہے
پاؤن رکھدیتا ہون جس تس پہ پھٹتی ہے جگر — شاخ گل کو اسقدر پیر امر انحوس ہے
کیون نہو ٹکڑے جگر ہر صاحب فریاد کا — چاک سینہ ہے جرس کاشق دل ناقوس ہے
نامۂ اعمال بھی پر چہ ہے اک اخبار کا — جو فرشتہ دوش پر ہے خبر و جاسوس ہے
ہم سیہ کاروں کا چھٹنا جیتے جی ممکن نہین — بند کاے جیلخانے ذین دل محبوس ہے
بیدوہ با جو تیر سا سیدھا چلے بہر طلب — خوش وہ دست جود جو مثل کمان منکوس ہے
کیون نہو دہکی شمع کی شیخ کی ریش سفید — صبح کاذب کے گلے مین خرقہ سا فانوس ہے
شمع سان یارب جو جلتا ہے مرے اپنی آگ مین — طائر دل ہے مرے پہلو مین یا ققنوس ہے
لوگی ہر دم ارم کی کیون نہ آدم کو رہے — داغ جنت سے نکل کر سر پر طاؤس ہے

۳۳۴ مرنے پر بھی جہان مین شہرہ آفاقونکا شاد ۸
نام باقی ہے نہ خسرو ہے نہ کیکاؤس ہے

زمانے کو مرا سچ سچ الم ہے — وہ جھوٹون بھی نہین کہتا کہ غم ہے
چھپائے منہ جو روتا وہ صنم ہے — یہ باعث ہے مری آنکھون مین دم ہے
جو لکھتا ہون غبار دل کا احوال — اوڑاتا خاک سر پر حرف نم ہے
یہ پھولا ہون مین مرنے کی خوشی سے — بھکتا دیکھکر جسکو ورم ہے
خوشی کی آنہین سکتی تمنا — یہ دل مین کثرت رنج والم ہے
نظر آتا نہین ہے قرب عینین — الوپ انجن لگائے وہ صنم ہے
جو پوچھی کیفیت نالہ کشی کی — پکاری نے مرا نہون مین دم ہے

۳۳۵ بہشتی ہے مطیع ام واب شاد ۱۳
جنان مان باپ کے زیر قدم ہے

برہمن ڈر بتان فتنہ گر سے — خدا محفوظ رکھے انکے شر سے
نہاؤن خون مین مین مژگان تر سے — جہا جہم منہ ترے تیرون کا بر سے
بہٹایا جی ہے یہ خستہ دلی نے — اڑھا جاتا نہین ٹوٹی کمر سے
کٹے کیونکر شب غم لو لگاکر — یہ پوچھا چاہیے شمع سحر سے
نکل آئے نہ دل سینہ سے قاتل — سنان کو کھینچ آہستہ جگر سے
سرائے گور مین پہونچینگے مر کر — ہم اوٹھتے بیٹھتے گرد سفر سے
وہ بیکس ہون کوئی گذرا نہ رہرو — بجز آب دم شمشیر سر سے
وبال باغ یہ ہون جس پہ بیٹھا — وہ شہنی پھٹ پڑی مجھپر شجر سے
سبک ہوکر مثال ہوے مژگان — گرے ہم ناتوان مین کی نظر سے
کوئی کشتہ ہوئی دل کی تمنا — جو آنسو آبدیدہ ہین گہر سے

نہیں رہتے کسی دم نبض محرور
ہر اک تار نفس ہے جیسا جنجال

شعلہ ہیں گرم رو برق و شرر سے
وہ طائر ہوں کہ بندھیں پر جگر سے

۱۳۶ ۱۳

وہ نقش جب ہو نقش در ہم اے شاد
صنم کیا ہیں خدا ملتا ہے زر سے

جوہر سے بڑھکر کیا خونخوار ہیں ہم بھی
اوس جان کے گاہک کی خریدار ہیں ہم بھی

نشہ ہیں جو اپنے وہ سرشار ہیں ہم بھی
صوفی یہ سمجھتے ہیں کہ میخوار ہیں ہم بھی

باندھے ہیں کمر شل علی بت شکنی پر
کرنے کو شکستہ بت پندار ہیں ہم بھی

یارب خلش خار مژہ ہے جو سراپا
مجھلی کی طرح کیا ہمہ تن خار ہیں ہم بھی

وہ چاہے تو احباب کے مانند محمد ہیں
ہارون کی نکیرین کہیں یار ہیں ہم بھی

اے دولت دیں دل ہے غنی تیری بدولت
ہو زر کیطرح غم نہیں زردار ہیں ہم بھی

اک ہیں نہیں فرقت میں تری خضر و مسیحا
کہتے ہیں یہی زیست سے بیزار ہیں ہم بھی

فرہاد سے لاغر ہیں پہ مجنوں کی ہے نسبت
دوہرا بدن زار ہے تیار ہیں ہم بھی

کیا شان آگہی ہے کہ پتھر سے ترش کر
بت بھی یہ سمجھتے ہیں طرحدار ہیں ہم بھی

تقدیر یہ کہتی ہے نصیبوں سے ہمارے
تم ہی نہیں مجبور رہو لاچار ہیں ہم بھی

سر دوش پہ فرہاد کی مانند گراں ہے
یہ بوجھ ہو اور تری تو سبکبار ہیں ہم بھی

منصف ہو تو ہی رشک کی جا ہے کہ نہیں ہے
سایہ بھی تری ساتھ ہی اے یار ہیں ہم بھی

۳۳ ۷

اوس شوخ نے اے شاد کبھی سُنہ نہ لگایا
مسی سے سوا یوں تو سیہ کار ہیں ہم بھی

جنون بکتا تو مجنوں کی قسم لیتے تو ہم لیتے
یہ سودا مول بادام و درم لیتے تو ہم لیتے

غزال کوہکن نافل جو ہوتی زلف جاناں سے
وہ اپنے سر بلا ہر اک قدم لیتے تو ہم لیتے

گلے کٹتے جو اوس بر پر یہ بازار محبت میں
سر اپنا بیچ کر تیغ دو دم لیتے تو ہم لیتے

جھکا کر سر یہی کہتی ہین کانٹون دشت و دشت کے
تری مجنون کی اے لیلےٰ قدم لیتے تو ہم لیتے

کوئی اہل زمین کیا لیگا بدلا خاک اڑانیکا
عوض بجسے سپہر پرستم لیتے تو ہم لیتے

کوئی کرتا نکرتا پیچ اغنی موبمو لیکن
جو تجھسے مل کر اے ذات صنم لیتے تو ہم لیتے

۳۳۸

یہی کہتا ہے وہ اے شاہ سلم ہون کہ ہندو ہون
یہ دیتے دین وہ دیتے دھرم لیتے تو ہم لیتے

خریدار تبان جسد رجہ غم لیتے تو ہم لیتے
قیامت تک تو لیتے کم سے کم لیتے تو ہم لیتے

کلام اللہ کو جیسے مسلمان چوم لیتے ہین
یونہین اک بوسہ روی صنم لیتے تو ہم لیتے

جو ہم بستر نہوتا وہ کباب سیخ کی صورت
اوسی کیا کرو مین شب بھر بہم لیتے تو ہم لیتے

زبان حال سے جیسا یہ مجھ وحشی سے کہتے ہین
کہ تیری پاؤن پر پڑ کر قدم لیتے تو ہم لیتے

خدا کرتا عوض گر عاشقون کے دل دکھانے کا
تو پہر بدلا بتان پرستم لیتے تو ہم لیتے

گہر سیپی سے پتھر کیطرح لعل بدخشانی
عطا کرتا جو وہ ابر کرم لیتے تو ہم لیتے

دکھاتے سیر مستون کو تماشا گاہ عالم کی
برائے دختر رز جام جم لیتے تو ہم لیتے

اگر مانع نہوتا کوئی دیدار تجلی کی
کلیم اللہ سے محشر مین قسم لیتے تو ہم لیتے

جو تلقین یہی تری پڑہتے یہی کہتا وہ کبروہی
لحد مین آکے ہاتھون ہمدم لیتے تو ہم لیتے

۳۳۹

جو قتل اے شاد سو باری بھی ہوتا وہ نصیری ہین
علی اللہ ہی کہکر جنم لیتے تو ہم لیتے

تن کی چل سرکش نہ سر شمشیر پہ تن آمادہ ہے
نقش پا کو دیکھ یہ رہ پیش پا افتادہ ہے

وہ جہان گرد جہان ہون دشت پیمایون کا پیر
بعد جس وحشی کے مجنون صاحب سجادہ ہے

بہر عذر سرکشی تو وہ ہے اے بالا بلند
شمع بزم آگر ترے اک پاؤن سی استادہ ہے

سادہ لوحان جنون کو کیا غم روز حساب
سر نوشت نامۂ اعمال فرد سادہ ہے

کوی ہستی سی سبک دیوون گئی اہل فنا
نقش پا تک بھی نہین جنکا میان جادہ ہے

ہین وہ سیکش ہون کہ جسپر رحم کرکے انگور سے
ٹپکی پڑتی دفتر رزم ہی یہ جوش بادہ ہے

خنجر فولاد قاتل ہین غضب کی ناک ہے
ہر رگ حلق بریدہ موج آتش دادہ ہے

۱۲ ۳۴۰

سب بنی آدم ہین پر اے شاد قسمت کی سبب
بانکا کوئی گدا کا ہے کوئی شہزادہ ہے

دل پُر آرزو وہ ہی لہو کیسا جو دم نکلے
تمنا ہی تمنا حسرت ہی حسرت بہم نکلے

وہ ارمانون بھرا ہون گرد احسرت بہم نکلے
قیامت تک تو نکلے ہر نفس جو کم سی کم نکلے

ترش کر سنگ خارا سی نہ یہ سمجھو کہ ہم نکلے
خدائی کعبہ بن بیٹھے بڑی کافر صنم نکلے

ہزارون نالہ کش کی نہ پوچھا اور سنی اتنا ہی
یہ فریادی کہو کیون کر لیکر آہ نکی علم نکلے

چھپی دل مین یہ مرگان ہو بڑی ہی دردکش سے
جو نکلی ہی تو لیکر جان یہ تیر ستم نکلے

فراری ہو گئے لاکھون مجنون و وامق سے
ہزارون سر فروشون مین ہمین ثابت قدم نکلے

دوئی کا جب حجاب اٹھا دل شیخ و برہمن سے
نگاہ چشم وحدت مین ہمین اک سر و حرم نکلے

گلے کاٹین ہزارون اور صراحی دار گردن پر
کٹوری چشم میگون کی جو دیکھی روح جم نکلے

ملے مٹی مین کیا کیا بانکے ترچھے جنکی ہیبت سے
اوگر گر عشق پیچان ہی تو وہ پر پیچ و خم نکلے

گرے اندھون کی صورت ہم جب اوس چاہ زنخدا مین
جہان سے کہا یا فاتح بیر الالم نکلے

دہل جائے نہ ننہا سا کلیجہ خورد سالی سے
مری بالین ہی وہ اے موت ہٹ جائی تو دم نکلے

۹ ۳۴۱

ازل سے ہی وطن آوارگی انکی قسمت مین
جہان آدم سے چھوٹی لکھنؤ سے شاد ہم نکلے

جوانی سی زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے

خجل پیش خدا جاتی ہین انسان شرم عصیان سے
کفن مین منہ چھپا کر ہر بشر روپوش ہوتا ہے

مزا آرام مرقد کے لئے یون دل تڑپتا ہے
تپان بستر پہ جیسے طفل بے آغوش ہوتا ہے

بجا ہی او سکے رہتی ہین مری ہوش و خرد لیکن
وہ انا ہی تو غش کرتا ہون دل بیہوش ہوتا ہے

پرین کاہی زبان پر بھی لبو پر سبز ہون جو تجھ لے
کسی بازیش کو حاصل ہو یہ وہ نشہ ہوتا ہے

سمائی نشہ نزکی ہو کہ فرنگ مشکل ہے
اوبل پڑتا ہے شیشہ مگر کا جب جوش ہوتا ہے

مرا تابوت کاندھے پر لیے احباب جاتی ہین
یہ بیڑا وہ ہے طوفانی جو دو شا دش نہیں ہوتا ہے

لگی رہتی ہے کاکل رات دن آوس تبکی کانون سے
رقیب رو سیہ آٹھون پہر سرگوش ہوتا ہے

۴۴۲

مین وہ معجز بیان اے شاہ ہون تصویر کا جسکے
زبان حال سے گویا لب خاموش ہوتا ہے

۷

زبان حال سے کہتی ہے یہ تو آتش غم کی
مری آہ سے ہین ٹھنڈی گرمیان نار جہنم کی

تجلی ماند ہے افشان سے نخم صاعقہ دم کی
یہ رتی ماشا اللہ ہے تبتو کی حسن کی جھلکی

وہ ایسا ذی شرف ہو پاؤن جس محفل مین کہتا ہے
در و دیوار سے آتی صدا ہے خیر مقدم کی

فقیری بن پڑیگی سچ ہے بہتر بادشاہی سے
یہ تربت سے صدا آتی ہے ابراہیم ادہم کی

ہمارے نام سے اعضا قیصون کے لرزتے ہین
وہ اپنا رعب جیا یا ہے بندی ہو وہ اک رستم کی

مین ایسا کشتہ تیغ الم ہون جسکی تربت پر
بجائے سبزہ گل فرش ہے بیتی سپر غم کی

۴۴۳

پیالہ جب کیا وہ ہم فقیر مست صفت ہین
چڑہایا جام مے اے شاد تربت پر شہ جم کی

۱۱

جدائی ہے لکھی قسمت پر مین انسان عالم کی
حروف مفردہ سے ہو کتابت لفظ آدم کی

عدم سے آتی جو رویا مین جسدم سیر عالم کی
پڑی ہین پتیان گٹھی مین میرے نخل ماتم کی

دو عدد قاصل بشیر فنا ہے ایک عالم کی
کرین دنیا کے کتے پیروی کالے علم کی

پر سمائی عشق ذوقی نیرنگ دل کی اہی ہو
صف مژگان ترے فوج اشکون کی فراہمی

نہین وہ آدمی ہے آدمیت سے جو خالی ہو
سمائی روح ہے انسان کے قالب مین ہوا کی

کیا رسوا عالم جوش گریہ شور شیون نے
یہ بدنامی مری لکھی دل و دیدہ نے باہم کی

مداوائے دیدہ گریان وہ ہیچ گرہے جلاکو
تمہی اک پل نہ جھڑ ایسی لگا اشک دمادم کی

کریموں کی مری پرورد ہم بخشش چراغان ہیں
دیئے قرنفل بخشیں ہزار سیری تعبر حاتم کی

ازل سے آسمان یہ تفرقہ پرداز انسان ہے
قد آدم سے پرچھائیں جدا ہے قد آدم کی

خطر کیا تیرہ بختی سے نہیں ہم نیکنامون کو
سیاہی سے نہ جائے رد سفیدی نقش خاتم کی

۹ — ۳۴۴

قوافی سب ہیں یکساں نظم لیکن ایک عالم میں
روی الف شادان سیس و میم دہنے باہم کی

ہوا پیدا سوادی پتلی سویدا چشم پرنم کی
سیہ پوشی کیے ہیں مردم دیدہ محرم کی

چمن میں جب گیا آئی اجل بخشندہ غم کی
ہوائی یار بوندی کی کٹاری بود شبنم کی

جٹے کر جائے ایام ولیالی مرد میدان ہے
یہ عمر ہفت روزہ ہفت خوان ہے گرد رستم کی

عجب کیا گر خدا دی آبرو مجمہ بے مری کو
مسیحی با مسیحا عزت ہوئی عیسی یریم کی

وہ ہون میں زخمی ہر گرشتہ قسمت جسکو زخم آئے
اثر تیزاب کا پیدا کرے تاثیر مرہم کی

بغل اشک بھی اعجاز سے عیسی کہتے ہیں
رواں ہوتے ہیں جب آنسو صدا آتی ہے زمزم کی

جڑی ہر گل خزانی ہیں ہوا ہے گلستان کے
چمن کی آتی ہے یاد خزان فرتیم برہم کی

ہوس خواہش زر ہیں کہ یہ جاں طرب شان ہیں
کہ اک صورت کتابت ہیں ہو درہم اور درہم کی

۵ — ۳۴۵

اے ہو شاد کیا دم مند پیشانی ہے بیت الزن
یہ شمع روئی صورت تو ہے پیدا پیش محرم کی

سیکا پردہ عزت جنوں کتان کرے
خدا بر ہنہ کرے ننگ خاندان نکرے

ہیں وہ گنگ ہو یار بکرے جو بد گوئی
وہ لال ہو سخن نیک جو زبان نکرے

ہیں کہ خلعت زر منعم نہو مغرور
زمین کا کہیں چیوند آسمان نکرے

رہون میں پردہ شہنا میں کسطرح خامو
جگر میں چیدہ ہون جسکے وہ کیون فغان نکرے

وہ رخ سبز قدم ہون جہان میں جا ٹھیون
وہ پیڑ پڑے جو قلم شاخ باغبان نکرے

کریں جو عالم وحشت میں ہم نجامہ دری
پرا چیے کی جہان میں کوئی دکان نکرے

دبا ل بھان حسود ان ہون برد بار ی سے | نصیب منا ظر احباب پر گران نکر ے




سدا چرخ سے جلد ا رہے میرا نخ ای شنا و
قضا خمو شی عمر ا شمع دود مان نکر ے

مخبر ہین مرا قصہ اک آئینہ تمثیل ہے | وہ ہے جو ہین منصف اللہ تو عادل ہے

باب سخن اسد پر جہ مسدود و مقفل ہے | گویا دہن بستہ اک عقدہ لاینحل ہے

سوز غم ہائے نہان بسمل ہو سین کہان ہین | اک گنج شہیدان ہی یا دل کو دل مقتل ہے

مسی ہی یہ اوس بت کی اندہیری عالم مین | خورشید فلک ان کو روشن کی مشعل ہے

آئی جو قضا میری آئینہ صفت وہ بھی | منہ دیکھکر رہ جائے صورت پہ بسمل ہے

خنکر ہے رقیبون کو بوسہ لب شیرین کی | اوس بت کی نثر شوخی میری ہی حنا وں ہے

جب بند ہوئی آنکھین ممکن نہ کفن ہوگا | کس خواب مین اے غافل ہم سر مخمل ہے

دو ہر کیطرح اک ہین اللہ و صنم دونون | جو انکو جدا سمجھی وہ مشرک اجہل ہے

عکس صف مژگان ہی اوس طفل کی سینہ پر | یا شیر کے ناخن کی پہنے ہو لا سیکل ہے

جو ہے شرف آدم وہ اول یا نوری | ظاہر مین سو آخر ہی باطن مین سو اول ہے




ای شنا د خبون پن کی فرہاد کو لیتے دو
موت آئی ہے سر چڑھکے پرویز کی مہل ہے

گوشہ ہے ہی یہ لا سخنی حاصل کی | سب کی سنتا ہون پہ کہتا نہین اپنی دل کی

تیرہ بختی یہ ہے بیکار ہمارے دل کی | روشنائی ہی نہ خط کی نہ سیاہی تل کی

کیون نہ آرام کرین گور غریبان والے | ماندگی ہر سفری کو ہے رہ منزل کی

کشتنی وہ ہون پس قتل جہان مین جسکے | ہڈیان بنتی ہین قطع کمر تن بسمل کی

مجلس عیش کا انجام کا شاید ہی خیال | شمع خالی نہین روتی ہی بہری محفل کی

سخت جانی سے نکا دم جو گلا پر چل کے | خنجر تیز نے آسان اڑی مشکل کی

ہیں وہ ہوں آدم خاکی ہمہ تن گرد ملال
جیسے تصویر مجسم ہو سراپا گل کی

پردہ بردار کہ صاحب نظراں منتظر اند
جلوہ ہیں باندہ دکای پردہ نشیں محمل کی

ابرو دل پر ہے نہ شمشیر نگہ پر موقوف
دم ہر اک تیغ پہ دیتی ہیں گیں بسمل کی

قبض ارواح ہیں کی دیر عجب وقت اجل
تو ذرا کہونی مری اے قابض جان عزرائیل کی

سنگ قفس نہیں بیخ و ستم شاخ نشیمن شاد
سل ہے جہاں پہ دیدہ بری ایک بیضہ سل کی

پردہ قبلہ نما ہیں ہی جو گلشن میں رہے
ہم وہ طائر ہیں کہ سولی پہ نشیمن میں رہے

دوستوں سے بھی نہاں خون مرا نہیں رہے
شانہ انگشت شہادت ید دشمن میں رہے

ناتوانوں کو نہیں بیش زنوں کا کھٹکا
رشتہ ابریم خلش خیز سوزن میں رہے

وہ گرفتار ہیں ہوں عوض طوق گلو
حلقہ سی ہمدمتر وہ ہمارے نزدیک

خون بہا ریگی نہ کسی بت کے کبھی کانوں پر
پیچھتے پردہ ناقوس برہمن میں رہے

رہبری دوست کی گمراہی دشمن سمجھے
خضر سے خوف زدہ دشت ہر زمن میں رہے

خنجر سی ہمدمتر وہ ہمارے نزدیک
در دنا سور جگر کے جو نہ رو نہیں رہے

وہ سیہ کار ہوں تربت پہ چراغاں ہو نہ
تیرہ بختی سے اندھیرا مری مدفن میں رہے

پردہ اہل نبی فاش سر خاتم سے
بوے سادات جھپی پیرہن تن میں رہے

مرکجی پر بھی وہ نالا ہوں مثال ناقوس
جو نی نے مری ہڈی کی وہ شیون میں رہے

سانہ دے کوئی کسیکا نہ اڑی میں ہرگز
چوٹ پڑتی ہے سر سنگ آہن میں رہے

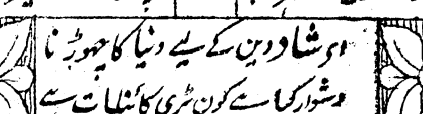
دل جلوں کا جو وہ حافظ ہو سمندر کی طرح
اوس سے پینگے یہ نہ آنچ آئی جو گلخن میں رہے

دوستو کیا میں کہوں ناخن غمگاں کی خلش
اوس سے پوچھو جو کوئی پنجہ دشمن میں رہے

بوئی بوئی سے مرے خون کی بو سوئیگی
کل تر لاکہہ جہانی ہوی دامن میں رہے

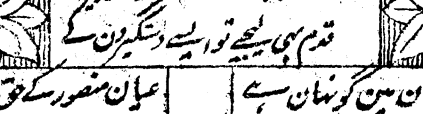
آرزو ہے کہ نہ ناکل ز جہاں ہستی
روشنی شاد مری دیدہ روشن میں رہے

شیریں رطب سی سیرِ شکر لب کی بات ہی — کیا شاخِ نخلِ بن حسن کی شاخِ نبات ہے
جب تک بدن میں جان ہی چلتی ہیں ہاتھ پاؤں — دولہ کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے
بے آبرو دو بوسے نہیں چین اشک کو — یہ عضلِ بدسرشت عجب نیک ذات ہے
آیا ہے موت اور نہ آئیگا خضر و مسیح تک — انسان تا ابد بھی جیے پھر ممات ہے
ہم موصنوں کو بوسۂ رخ سے کیجیے عطا — واجب متاعِ حسن کی دینا زکات ہے
نقشِ فنا شباب و شبِ وصل ایک ہیں — اسکو قیام ہی نہ اوسکو ثبات ہے
حوروں پہ پوٹ صوفی مکار ہی تو ہو — اپنا تو دخت رز کیطرف التفات ہے




اے شاد دین کے لیے دنیا کا چھوڑنا — دشوار کیا ہے کون بڑی کائنات ہے

یہ دوست تاسف کہ ہم فقیروں کے — خطوط سٹ گئے سب تکیہ کی لکیروں کے
شرارِ سنگ میں ہیں کھل گیا تو ان کا حال — بھری دلوں میں شرارت ہی ان اسیروں کے
میان دام و قفس ہی گذر گئی اپنی — خوشا نصیب چمن سیر ہم صفیروں کے
لباس فخر ترین ہی گوشہ گیروں کا — قبائے تن پہ اتو نقش ہیں حصیروں کے
جو ظالموں سے بچا چاہی کر نگون ساری — نشانہ زاغ کمان ہوں کبھی نہ تیروں کے
یہ بد قماشی گردوں سی ہی جہان بے فیض — تہی ہیں دست کرم گنجفہ کے میروں کے
مسیں گے دفترِ عالم میں مثل حرفِ غلط — لکھا ہے خطِ جبیں میں یہی ہیروں کے
محل فاعتبروا گردش مقدر ہے — وہ خاک میں جو زیب تھی سریروں کے
جو ان وہ ہیں یدِ اللہ سی جنکو بیعت ہے — مرید ہم نہیں اے شاد اور پیروں کے




جو دیجیے بھی تو دست خدا میں دیجیے ہاتھ — قدم بھی لیجیے تو ایسے دستگیروں کے

حجابِ آسمان میں گو نہاں ہے — عیانِ منصور کے حق پر زباں ہے

ہدف ہونگا جو وہ ابرو کمان ہے — مری اس بات سے خاطر نشان ہے
حقیقت سب کی لکھکر قلم سے — دوات انگشت حیرت دردہان ہے
نہین جز شرم کوئی مانع دید — فقط آنکھون کا پردہ درمیان ہے
دل نالان ہے چپ آنسو ہین جاری — جرس خاموش گریان کاروان ہے
سبک رو ناتوانی سے ہون ایسا — نہ سایہ دے پاؤن روان ہے
ملائم ہو بدن سنگین دلون کا — میان گوشت نرم استخوان ہے
نہ کیون پیری مین تاکون دخت رز کو — ضعیفی ہے تو ہو دل تو جوان ہے
ہویدا ہے میان چشم حق بین — فلک کے سات پردون مین نہان ہے
مین اوسکے خواب مین کیا چپکے جاؤن — ہر اک آنکھون کی پتلی دیدبان ہے
مرے پر بھی نہین مٹتے ہین نامی — نقوش مہر بانام ونشان ہے
مرے مضمون ہین غیرون کے سخن مین — مری دولت نصیب دشمنان ہے
سجود مسکنان مستی مین گرنا — صدائے قلقل مینا اذان ہے

۳۵۲ — مجھی تک نام روشن ہے مراشاد — مرے پر گل چراغ دودمان ہے — ۱۰

کہ کو پہونچے بشر کیا اوسکی ذات پاک کے — ہر حدیث ما عرفناک مغہ لولاک کے
آج تک مشق ستم گاری کو اوس سفاک کے — سات پیری مین نہ پہونچا کوئی ہفت افلاک کے
روغنی صورت پہ انسان حسین نازان نہو — ہم شبیہ آدم خاکی ہے پتلی خاک کے
قطع ہے تن پر مرے یہ جامہ عریان تنی — دل پھٹا جاتا ہے صورت دیکھکر پوشاک کے
جو تیان کہائیگا جو پیرو ہوا شیطان کا — زندگی پابوس کا یہ مین کئی ضحاک کے
حال عاشق دیکھنا در پردہ گر منظور ہے — چلمنین ہوائی ہیرے دل صد چاک کی
سر کے بل مستی مین گرنا سجدہ شکرانہ ہے — جانماز میکشان ہی چھاؤن نخل تاک کی

بے خرد کو کیا دکھائی دے وہ تنہک کی قرین
چشم باطن بین کو نیک چاہیے ادراک کی
وائے بر حال اونکی جو دنیا کے کتے ہین اسیر
اہی زہی قسمت سگ اصحاب کہف پاک کی

۵۳ ۱۱

ہم فقیر اہی شاد نازان کیون نہ درویشی پہ ہون
ہی حدیث فقر فخری صاحب لولاک کی

مجھی جہان مین دل بستگی یہ حاصل ہے
کہ بند بند گرہ صورت انامل ہے
دہنکی گتھی زبان کھولنے پہ مائل ہے
گرہ مین بات مری باندھنی کی قابل ہے
خبر مری صنم بے خبر نہ لین تو نہ لین
مرا خدا نہین اک آن مجھسے غافل ہے
بناو کرکے کرو کجرخی نہ دیکھو تو
وہ منہ بگاڑنے کو آئینہ مقابل ہے
جو توڑتا ہے تو اے محتسب سمجھکر توڑ
دل کلال بھی ان بوتلون مین شامل ہے
عجب نہین ہی جو وی بے طلب وہ بوسہ لب
یہ آئینہ ہے کہ صورت سوال سائل ہے
خوشی کے قافلے جسمین سدا اوترتے تھے
غم والم کی وہی دل مرا منازل ہے
وہ بعد لیت و لعل ہم نگل ہی گئے اب اسین
جو داغ وعدہ خلافی ہی مہر باطل ہے
خدنگ آہ سے کشتہ ہین حسرتین لاکھو
یہ دل مرا ہی کہ آماج گاہ قاتل ہے
لبون پہ جان ہی اے ضبط گریہ روک ابتو
کہ ڈوبتی مری کشتی کنار ساحل ہے

۵۴ ۱۲

کرون شکایت نامنصفی مین کیا اے شاد
جو بہٹ درہم وہ صنم ہی خدا تو عادل ہے

یہ روزی خلق سے روزی دل ناشاد کی ہی
کہین بہوسی نہین دانہ برباد کی ہے
نہ تڑپنے کی اجازت ہی نہ فریاد کی ہے
گنگے مرجائے یہ مرضی مرے صیاد کی ہے
حوصلہ پاؤنکو ہی تیس کی پا مردے کا
سد کو سرچوٹ ہماری سر فرہاد کی ہے
چار ہی پارچہ خلعت مین شہادت کی ملین
کرے چورنگ جو نیت مرے جلاد کی ہے
عوق منت کا نہے اہل جنون سے ازلی
ہنسلی گردن کی بنائی نہین صداد کی ہے

ہو رہیں آرزوئیں دل کی ہیں لاکھوں کشتہ
نا امیدی نے چہری تیز کی بیداد کی ہے

سخت باتوں کا ہو پختا ہی جو صدر سے دل کو
وہ کڑی چوٹ نہ پتھر کی نہ فولاد کی ہے

ہم حقیروں کے تجرد پہ نہ جا اے شہ حسن
دل گرفتار ہیں صورت الف آزاد کی ہے

سینہ تک کا ہی جگر چاک پئے درد تہم
ماستا کون سی ہاں کو نہیں اولاد کی ہے

بانکپن سی ہی ہر بل ابرو و نگاہیں ظالم
اوس پہ طرہ کج ادائی ستم ایجاد کی ہے

ہم نہ کہتے ہو وہ بت آج عجب کیا اسکا
پہلی ہر بار پھر کہتی دل ناشاد کی ہے

حسن بینی سے نظر کی تو یہ معلوم ہوا
سائے کے بہیس میں تصویر پیرزاد کی ہے

۳۵۵

شاد الست ہے موجود پئے دختر رز
پیر میخانہ جو خواہش تجھے داماد کی ہے

۱۰

نہ فغاں نکلی دل پر آرزو سے نالہ یا نکلے
وہ ارمانوں کو نے نکلی دہن سی جو صدا نکلے

جو تمو نہیں گڑے کانٹے وہ موئے سر کی جا نکلی
چوبہی سر میں جو بنکر گوکہرو وہ زیر پا نکلے

یہ خود بینی نی عالم آشنا دو سکو بنایا ہے
جس آئینہ میں منہ دیکھو وہ صورت آشنا نکلے

ہنہنے بجہہ کاروانی کی صدا دے کوس رحلت کی
جو سونے میں لگی ہچکی تو آواز درا نکلے

ہیں وہ ہوں عاشق صادق ستمگر جسکے تربت کی
بنائیں عطر مٹی کا بھی تو بوئے وفا نکلے

کلیجے کی مٹے کشمکش جگر کے پار خرگاں ہو
دل پر آرزو سے پھانس ارمانوں کی نا نکلے

چلے تو دھار پر پارے وہ دریا کی روانی کو
پڑے ہو تو بارہ میں شمشیر براں سی سوا نکلے

تلاشی دست بردوں کی جو ہاتوں ہاتھ جائے
ہمارا دل تری مٹھی میں اے دزد حنا نکلے

دل و دیدہ نی جھڑا سا تہ دریائی محبت میں
جنہیں ہم آشنا سمجھے وہی نا آشنا نکلے

۳۵۶

میں وہ ہوں کاملہ گوای شاد سنتے ہی سخن جسکا
دہن سے منکر بے دین کی ہی صلے علا نکلے

۱۱

آکے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے
خاک اور آنی لگی جب کر چکے برباد مجھے

دے سادہ دلی کل بازی کے نکیاد مجھے
نہ بنا گیند دہر کا ستم ایجاد مجھے

گھر کو چھوڑے ہوئی مدت ہوئی صیاد مجھے
کس چمن مین ہر نشین یہ نہین یاد مجھے

گفت کر جاؤن پہ نہین تا دہن آئی نہ فغان
کھولنے دی نہ خموشی لب فریاد مجھے

دل لگاتے ہی گرا آنکھ سے آنسو کیطرح
یہ نہ معلوم تھی اس عشق کی افتاد مجھے

چھپ گیا غیر سیہ کار ہی تاریکی مین
نہ اوڑا سایے کا دم دیکر پریزاد مجھے

نامرادون کی یہی دل سے صدا آتی ہے
خون بہا دی ہوس کشتہ کا جلاد مجھے

جانکنی میری کہان سنگ تراشی تیری
اپنی تکہ کا سمجھنا نہین فرہاد مجھے

خوش نہین کوئی جہان گذران مین سفری
نظر آتا ہی جرس تک دل ناشاد مجھے

کوئی خالی نہ اثر سے ہو مرا طفل اشک
ناخلف دی مری اللہ نہ اولاد مجھے

عشق مین آل محمد کے جنون ہوا اے شاہ
یا بہ زنجیر کرے الفت سجاد مجھے

۹ ۳۵۷

نہ بارش ہو جواہر کی اگر شمشیر قزلکی پر سے
وہ کیا تلوار پر سانگیگے جو گرجی ہین گوہر سے

خیازہ تک نہ اوٹھوایا گرا کر دل سی عاشق کو
پڑین قد مونپہ زلفین بھی اٹھکر دوش دلبر سے

شکستہ بالی بلبل دل صیاد کیا جانے
پر پروانہ کی حسرت کو پوچھو مرغ بسمل پر سے

زنان قیس سے واقف نہین پر گرد باد نے
غبار اک ناتوان سا ہی کوئی بربادی صرصر سے

جو دل مین درد اوٹھتا ہی تو ضبط گریہ کرتا ہی
گرینگے آنکھ سے آنسو جو نکلی دیدہ تر سے

وہی دیوانگی بوسے لب شیرین جانان کے
جو بہر تامنہ ہی ہر روز شکر خوریکا شکر سے

سیاہ غم صف آرا ہوا الٰہی خیر ہو دل کی
لہو مین اشک خونی تر بتر آتی ہین لشکر سے

عیان ہی منہ سفیدی ہر بن مژگان سی تیرہ مین
سیہ دل ہی مگر مثل سواد چشم اندر سے

۱۰ ۳۵۸

پڑہا لکھا ہون سب کچھ شاہ پر مجبور عاشق ہون
کبھی نخبت سے بد طالعی سے بد مقدر سے

خدا سے کہ نہ دے معصیت دار و تو نہیں ہے ۴ کچھ قاعدہ محبوب پیمبر تو نہیں ہے
حیران ہوں کیوں نالہ ہوتا ہو نہیں کو تربت ہیں تڑپتا کوئی مضطر تو نہیں ہے
کیوں سنگ حوادث سے نہ ٹوٹے دل نازک آئینہ ہے کچھ سد سکندر تو نہیں ہے
تقدیر یہ کہتی ہے جو ہو خواہش لذت ہونٹوں نہیں ملو خاک کو شکر تو نہیں ہے
بلبل سے کروں بحث نہ کیوں نالہ کشی میں سر خاب کا کچھ اسمیں لکا پر تو نہیں ہے
کج ابروے قاتل ہے تو ہو غم نہیں اسکا ۵ منہ حلق سے پیرے ہوئی خنجر تو نہیں ہے
چینٹوں میں مرے اشک کروہ حور جو آئے کچھ دیدۂ تر چشمۂ کوثر تو نہیں ہے
ہے وحی الٰہی کا خط یار پہ دھوکا جبریل کے جامہ میں کبوتر تو نہیں ہے
رکھنے نہیں دیتی جو تپش ہاتھ جگر پر ۲ داغ دل سوزان کوئی اخگر تو نہیں ہے

۳۵۹ (۱۳)

ہے مطلع زیبا میں جو ناسیس و مجرد
جائز ہے یہ اے شاہ یہ بہتر تو نہیں ہے

تعالی اللہ ترش کر یہ ہوئی توقیر تیہر کی خدائی کعبہ بن بیٹھی ہر اک تصویر تیہر کی
تناسخ سے اگر بدلے خدا تاثیر تیہر کی ۴ ابھی کایا پلٹ کر رام ہو تصویر تیہر کی
پرستش کرتے تھے پیش نبی لو پیر تیہر کی نمازیں پڑھتے تھے کافر لیے تصویر تیہر کی
مرے پر بھی جو چھوٹے طائر جان فخیر ممکن ہے مزاروں پر لگی ہیں جالیاں تصویر تیہر کی
تصور جب بندھا اوس بت کا آنکھیں بند جانو کی یہ پتھر اُئیں کہ پتلی بن گئی تصویر تیہر کی
بتان دیر سے نفرت یہ کہتے اہل مسجد ہیں نماز اوس جا پڑھیں جس جا ہو تصویر تیہر کی
نگاہ غور کر حسن بتان پر چشم حق بیں سے خدا کی شان دکھلاتی ہے ہر تصویر تیہر کی
بتان سنگ دل کی پوچھ مت کیا سے حقیقت کو زبان گویا نہیں رکھتی کوئی تصویر تیہر کی
ہمیشہ سے حریم دل صنم خانہ ہے زاہد میاں کعبہ تھی پہلے لگی تصویر تیہر کی
برہمن کا ضرر کیا ہے بت پندار توڑینگے نہ یہ مٹی کی مورت ہے نہ یہ تصویر تیہر کی

مرقع ہے ہر اک صورت کدۂ نیرنگ کا
زہد بت ہو جو صنم خانے مین ہے تصویر پتھر کی

جو دیدار خدا ہی ہے یہ مشتاق تباں دل ہے
پہ ہے آنکھون مین پتلی کیطرح تصویر پتھر کی

۳۶ ۱۵

توانی ہمکیان معیوب ہین اے شاد پر تمنے
مع الاعیطا لکھی ہے کیا غزل تصویر پتھر کی

۴

بتون کو برہمن پوجین زہے تقدیر پتھر کی
بنا کر آدم خاکی مری توقیر پتھر کی

جنون زا حسن زیور سے ہے تاثیر پتھر کی
گلے مین سیلیان ہیر کی ہین زنجیر پتھر کی

الٰہی تو ہی عادل حج مین ہے تقصیر پتھر کی
عوض شیطان کی ہوتی رجم ہے تصویر پتھر کی

وہ چشمہ ہے دہن جسمین ہین ان تیس دھارین ہین
نجل ہے دودھ کی دانتون سے جوے شیر پتھر کی

بنایا ہے یہ بیتاب دلون نازک مزاجی نے
جو پہنچا صدمہ گل چوٹ کی تعمیر پتھر کی

نہ کیون ہو نقش ہر دل پر خط رخسار اوس بت کا
ہزارون صفحہ پر چھپتی ہے اک تحریر پتھر کی

بیابان مرگ ہونے سے تو ای مجنون یہ بہتر ہے
پہاڑی کوئی مثل کوہ کن جاگیر پتھر کی

سمجھ نقش فنا غافل گھروندا چار عنصر کا
نہ یہ خشتی عمارت ہے نہ یہ تعمیر پتھر کی

کبھی بجلی سے نالون کی علم چمکے نہ رونے مین
سیاہ اشک نے جوڑی نشان کی تیر پتھر کی

تباں جنگ جو کی یہ سپر حفظ الٰہی ہے
ہزارون کٹ مری پہولی نہین نکسیر پتھر کی

جو وہ بت اپنے دیوانون کو حکم سنگساری دے
مری آنکھون کے دو سیلے دین مجھ تعزیر پتھر کی

بنائی سنگدل نے لعل جب ہجو بیانی سے
علی نے بھی سنی مثل نبی تقریر پتھر کی

ہین وہ ہون کوہ کن اون جو اوس بت کی صباحت پر
روان ہو دودھیا پتھر سے جوئے شیر پتھر کی

وہ مجنون ہون جہان تڑکے مجھے تیار کرتے ہین
زمین اوس جا کی بن جاتی ہے دو دو تیر پتھر کی

۱۵ ۳۶

ملے دانہ نہ بے کوشش کسیکو شاد دنیا مین
پھرائے آسیا کو گردش تقدیر پتھر کی

## رباعیات

| | | |
|---|---|---|
| وہ حسن گران قدر ہے سبحان اللہ | | انصاف کی کانٹے مین بھی تولا باللہ |
| یوسف نہین پاسنگ مین تیرے ایک بات | | آتی ہے چڑھی حسن کی ماشاء اللہ |
| سب آل عبا وجیہ حسن پیدا ہین | ولہ | واحد ہین جدا جدا بدن پیدا ہین |
| اللہ کی ہے سے ہے ثبوت اعداد | | اک نور خدا سے پنجتن پیدا ہین |
| جس روز کہ رخصت شہ والا ہوئی | ولہ | بیمار مدینہ پہ عجب ایذا تھی |
| بچپن مین بچھڑنا پدر و مادر سے | | صغرا کے لیے قیامت کبرا تھی |
| رونا غم و سرور مین ہے بخشش کی دلیل | ولہ | جانے کی یہی جانب کوثر ہے سبیل |
| آنکھین ہین تو دیکھ چشم پرنم کی طرف | | اشکون کی دھری مردم دیدہ ہین سبیل |
| پر آب یہ چشم دل دیوانہ ہے | ولہ | کیا گریۂ یعقوب کا افسانہ ہے |
| رونے کا مجھے وعدہ ہے مثل تسبیح | | اشکون کی لڑی سبحۂ صد دانہ ہے |
| آئینہ مین ہے عکس شباہت تیری | ولہ | گردون پہ ہلال مین ہے رویت تیری |
| آنکھون کی قسم مردم دیدہ ہین گواہ | | ہر چشم مین دیکھتا ہون صورت تیری |
| برعشق کی سینہ مین جہان لگتی ہے | ولہ | رونے کے سوا آنکھ کہان لگتی ہے |
| گوشہ کی ہے مہر خموشی لب پر | | لیکن نہین تالو سے زبان لگتی ہے |
| دنیا مین خوشی جو کوئی دم ہوتی ہے | ولہ | افزائش رنج و غم بہم ہوتی ہے |
| ہے شاد و ترقی و تنزل توام | | بڑھتا ہے جو سن تو عمر کم ہوتی ہے |
| شاہون کا نہ احتشام رہجاتا ہے | ولہ | گنج درم و نہ دام رہجاتا ہے |
| کہنے پہ لحد مہر نگین کی صورت | | نیکی کرے کہ نام رہجاتا ہے |
| کا ہے خبر قصد ہلاک اوڑتی ہے | ولہ | بے پر کی کبھی وقت شناک اوڑتی ہے |
| ہین آئینہ رو شیشۂ ساعت کی شبیہ | | ظاہر مین تو صاف دلمین خاک اوڑتی ہے |
| ترکہ جو پدر کا انس و جان مین پہونچا | ولہ | ورثہ مجھ آدم کا جہان مین پہونچا |

| | | |
|---|---|---|
| گو کر کے وہ فردوس برین کو نکلا | | مین موت کی دنیا یہ جا نین پہونچا |
| کیا قدر کہون گریۂ چشم تر کی | ولہ | موتی کی حقیقت نہ رہی زیور کی |
| تو لے جو دُر اشک تو عقدہ یہ کھلا | | رتی ہے چیز یہی آج کل اس گوہر کی |
| نمناک ہے فرط غم سے چشم گرداب | ولہ | ماتم کی بچھائے صف ہین موجین برآب |
| یہ ڈوب ہوا ہے کون بیکس یارب | | دریا مین جو پھوٹ پھوٹ روتا ہین حباب |
| بے دین ہین اہل ہوس و غضب | ولہ | ایمان سے حریصون کو نہین کچھ مطلب |
| جسکا کہا مین اوسیکی گا مین اے شاد | | سب پیٹے بندے ہین رکابی مذہب |
| وہ پیر ہون جسکے نل و دام ہین مرید | ولہ | ہین خسرو فرہاد بھی شاگرد رشید |
| سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد | | شکر ایزد کہ حق بحق دار رسید |
| نہرین ہون روان حلق مین کیونکر سرسو | ولہ | ہین دیدۂ تر خشک پڑے آنسو |
| ہو مردمک چشم برہنہ بے اشک | | کیا تنگی نہانے کیا نچوڑے گیسو |
| رخسارۂ رنگین جو نظر پر تل جائین | ولہ | گل خاطر بلبل سے اوتر بالکل جائین |
| اے یوسف خوش چشم مثال یعقوب | | نرگس بھی جو دیکھے تجھے آنکھین کھل جائین |
| اس دل کی صفائی کا عجب لیکھا ہے | ولہ | ہر اک سے خوش آمد کی لیا کرتا ہے |
| میری سی مری تری سی تیری آگے | | یہ آئینہ بھی ایک ہی منہ دیکھا ہے |
| جو اوس بت آذری کی آنکھین دیکھے | ولہ | حوران کی نہ وہ پری کی آنکھین دیکھے |
| کیا نرگس جادو ہے فسون سازی مین | | وہ چشم ہے سامری کی آنکھین دیکھے |
| رایت سے نشان سے علم زیبا سے | ولہ | وہ تو ہے سو اسکے بید طولا سے |
| قد سرو نے بانس سا بڑھایا تو کیا | | لگا نہین طوبے کو قد بالا سے |
| وہ گریۂ عصیان کا چڑھا پانی ہے | ولہ | کشتی فلک زورق طوفانی ہے |
| یہ جوش پہ ہے بارش تر دامانی ہے | | ابر کرم اوڑھے ہوے بارانی ہے |

بجلی مین اگر صاعقہ کا عالم ہے — ولہ — جھکی سے کہین عقد ثریا کم ہے
عاشق کو دکھانا ہے جو زیور کی بہار — آجلد کہ دھکد بکی مین اٹکا دم ہے

حوروں کو جو اغماض فرح ناکی ہے — ولہ — پریون کے لیے لغزش چالاکی ہے
انسانیت اے شاد جس انسان مین نہین — تصویر گلی وہ آدم خاکی ہے

راحت ہے سرہانے جو نہین تکیہ ہے — ولہ — اے خواب اجل تجھہ سے مرا تکیہ ہے
زانوے صنم جب سے نہین بالش سر — تکیہ مین لحد ہو یہ سخن تکیہ ہے

برق و مہ و آفتاب و ذرہ چمکا — ولہ — سیم و زر و سیماب و شرارہ چمکا
جو شے تہی چمکنی کی وہ چمکی ہے شاد — قسمت کا مرے یہ نہ ستارہ چمکا

## قطعات

غم نہین گر گناہ ہین دمساز — رحمت حق پہ مجرمون کو ہے ناز
ہوگی مجھہ محو خال کی بخشش — ہے کریم الرحیم نکتہ نواز

نیک و بد جو کہو ہمین و اللہ — ولہ — ہم کہین گے نہ کچھ تمہین باللہ
جو خوشی ہو کرو وہ ظلم و ستم — حق کا راضی ہے اے تو اللہ

چین ابرو پہ مژہ ہے برہم — کشت و خون ہوگا مقدر اس دم
بل ہے تیوری پہ چلے گی تلوار — ہاتھہ بڑتا ہون ید اللہ کی قسم

اسقدر رینہ کی ہوئی کثرت ہے — ولہ — ہم غریبون کی بھی ترتیب ہے
کر گیا اشک فشانی سو بار — ابر رحمت تجھے صد رحمت ہے

نعش کش جو ہے پہلوان ہے وہی — ولہ — رستم و سام کا نشان ہے وہی
رکھہ اپنے جو تیسدن مارے — دہر مین تیس مار خان ہے وہی

ظاہرا زہد پہ دیتے دم ہین — ولہ — میکشی کرتے نہان ہم ہین
مل گیا پیتے ہین چشمہ کوثر — شیخ و زاہد بھی پیتے رستم ہین

| | | |
|---|---|---|
| بت نہ بت خانہ مین کندیدہ ہین | ولہ | نہ صنم کعبہ مین چسپیدہ ہین |
| اک زمانے کو مین دیکھے بھالے | | مردم چشم جہان دیدہ ہین |
| لائے گی قیامت آمد آمد | ولہ | پامال مدام ہونگے بے حد |
| ہنگامۂ حشر کا نہین غم | | مرگ انبوہ جشن دارد |
| جن پر بخوان کے ہنر سے کھیلے | ولہ | سانپ افسون کر اثر سے کھیلے |
| پڑ ڈسے زلف کی ناگن جسکو | | منہ سے بولے نہ وہ سر سے کھیلے |
| کسیکی زلف صفت پیچدار باتین ہین | ولہ | کسیکی صاف سب مغبنہ وار باتین ہین |
| ہر ایک اہل سخن کا جدا ہے رنگ سخن | | ہزار نکتہ مین عنادل ہزار باتین ہین |
| آبلون سے ہوئی خارون کو جو یاس | ولہ | بولی شبنم کہ تہین کیا ہے ہراس |
| تو ہی سنعت ہوئی کانٹون نے کہا | | اوس جائے کہین بجھتی ہے پیاس |

قطعہ تاریخ میلاد چاردہ معصومین علیہ السلام مشتق از نام علی علیہ السلام
فی بیت تاریخ حسب فرمایش جناب امیر الدولہ سعید الملک راجہ
محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ فرمان فرمای محمود آباد متخلص بہ سحر

| | | |
|---|---|---|
| اے زہی نام علی تیغ جوان در کہسار | | سبدۂ سال ولادت جد معصوم کبار |
| سال عام الفیل ملفوظ ست در یا علی | | بیشود آن سال میلاد رسول کردگار |

سنہ عام الفیل

| | | |
|---|---|---|
| بعد عام الفیل بر گیر از علی لام علی | | تا بگردد سال میلاد شہ ذوالدل سوار |

سنہ عام الفیل ۳۰

| | | |
|---|---|---|
| نیہ یاے علی بر گیر از لفظ علی | | سال میلاد بتول مرتضی گردد شمار |

سنہ بعثت ۵

| | | |
|---|---|---|
| ہر سہ تا حرف علی تعبیر کن بحری سنین | | سال میلاد حسن تا سہ بود اندر شمار |

سنہ ہجری ۳

کاکل و یای علی تکسیر کن تا میشود | | سال میلاد حسین ابن علی ذی وقار

سنه ۴ هجری

هشت بر لام علی بافزا شود تا در حساب | | سال میلاد امام عابدین نامدار

سنه ۳۸ هجری

عشر زیر و نون مین گیر از مین علی | | تا سنین خلقت باقر شود آمینه وار

سنه ۵۷ هجری

سر دو اطراف علی بر گیر تا ظاهر شود | | سال میلاد امام جعفر عالی تبار

سنه ۸۰ هجری

در علی یا کن سه تا و دو از آن تر خیم کن | | تا سنین خلقت کاظم بماند برقرار

سنه ۱۲۰ هجری

در علی زلف علی را کن دو تا میشود | | سال میلاد امام ضامن دین نبی مقتدار

سنه ۱۴۸ هجری

پنج کم کن از دو چندان کاف چشم علی | | سال میلاد تقی تا بر تو گردد آشکار

سنه ۱۹۵ هجری

زیر و بین سر شود تا بر گیر از نام علی | | سال میلاد نقی ظاهر شود ای هوشیار

سنه ۲۱۲ هجری

بست بر کاتوب محفوظ علی افزون کن | | تا شود سال ولادت عسکری نیک کار

سنه ۲۳۲ هجری

المضاعف کن علی را حرف رفتش کن دو تا | | سال میلاد امام مهدی دین بر نگار

سنه ۲۵۵ هجری

قطعه تاریخ وفات چهارده معصومین علیهم السلام فی بیت تاریخ

| | | |
|---|---|---|
| ای بر نام علی مجموعه سال و سنین | | مجمع تاریخ فوت چار ده معصوم دین |
| هر دو با هم علی کبیر کن اگر خوی خود | | رفت از دنیا و دین سال احمد مرسل امین |

سنه ۱۱ هجری

| | | |
|---|---|---|
| از علی مختصر علی بگیر تا گردد عیان | | بر تو سال فوت زهرا و نبی یکسان چنین |

سنه ۱۱ هجری

| | | |
|---|---|---|
| ضرب بنما از علی یا ی علی را در چهار | | جان بحق شد اندرین سال امیر المومنین |

سنه ۴۰ هجری

| | | |
|---|---|---|
| عور در عین علی کن نون بگیر از بینات | | سال فوت مجتبی بنگر ز عینین یقین |

سنه ۵۰ هجری

| | | |
|---|---|---|
| مینما لام علی تضعیف و اعداد شش شمر | | شد درین سال حسن شبیر در خلد برین |

سنه ۶۰ هجری

| | | |
|---|---|---|
| پنج از فرق علی کم ده ز بالش حذف کن | | آئینه گردد سنین مرگ زین العابدین |

سنه ۹۵ هجری

| | | |
|---|---|---|
| یا علی گو از زبان تا بر تو ظاهر میشود | | سال فوت حضرت باقر امام متقین |

سنه ۱۱۴ هجری

| | | |
|---|---|---|
| حذف کن یا علی و بینات لام گیر | | تا شود سال ممات جعفر سلطان دین |

سنه ۱۴۸ هجری

| | | |
|---|---|---|
| در علی عیش دو تا و جان لامش کن سه تا | | تا سنین رحلت کاظم بگردد دو دل نشین |

سنه ۱۸۳ هجری

| | | |
|---|---|---|
| عین و لامش کن دو تا سه گیر از نام علی | | اندر آن سال ممات ضامن ثامن سنین |

سنه ۲۰۳ هجری

بیش و کم بنود مکرر بشمر اعداد علی | سال فوت رهنمای دین تقی مه جبین

سنه ۱۲۰۰ هجری

در علی مکرر ساز و نصف صنعتش کن مزید | اندرین سال آمد میر فتنه نقی زیر زمین

سنه ۱۲۵۵ هجری

عین واکاش کن دو چند آن شش با بای علی | میشود سال وفات عسکری حاصل ورین

سنه ۱۲۶۰ هجری

جز خدا اے شاد در عالم نمی داند کسی | سال فوت حضرت مهدی امام آخرین

قطعه تاریخ کدخدائی پسر جوبدار که در محفل شادی آن وزرا و ارکان و اعیان سلطنت بحکم میرزا نصیر الدین حیدر بادشاه خلد منزل شریک شدند

چو کدخدا پسر جوبدار شاه نمود | شریک شادی او شد وزیر ظل الله

سنین شادی آن زاده عصابه زار | نقیب بانگ نقابت زد بپیش نگاه

سنه ۱۲۴۰ هجری

قطعه تاریخ در صنعت تضاعف

بقید گشت چو من خواص سلطانی | اسیر پیش بشمار از خطای افسون کن

ز حکم شاه چو زنبور بر زبان بردند | بفکر سال گرفتار پیش جگر خون کن

الف بگیر ز فرق اسیر ئے من | سه مرتبه بضاعف مضاعف افزون کن

سنه ۱۲۴۳ هجری

قطعه تاریخ عقد میرزا نصیر الدین بادشاه خلد منزل

چو عهد شهنشاه او ده | کدخدا شد بصد زینت و زین

مصرعه سال همایون گردید | شد قران قرین سعدین

سنه ۱۲۴۹ هجری

قطعه تاریخ وفات دختر میرزا علی صاحب در وضع حمل

چو شد آبستنی غنچه دهانے | عدم از گلشن ایجاد بوده

سنبش شنکه از باغ جهان آه ‌ ‌ ‌

## قطعه تاریخ فراغ شیخ نورالدین صاحب

نوردین شد چو فارغ التحصیل — پیچ دستار علم زد بر سر
بسنینش تمام شد یکدل — درس و تدریس و علم و فضل و هنر

## قطعه تاریخ ترمیم مسجد و بنای دروازه ۱۲۶۶ھ

قد بنی احمد حسین مسجدا — لصلوة الله فاسجد و اقترب
ان شاد اقال فی تاریخه — باب بیت الله و اسجد و اقترب

## قطعه تاریخ تولد سید محمد تقی عرف نواب جنگل ۱۲۶۶ھ

شد تولد بن سید تقی نیک نهاد — نیر برج شرف کوکب میمون طالع
چون قلم مصرعه تاریخ بقرطاس نوشت — شد ز برج عمل آن شمس همایون طالع

## قطعه تاریخ وفات خاص محل نواب معتمد دولت بهادر مرحوم ۱۲۶۷ھ

ورد امر بروز ارلحاظی ز جهان دنیا قدم — خواهر خدیم مریم حشم نواب بیگم صاحبه
تاریخ فوتش شد بهین ز خلد باغ لبها — بوده ز گلگشت ارم نواب بیگم صاحبه

## قطعه تاریخ تالیف کتاب تصریف اردو لسان موسوم چار باغ زبان ۱۲۶۷ھ

چو تصریف اردو رقم کرد شاد — اصول و قواعد تاریخ لسان
دو سال و سنینش شد همصرعی — که تاریخ نو چار باغ زبان

## قطعه تاریخ دختر نواب سید تقی عرف جنگل صاحب ۱۲۷۰ھ

بنت سید تقی تولد شد — سر و ش غیرت قمر باد
کلک قدرت نوشت تاریخش — مشتری کز حمل بدر باد

## تاریخ وفات مادر نواب سید تقی عرف جنگل صاحب

مادر نواب جنگل چون بدور دهر راه — شد از خواب اجل بنمود چشم پر حجاب
مرغ روحش در عاشورہ سوی جنت پرید — در ریاض خلد رفت آن دوح عصمت مآب

جست چون سال فاتش ما تف از رضوان بگفت | ورا رام کن خورد لوجام کوثر کن زآب

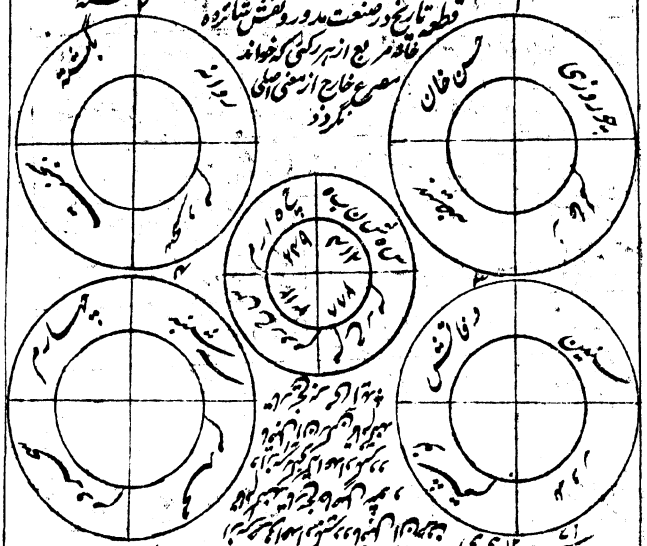
## قطعه تاریخ وفات خواجه وزیر مرحوم وزیر ۱۲۷۱ھ

شاعر خوش زبان و سخن بیان | متخلص وزیر شاه سخن
مرد روزیکه از قضا و قدر | مرغ روحش بخلد رفت زتن
تازگی گل کلام بر رفت | گشت بی عندلیب باغ سخن
کشته شمع مشاعره گردید | گم شد از شعر معنی روشن
کشور شاعری شده ویران | بی یکین بیت شعر زان مردن
بی سر و پا تمام شد بی سال | مصرع الفاظ حرف شعر سخن

۱۲۷۱

قطعه تاریخ در صنعت مدور و نقش شایسته

خاقانی مربع از هر رکنی که خواند
مصرع خارج از معنی صلی
نگردد


۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰
۱۰۰۱
۱۰۰۲
۱۰۰۳
۱۰۰۴
۱۰۰۵
۱۰۰۶
۱۰۰۷
۱۰۰۸
۱۰۰۹
۱۰۱۰
۱۰۱۱
۱۰۱۲
۱۰۱۳
۱۰۱۴
۱۰۱۵
۱۰۱۶
۱۰۱۷
۱۰۱۸
۱۰۱۹
۱۰۲۰
۱۰۲۱
۱۰۲۲
۱۰۲۳
۱۰۲۴
۱۰۲۵
۱۰۲۶
۱۰۲۷
۱۰۲۸
۱۰۲۹
۱۰۳۰
۱۰۳۱
۱۰۳۲
۱۰۳۳
۱۰۳۴
۱۰۳۵
۱۰۳۶
۱۰۳۷
۱۰۳۸
۱۰۳۹
۱۰۴۰
۱۰۴۱
۱۰۴۲
۱۰۴۳
۱۰۴۴
۱۰۴۵
۱۰۴۶
۱۰۴۷
۱۰۴۸
۱۰۴۹
۱۰۵۰
۱۰۵۱
۱۰۵۲
۱۰۵۳
۱۰۵۴
۱۰۵۵
۱۰۵۶
۱۰۵۷
۱۰۵۸
۱۰۵۹
۱۰۶۰
۱۰۶۱
۱۰۶۲
۱۰۶۳
۱۰۶۴
۱۰۶۵
۱۰۶۶
۱۰۶۷
۱۰۶۸
۱۰۶۹
۱۰۷۰
۱۰۷۱
۱۰۷۲
۱۰۷۳
۱۰۷۴
۱۰۷۵
۱۰۷۶
۱۰۷۷
۱۰۷۸
۱۰۷۹
۱۰۸۰
۱۰۸۱
۱۰۸۲
۱۰۸۳
۱۰۸۴
۱۰۸۵
۱۰۸۶
۱۰۸۷
۱۰۸۸
۱۰۸۹
۱۰۹۰
۱۰۹۱
۱۰۹۲
۱۰۹۳
۱۰۹۴
۱۰۹۵
۱۰۹۶
۱۰۹۷
۱۰۹۸
۱۰۹۹
۱۱۰۰
۱۱۰۱
۱۱۰۲
۱۱۰۳
۱۱۰۴
۱۱۰۵
۱۱۰۶
۱۱۰۷
۱۱۰۸
۱۱۰۹
۱۱۱۰
۱۱۱۱
۱۱۱۲
۱۱۱۳
۱۱۱۴
۱۱۱۵
۱۱۱۶
۱۱۱۷
۱۱۱۸
۱۱۱۹
۱۱۲۰
۱۱۲۱
۱۱۲۲
۱۱۲۳
۱۱۲۴
۱۱۲۵
۱۱۲۶
۱۱۲۷
۱۱۲۸
۱۱۲۹
۱۱۳۰
۱۱۳۱
۱۱۳۲
۱۱۳۳
۱۱۳۴
۱۱۳۵
۱۱۳۶
۱۱۳۷
۱۱۳۸
۱۱۳۹
۱۱۴۰
۱۱۴۱
۱۱۴۲
۱۱۴۳
۱۱۴۴
۱۱۴۵
۱۱۴۶
۱۱۴۷
۱۱۴۸
۱۱۴۹
۱۱۵۰
۱۱۵۱
۱۱۵۲
۱۱۵۳
۱۱۵۴
۱۱۵۵
۱۱۵۶
۱۱۵۷
۱۱۵۸
۱۱۵۹
۱۱۶۰
۱۱۶۱
۱۱۶۲
۱۱۶۳
۱۱۶۴
۱۱۶۵
۱۱۶۶
۱۱۶۷
۱۱۶۸
۱۱۶۹
۱۱۷۰
۱۱۷۱
۱۱۷۲
۱۱۷۳
۱۱۷۴
۱۱۷۵
۱۱۷۶
۱۱۷۷
۱۱۷۸
۱۱۷۹
۱۱۸۰
۱۱۸۱
۱۱۸۲
۱۱۸۳
۱۱۸۴
۱۱۸۵
۱۱۸۶
۱۱۸۷
۱۱۸۸
۱۱۸۹
۱۱۹۰
۱۱۹۱
۱۱۹۲
۱۱۹۳
۱۱۹۴
۱۱۹۵
۱۱۹۶
۱۱۹۷
۱۱۹۸
۱۱۹۹
۱۲۰۰
۱۲۰۱
۱۲۰۲
۱۲۰۳
۱۲۰۴
۱۲۰۵
۱۲۰۶
۱۲۰۷
۱۲۰۸
۱۲۰۹
۱۲۱۰
۱۲۱۱
۱۲۱۲
۱۲۱۳
۱۲۱۴
۱۲۱۵
۱۲۱۶
۱۲۱۷
۱۲۱۸
۱۲۱۹
۱۲۲۰
۱۲۲۱
۱۲۲۲
۱۲۲۳
۱۲۲۴
۱۲۲۵
۱۲۲۶
۱۲۲۷
۱۲۲۸
۱۲۲۹
۱۲۳۰
۱۲۳۱
۱۲۳۲
۱۲۳۳
۱۲۳۴
۱۲۳۵
۱۲۳۶
۱۲۳۷
۱۲۳۸
۱۲۳۹
۱۲۴۰
۱۲۴۱
۱۲۴۲
۱۲۴۳
۱۲۴۴
۱۲۴۵
۱۲۴۶
۱۲۴۷
۱۲۴۸
۱۲۴۹
۱۲۵۰
۱۲۵۱
۱۲۵۲
۱۲۵۳
۱۲۵۴
۱۲۵۵
۱۲۵۶
۱۲۵۷
۱۲۵۸
۱۲۵۹
۱۲۶۰
۱۲۶۱
۱۲۶۲
۱۲۶۳
۱۲۶۴
۱۲۶۵
۱۲۶۶
۱۲۶۷
۱۲۶۸
۱۲۶۹
۱۲۷۰
۱۲۷۱
۱۲۷۲
۱۲۷۳
۱۲۷۴
۱۲۷۵
۱۲۷۶
۱۲۷۷
۱۲۷۸
۱۲۷۹
۱۲۸۰
۱۲۸۱
۱۲۸۲
۱۲۸۳
۱۲۸۴
۱۲۸۵
۱۲۸۶
۱۲۸۷
۱۲۸۸
۱۲۸۹
۱۲۹۰
۱۲۹۱
۱۲۹۲
۱۲۹۳
۱۲۹۴
۱۲۹۵
۱۲۹۶
۱۲۹۷
۱۲۹۸
۱۲۹۹
۱۳۰۰
۱۳۰۱
۱۳۰۲
۱۳۰۳
۱۳۰۴
۱۳۰۵
۱۳۰۶
۱۳۰۷
۱۳۰۸
۱۳۰۹
۱۳۱۰
۱۳۱۱
۱۳۱۲
۱۳۱۳
۱۳۱۴
۱۳۱۵
۱۳۱۶
۱۳۱۷
۱۳۱۸
۱۳۱۹
۱۳۲۰
۱۳۲۱
۱۳۲۲
۱۳۲۳
۱۳۲۴
۱۳۲۵
۱۳۲۶
۱۳۲۷
۱۳۲۸
۱۳۲۹
۱۳۳۰
۱۳۳۱
۱۳۳۲
۱۳۳۳
۱۳۳۴
۱۳۳۵
۱۳۳۶
۱۳۳۷
۱۳۳۸
۱۳۳۹
۱۳۴۰
۱۳۴۱
۱۳۴۲
۱۳۴۳
۱۳۴۴
۱۳۴۵
۱۳۴۶
۱۳۴۷
۱۳۴۸
۱۳۴۹
۱۳۵۰
۱۳۵۱
۱۳۵۲
۱۳۵۳
۱۳۵۴
۱۳۵۵
۱۳۵۶
۱۳۵۷
۱۳۵۸
۱۳۵۹
۱۳۶۰
۱۳۶۱
۱۳۶۲
۱۳۶۳
۱۳۶۴
۱۳۶۵
۱۳۶۶
۱۳۶۷
۱۳۶۸
۱۳۶۹
۱۳۷۰
۱۳۷۱
۱۳۷۲
۱۳۷۳
۱۳۷۴
۱۳۷۵
۱۳۷۶
۱۳۷۷
۱۳۷۸
۱۳۷۹
۱۳۸۰
۱۳۸۱
۱۳۸۲
۱۳۸۳
۱۳۸۴
۱۳۸۵
۱۳۸۶
۱۳۸۷
۱۳۸۸
۱۳۸۹
۱۳۹۰
۱۳۹۱
۱۳۹۲
۱۳۹۳
۱۳۹۴
۱۳۹۵
۱۳۹۶
۱۳۹۷
۱۳۹۸
۱۳۹۹
۱۴۰۰
۱۴۰۱
۱۴۰۲
۱۴۰۳
۱۴۰۴
۱۴۰۵
۱۴۰۶
۱۴۰۷
۱۴۰۸
۱۴۰۹
۱۴۱۰
۱۴۱۱
۱۴۱۲
۱۴۱۳
۱۴۱۴
۱۴۱۵
۱۴۱۶
۱۴۱۷
۱۴۱۸
۱۴۱۹
۱۴۲۰
۱۴۲۱
۱۴۲۲
۱۴۲۳
۱۴۲۴
۱۴۲۵
۱۴۲۶
۱۴۲۷
۱۴۲۸
۱۴۲۹
۱۴۳۰
۱۴۳۱
۱۴۳۲
۱۴۳۳
۱۴۳۴
۱۴۳۵
۱۴۳۶
۱۴۳۷
۱۴۳۸
۱۴۳۹
۱۴۴۰
۱۴۴۱
۱۴۴۲
۱۴۴۳
۱۴۴۴
۱۴۴۵
۱۴۴۶
۱۴۴۷
۱۴۴۸
۱۴۴۹
۱۴۵۰
۱۴۵۱
۱۴۵۲
۱۴۵۳
۱۴۵۴
۱۴۵۵
۱۴۵۶
۱۴۵۷
۱۴۵۸
۱۴۵۹
۱۴۶۰
۱۴۶۱
۱۴۶۲
۱۴۶۳
۱۴۶۴
۱۴۶۵
۱۴۶۶
۱۴۶۷
۱۴۶۸
۱۴۶۹
۱۴۷۰
۱۴۷۱
۱۴۷۲
۱۴۷۳
۱۴۷۴
۱۴۷۵
۱۴۷۶
۱۴۷۷
۱۴۷۸
۱۴۷۹
۱۴۸۰
۱۴۸۱
۱۴۸۲
۱۴۸۳
۱۴۸۴
۱۴۸۵
۱۴۸۶
۱۴۸۷
۱۴۸۸
۱۴۸۹
۱۴۹۰
۱۴۹۱
۱۴۹۲
۱۴۹۳
۱۴۹۴
۱۴۹۵
۱۴۹۶
۱۴۹۷
۱۴۹۸
۱۴۹۹
۱۵۰۰
۱۵۰۱
۱۵۰۲
۱۵۰۳
۱۵۰۴
۱۵۰۵
۱۵۰۶
۱۵۰۷
۱۵۰۸
۱۵۰۹
۱۵۱۰
۱۵۱۱
۱۵۱۲
۱۵۱۳
۱۵۱۴
۱۵۱۵
۱۵۱۶
۱۵۱۷
۱۵۱۸
۱۵۱۹
۱۵۲۰
۱۵۲۱
۱۵۲۲
۱۵۲۳
۱۵۲۴
۱۵۲۵
۱۵۲۶
۱۵۲۷
۱۵۲۸
۱۵۲۹
۱۵۳۰
۱۵۳۱
۱۵۳۲
۱۵۳۳
۱۵۳۴
۱۵۳۵
۱۵۳۶
۱۵۳۷
۱۵۳۸
۱۵۳۹
۱۵۴۰
۱۵۴۱
۱۵۴۲
۱۵۴۳
۱۵۴۴
۱۵۴۵
۱۵۴۶
۱۵۴۷
۱۵۴۸
۱۵۴۹
۱۵۵۰
۱۵۵۱
۱۵۵۲
۱۵۵۳
۱۵۵۴
۱۵۵۵
۱۵۵۶
۱۵۵۷
۱۵۵۸
۱۵۵۹
۱۵۶۰
۱۵۶۱
۱۵۶۲
۱۵۶۳
۱۵۶۴
۱۵۶۵
۱۵۶۶
۱۵۶۷
۱۵۶۸
۱۵۶۹
۱۵۷۰
۱۵۷۱
۱۵۷۲
۱۵۷۳
۱۵۷۴
۱۵۷۵
۱۵۷۶
۱۵۷۷
۱۵۷۸
۱۵۷۹
۱۵۸۰
۱۵۸۱
۱۵۸۲
۱۵۸۳
۱۵۸۴
۱۵۸۵
۱۵۸۶
۱۵۸۷
۱۵۸۸
۱۵۸۹
۱۵۹۰
۱۵۹۱
۱۵۹۲
۱۵۹۳
۱۵۹۴
۱۵۹۵
۱۵۹۶
۱۵۹۷
۱۵۹۸
۱۵۹۹
۱۶۰۰
۱۶۰۱
۱۶۰۲
۱۶۰۳
۱۶۰۴
۱۶۰۵
۱۶۰۶
۱۶۰۷
۱۶۰۸
۱۶۰۹
۱۶۱۰
۱۶۱۱
۱۶۱۲
۱۶۱۳
۱۶۱۴
۱۶۱۵
۱۶۱۶
۱۶۱۷
۱۶۱۸
۱۶۱۹
۱۶۲۰
۱۶۲۱
۱۶۲۲
۱۶۲۳
۱۶۲۴
۱۶۲۵
۱۶۲۶
۱۶۲۷
۱۶۲۸
۱۶۲۹
۱۶۳۰
۱۶۳۱
۱۶۳۲
۱۶۳۳
۱۶۳۴
۱۶۳۵
۱۶۳۶
۱۶۳۷
۱۶۳۸
۱۶۳۹
۱۶۴۰
۱۶۴۱
۱۶۴۲
۱۶۴۳
۱۶۴۴
۱۶۴۵
۱۶۴۶
۱۶۴۷
۱۶۴۸
۱۶۴۹
۱۶۵۰
۱۶۵۱
۱۶۵۲
۱۶۵۳
۱۶۵۴
۱۶۵۵
۱۶۵۶
۱۶۵۷
۱۶۵۸
۱۶۵۹
۱۶۶۰
۱۶۶۱
۱۶۶۲
۱۶۶۳
۱۶۶۴
۱۶۶۵
۱۶۶۶
۱۶۶۷
۱۶۶۸
۱۶۶۹
۱۶۷۰
۱۶۷۱
۱۶۷۲
۱۶۷۳
۱۶۷۴
۱۶۷۵
۱۶۷۶
۱۶۷۷
۱۶۷۸
۱۶۷۹
۱۶۸۰
۱۶۸۱
۱۶۸۲
۱۶۸۳
۱۶۸۴
۱۶۸۵
۱۶۸۶
۱۶۸۷
۱۶۸۸
۱۶۸۹
۱۶۹۰
۱۶۹۱
۱۶۹۲
۱۶۹۳
۱۶۹۴
۱۶۹۵
۱۶۹۶
۱۶۹۷
۱۶۹۸
۱۶۹۹
۱۷۰۰
۱۷۰۱
۱۷۰۲
۱۷۰۳
۱۷۰۴
۱۷۰۵
۱۷۰۶
۱۷۰۷
۱۷۰۸
۱۷۰۹
۱۷۱۰
۱۷۱۱
۱۷۱۲
۱۷۱۳
۱۷۱۴
۱۷۱۵
۱۷۱۶
۱۷۱۷
۱۷۱۸
۱۷۱۹
۱۷۲۰
۱۷۲۱
۱۷۲۲
۱۷۲۳
۱۷۲۴
۱۷۲۵
۱۷۲۶
۱۷۲۷
۱۷۲۸
۱۷۲۹
۱۷۳۰
۱۷۳۱
۱۷۳۲
۱۷۳۳
۱۷۳۴
۱۷۳۵
۱۷۳۶
۱۷۳۷
۱۷۳۸
۱۷۳۹
۱۷۴۰
۱۷۴۱
۱۷۴۲
۱۷۴۳
۱۷۴۴
۱۷۴۵
۱۷۴۶
۱۷۴۷
۱۷۴۸
۱۷۴۹
۱۷۵۰
۱۷۵۱
۱۷۵۲
۱۷۵۳
۱۷۵۴
۱۷۵۵
۱۷۵۶
۱۷۵۷
۱۷۵۸
۱۷۵۹
۱۷۶۰
۱۷۶۱
۱۷۶۲
۱۷۶۳
۱۷۶۴
۱۷۶۵
۱۷۶۶
۱۷۶۷
۱۷۶۸
۱۷۶۹
۱۷۷۰
۱۷۷۱
۱۷۷۲
۱۷۷۳
۱۷۷۴
۱۷۷۵
۱۷۷۶
۱۷۷۷
۱۷۷۸
۱۷۷۹
۱۷۸۰
۱۷۸۱
۱۷۸۲
۱۷۸۳
۱۷۸۴
۱۷۸۵
۱۷۸۶
۱۷۸۷
۱۷۸۸
۱۷۸۹
۱۷۹۰
۱۷۹۱
۱۷۹۲
۱۷۹۳
۱۷۹۴
۱۷۹۵
۱۷۹۶
۱۷۹۷
۱۷۹۸
۱۷۹۹
۱۸۰۰
۱۸۰۱
۱۸۰۲
۱۸۰۳
۱۸۰۴
۱۸۰۵
۱۸۰۶
۱۸۰۷
۱۸۰۸
۱۸۰۹
۱۸۱۰
۱۸۱۱
۱۸۱۲
۱۸۱۳
۱۸۱۴
۱۸۱۵
۱۸۱۶
۱۸۱۷
۱۸۱۸
۱۸۱۹
۱۸۲۰
۱۸۲۱
۱۸۲۲
۱۸۲۳
۱۸۲۴
۱۸۲۵
۱۸۲۶
۱۸۲۷
۱۸۲۸
۱۸۲۹
۱۸۳۰
۱۸۳۱
۱۸۳۲
۱۸۳۳
۱۸۳۴
۱۸۳۵
۱۸۳۶
۱۸۳۷
۱۸۳۸
۱۸۳۹
۱۸۴۰
۱۸۴۱
۱۸۴۲
۱۸۴۳
۱۸۴۴
۱۸۴۵
۱۸۴۶
۱۸۴۷
۱۸۴۸
۱۸۴۹
۱۸۵۰
۱۸۵۱
۱۸۵۲
۱۸۵۳
۱۸۵۴
۱۸۵۵
۱۸۵۶
۱۸۵۷
۱۸۵۸
۱۸۵۹
۱۸۶۰
۱۸۶۱
۱۸۶۲
۱۸۶۳
۱۸۶۴
۱۸۶۵
۱۸۶۶
۱۸۶۷
۱۸۶۸
۱۸۶۹
۱۸۷۰
۱۸۷۱
۱۸۷۲
۱۸۷۳
۱۸۷۴
۱۸۷۵
۱۸۷۶
۱۸۷۷
۱۸۷۸
۱۸۷۹
۱۸۸۰
۱۸۸۱
۱۸۸۲
۱۸۸۳
۱۸۸۴
۱۸۸۵
۱۸۸۶
۱۸۸۷
۱۸۸۸
۱۸۸۹
۱۸۹۰
۱۸۹۱
۱۸۹۲
۱۸۹۳
۱۸۹۴
۱۸۹۵
۱۸۹۶
۱۸۹۷
۱۸۹۸
۱۸۹۹
۱۹۰۰
۱۹۰۱
۱۹۰۲
۱۹۰۳
۱۹۰۴
۱۹۰۵
۱۹۰۶
۱۹۰۷
۱۹۰۸
۱۹۰۹
۱۹۱۰
۱۹۱۱
۱۹۱۲
۱۹۱۳
۱۹۱۴
۱۹۱۵
۱۹۱۶
۱۹۱۷
۱۹۱۸
۱۹۱۹
۱۹۲۰
۱۹۲۱
۱۹۲۲
۱۹۲۳
۱۹۲۴
۱۹۲۵
۱۹۲۶
۱۹۲۷
۱۹۲۸
۱۹۲۹
۱۹۳۰
۱۹۳۱
۱۹۳۲
۱۹۳۳
۱۹۳۴
۱۹۳۵
۱۹۳۶
۱۹۳۷
۱۹۳۸
۱۹۳۹
۱۹۴۰
۱۹۴۱
۱۹۴۲
۱۹۴۳
۱۹۴۴
۱۹۴۵
۱۹۴۶
۱۹۴۷
۱۹۴۸
۱۹۴۹
۱۹۵۰
۱۹۵۱
۱۹۵۲
۱۹۵۳
۱۹۵۴
۱۹۵۵
۱۹۵۶
۱۹۵۷
۱۹۵۸
۱۹۵۹
۱۹۶۰
۱۹۶۱
۱۹۶۲
۱۹۶۳
۱۹۶۴
۱۹۶۵
۱۹۶۶
۱۹۶۷
۱۹۶۸
۱۹۶۹
۱۹۷۰
۱۹۷۱
۱۹۷۲
۱۹۷۳
۱۹۷۴

## قطعه تاریخ انتزاع سلطنت از شاه اوده

چون اوده را گذاشت شاه اوده — شد عجب انقلاب واویلا
شادی گفت مصرع تاریخ — لکهنؤ شد خراب واویلا

## تاریخ وفات جعفری بیگم همشیره حسین میرزا صاحب عشق

چون بصناه جعفری بیگم — زین جهان رفت سوی باغ جنان
شده سالش به صنعت تخریج — رفت ا جعفری بدرے بے جان

## تاریخ وفات مولوی سید باسط علی مغفور

نجل رفت چو باسط علی اوستادم — فقیه و صرفی و نحوی و فاضل اکمل
شده بصرع تاریخ معنوی صوری — دوشنبه نهم شب نوزده بیع اول

## تاریخ وفات مادر مصنف

چون مادر من آه ز فانج به غش افتاد — روحش صفت حور بفردوس مکین شد
تاریخ چو جستم چو تامیم وجه تخریج — غش آمده از جسم برون جان حزین شد

## تاریخ وفات همشیره والد مصنف

عمه ما را چو آتش سوخته رفت حیات — جان بلب شد صدمه درد والم در یافته
پنجشنبه بست رجب از صفر جلت بمرد — در رواض خلد قصر عدل نکو سر یافته
رسد ضات از مصرع آخر تاریخش بگیر — ظل طوبی قرب زسر اجام کوثر یافته

## تاریخ بطبع دیوان نواب مجید الدوله بهادر

مجید الدوله بهادر سخنور نکته دان — وز سر شیب نموده کلام دل جو را
سیفین طبع دیوان آ لفظ بیت بگیر — سه تا نظم در بهشت کمین مجال اورا

## تاریخ بنای مسجد

بهر چون سکینه بیگم ساخت — تا ے کعبه خدائے کریم

شاد تاریخش از خدا چو بخواست | قال ہذا مقام ابراہیم ۱۲۷۷ھ

قطعہ تاریخ مسجد

پس بلوہ چو اول مسجدے ساخت | امیر بیگم آن عالی مقام ست
چو پرسیدم سنینش ہاتفی گفت | کہ زیب مسجد بیت الحرام ست ۱۲۷۹ھ

تاریخ نقل کربلائے چوبے از کربلا نواب میر محمد حسین آوردند

امیر ساخت نقل کربلا را | مثال کربلا بازیب و زین ست
رقم شد مصرعہ سال بنایش | شبیہ شہد پاک حسین ست ۱۲۷۹ھ

تاریخ بنای مکان نواب افضل محل در سہ مصرع فی مصرع تاریخ درین صنعت کہ منقوطہ بمنقوطہ و مہملہ بامہملہ و یا منقوطہ با مہملہ مصرعہ ثانی ضم کنند تاریخ بسیار ظاہر شود

زہے کاخ نواب افضل محل | بطاق نکو با خوش آئین مکان
در مصرعہ من مکرر بسنج | عزا خانۂ پاک و بیت حنان ۱۲۷۹ھ

قطعہ تاریخ ختنہ پسر میر سلطان حسین

جشن ختنۂ ہمایون فال | خرمی در جہان ست شام و پگاہ
مصرعۂ سال ختنۂ مسعود | اے زہے سنت خلیل اللہ ۱۲۷۹ھ

تاریخ تولد میر حسین پسر اولاد علی

شد تولد بن اولاد علی میر حسین | مہروش زہرہ جبین ماہ لقا نیک نہاد
گشت تاریخ ولادت بہ یکے افظ حسین | باعشر ضرب کہ من کل عشرات و آحاد ۱۲۸۰ھ

تاریخ ختنہ پسر نواب اسد علی خان

نبود نواب اسد علی خان | محتشم نبود نور دیدہ
گلچین بہار بہر تاریخ | گلبن از شاخ گل پریدہ ۱۲۸۲ھ

تاریخ رحلت میر علی اوسط رشک

بگہ بلا سفری شد چو رشک اہل عدن | بخلد رفت ز فضل خدائے رب کبار
الف بر شک فزود و دو سنین گر شمرش گیر | چہار مرتبہ بے روی رشک کن تکرار

۱۲۸۴ھ

## تاریخ تولد پسر نواب نبو

از خدا نواب نبو فضل یافت | در یکتا بے نظیر و بے بدل
مصرعہ تاریخ ہجرے شد سنین | اے زہے خورشید آمد از حمل

۱۲۸۴ھ

## تاریخ تعمیر مکان خاقان بہو صاحبہ محمد علیشاہ

ملکہ دہر بر ونق پر داخت | جاے تمکین در زنانستان منزل
شاہ بنوشت چنین سال بنا | طاق کسراے و خاقان منزل

۱۲۸۶ھ

## تاریخ وفات دختر و محل نواب صادق علیخان بہادر بیگم صاحبہ محمد علیشاہ بادشاہ

حیف اے محبوبۂ صادق علیخان مردہ | زیر طوبیٰ باد مامن فادخلی فی جنتی
چون سنین ہجری و فصلی بگفتم مصرعہ | قال رضوانؑ بامین فادخلی فی جنتی

۱۲۸۶ھ

## تاریخ وفات راجہ تجمل حسین خان بہادر تعلقدار بہمٹو امیٹھو

زد ندا چو باز د تجمل حسین | علی نجش زینت بنی نجش زین
چو ہاوی حسن شد بتاریخ سال | بخلد آمدہ با تجمل حسین

۱۲۸۷ھ

## تاریخ تولد بیرہ مصنف

ابن اخی مارا چو ن حق بداد طفلے | والفجر روے روشن والیل الف زیبا
بنوشت کلک قدرت یک مصرع دو سالش | تاریخ آیۂ بین والشمس والضحیٰ

۱۲۸۹ھ

## قطعہ تاریخ وفات جنت مآب اعلی درجہ

بست و چہار و صبح شنبہ ماہ صیام | مرد ابر مجتہد العصر خاص و عام
آن مقتداے خلق کہ اہم مہارکش | ہمنام رہنماے تقی نہم امام
آن پیشواے سرور دین شافع امم | آن ہادیے کہ راہبر کافۂ انام

آن رست گو که علم و عمل هر دو متفق — چون قول فعل خامه مساوی بود مدام
آن عارفی که ذوی شرف عرفان حق ازو — آن زاهدی که زهد با و زاهدے نظام
اکمل تراز همه علماے ذوی العلوم — افضل تراز همه فضلاے ذوالاحتشام
قائم مقام حجت قائم میان دهر — چون نائب رسول ائمه بالالتزام
پیر کرشمل موسی عمران عصا بدست — عالی مراتبے که چو عیسے فلک مقام
ایمان پناه قاضی اسلام بارگاه — مسند نشین شرع مبین مفتی کرام
علمائے که سرمایهٔ واجب و فرض — تعلیم میکنند فقهاے ذوالکرام
روح القدس شرف ببر دازمقدمش — نازند با تقدس او قدسیان تمام
میرامم سلسلهٔ آل احمدی — در سبحه فاطمه چو بود منسلک امام
نفوسے برند متقیان زاتقای او — با نبض پارسائی او پارسا بکام
عالی مراتبی چو بخواند نماز را — خم گردن رکوع بگردد پے سلام
تعظیم او بر کن اذان ست فرض عین — در پردهٔ قعود اقامت کند خرام
جاے کے نماز اهل یقین جا نماز او — سجاده اش که زینت مسجود خاص و عام
جانم فدا بهم بخشش که در نماز — تا زیست چون کلیم نبوده زحق کلام
شکر خدا بنطق دهن کرده هر زمان — هر دم بذکر یاد الهی زبان بکام
کارے ز دست خیر نکرده سواے خیر — جز راه حق قدم ننهاده دم خرام
روزے که زیر [illegible] همان خفت — روحش دم گرد بخلد برین مقام
میگفت شاد مصرع تاریخ رحلتش — در داشده جماعت الاسلام پے امام

۱۲۸۹ھ

## تاریخ وفات پسر نواب محمد مهدی

پور نواب محمد مهدے — از قضا حیف تہ خاک افتاد
شاد بنوشت چنین سال وفات — آه داغ جگرے چیجاب داد

۱۲۸۹ھ

## تاریخ تعمیر دروازہ ہلالی مکان نواب محمد مہدی

چو بنا نمود بابے ہم نام مہدی دین — خم در کمان کشیدہ چو برج قوس عالی
چو شدہ سنین فضلی کز اوج او بگشتہ — حجل ابر رے مہ نو بمد در ہلالی
۱۲۸۹ھ

## تاریخ طبع دیوان نواب اجمیری صاحب جوش بنیرہ نواب محبت خان مرحوم

تبارک اللہ چو دیوان جوش شد مطبوع — بمطبع اودہ اخبار لکھنؤ بنیاد
سنین سال بدیوان جوش گیر از جوش — بجار ضرب مائت کن بدہ بکین آحاد
۱۲۹۰ھ

## تاریخ طبع دیوان سید ہادی علی بیخود

زینت طبع چو گردید کلام بیخود — ہر یکی اہل زبان داد سخن سنجی داد
شاد سیگفت چو تاریخ بہ لفظ بیخود — شد و چیدان مائت سہ عشر و نہ آحاد
۱۲۹۰ھ

## تاریخ تعمیر سرای رستم در شہر گوالیار

سرائے چو رستم بنا کرد شاد — ثنا ہا بہ ہر منزل دور بکن
سنینش بگیر از سہ حرف سرا — ثمن مربع معشر بکین
۱۲۹۰ھ

## تاریخ مسجد گوالیار حسب فرمایش میرزا در حسین کمیدان +

خلیل آسا چو رستم مسجدی ساخت — بہ ملک بت پرستان زیر افلاک
سنینش گفت شاہ صاحب دین — بکفرستان بنا شد کعبہ پاک
۱۲۹۰ھ

## تاریخ وفات نواب خورشید میرزا مرحوم

خورشید مرزا چو بودہ نواب — در خاک ہمان ماہ کمال آمدہ آہ
چون پائے ز دنیا بردہ از پی سال — خورشید جوانی نبرد وال آمدہ آہ
۱۲۹۱ھ

## تاریخ طبع مثنوی خواجہ بادشاہ سفیر

چون مثنوی مع القصاوید — مطبوع شدہ مرقع آہنگ
نقاشش خرد نوشت تاریخ + — بتخانۂ چین کہ نقش ارژنگ
۱۲۹۱ھ

| | | |
|---|---|---|
| طبع شد چون مثنوی شاهد خوش گو سفیر | و له | هر یکی مثنیش برای معنی روشن محل |
| مصرعه تاریخ گفته شاد چون مطبوع شد | | مثنوی لاجواب و بی مثال بی بدل |

۱۲۹۲ھ

قطعه تاریخ دیوان جناب مقیم الدوله راجه نواب علیخان مرحوم رئیس محمود آباد

| | |
|---|---|
| راجه ممدوح تخلص سحر | گوهر یکتای بیاض سحر |
| هر سخنی زینت درگوش او | زیور سیمای بیاض سحر |
| معنی رنگین همه خورشید تاب | چون گل رعنای بیاض سحر |
| طبع بگشت آن سخن بی نظیر | رونق اجزای بیاض سحر |
| تا سر و پا آمده فصلی سنین | دفتر زیبای بیاض سحر |

۱۲۹۳ھ ۱۲۰۳ سنه فصلی مطابق

تاریخ دیوان عرش مغفور

| | |
|---|---|
| گشت طبع چو دیوان عرش خوش گفتار | حدیقه گل معنی و گلشن اشعار |
| سنین طبع ز دیوان عرش فصلی گیر | ز حرف حرف بدیوان عرش کن تکرار |

۱۲۹۳ھ ۱۲۰۳ سنه فصلی مطابق

تاریخ تولد فرزند نواب علی حسین خان عرف ننن صاحب

| | |
|---|---|
| چون ز حق نواب ننن طفل یافت | کوکب بدر الدجی نورا لهدا |
| بهر تاریخ ولادت شاد گفت | سال فصلی ای ز نبی شمس الضحی |

۱۲۹۲ھ ۱۲۰۲ سنه فصلی مطابق

تاریخ وفات جناب میر علی اکبر مرحوم مرثیه گو

| | |
|---|---|
| مرثیه گو انیس سحر بیان | زین مهمان رفت و شد بهشت مقام |
| بی سر و پا تمام شد بی سال | فرد مصرعه چه مرثیه چه سلام |

۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات جناب سلامت علی مرحوم دبیر

| | |
|---|---|
| چون دبیر از دفتر عالم سفر کرده بلند | خاک بر سر حرف تردهم قلم و بی دبیر |
| از پئے سالش بصنع تخ چه شد مصرعه | خار بے طوطی چمن بے هم قلم و بے دبیر |

۱۲۹۲ھ

تاریخ تولد بنت سید حسین

تولد شده بنت سید حسین
در عصمت و کوکب دلبری
پی سال تاریخ شد مصرعه
بدر آمده از محل مشتری

تاریخ تولد پسر امیر الدوله سعید الملک راجه محمد امیر حسن خان بهادر ممتاز جنگ ۱۲۹۱ھ

چون زرق طفلی امیر الدوله یافت
نیر اقبال مهر غرد شان
عیسوی سالش چو پرسیدم زدل
گفت اے روشن چراغ دودمان

۱۸۷۶ء متعلق ۱۲۹۳ھ

تاریخ وفات بنت ناظم آغا علیخان

چو بعد وضع حمل حیف بنت ناظم مرد
برفت در ارم نخوت وفا طمه به نشست
بمصرعه شده تحریر عیسوی تاریخ
دُر یتیم بدر آمده صدف شکست

۱۸۷۶ء مطابق ۱۲۹۳ھ

تاریخ تولد پسر نواب سید محمد مهدی صاحب

پسر بیافت چو نواب سید مهدی
سپهر تیر اقبال و ماه کنعانی
قلم نوشت پی سال مصرعه تاریخ
طلوع شد ز حمل آفتاب نورانی

۱۲۹۴ھ

تاریخ مکتب نبیره مصنف

چون شد مکتب نبیره من
بعنایات خالق اکبر
بدل رجحان شد ند جمله سنین
درس و تدریس علم و فضل و هنر

۱۲۹۴ھ

## مخمس اول بر غزل عرش مرحوم

سنبلین موضنم صید فگن تیر کی
لاله رخسارت عهد شکن تیر کی
گیسوان رشک سرین دشمن تیر کی
سرو قد غیرت صد غنچه دهن تیر کے
تیکدے مین نظر آتے مین چین تیر کے

بحر عالم مین وہ بیچین غرقاب ہی
اضطراب دل مضطر سی ہی جان نقش بر آب
بیقراری کے سبب اکر سین مو مین بیتاب
دم مری طرح جو رکتا ہے تو کہتے ہین جناب

۴ سخت جانی سے نہ بن جائیں بدن پتھر کے

بہ زبانی سے ہے کچھ روح میں رنجور ہوا
شق ہوا جو دہن زخم وہ ناسور ہوا
ہر صنم طعنہ زنی پر جو ہیں معمور ہوا
سخت باتوں سے مرا شیشۂ دل چور ہوا

۵ کہیں نہ کہیے کہ ہوتوں کے ہیں سخن پتھر کے

اک تو یوں نہیں گل خندان ہیں محفل بسکہ نگار
او سیہ طرہ ہے یہ اے غنچہ دہن لالہ عذار
حسن آرائش زیور ہے وہ رنگ گلزار
ہر انگوٹھی میں عقیق شجری کی ہے بہار

۶ تو نے ہاتھوں میں دکھائے ہیں حزیں پتھر کے

اسقدر ضعف سے تھی تاب و توان سب کی گئی
دم پہ بنتی تھی جو ہلنے کا کروں قصد کبھی
جنبش نبض نہ تھی جان گسل اک حتی جی
ناتوانی کا یہ ہے زور پس مردن بھی

۷ صدمے دیتا ہے مجھے تار کفن پتھر کے

یہ برومندی روزی سے ہے عالم خورسند
سیر ہوتے ہیں شب و روز چرند و پرند
سنگدل کا بھی ازوقہ کبھی ہوتا نہیں بند
آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند

۸ رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے

مال و دولت پہ نہ مغرور جہاں میں ہو کوئی
ہو گیا خاک جو قارون کی امارت کی لی
بے ثباتی میں ہے ہر انسان ہی تصویر گلی
منعموں مٹی میں ملجائیگی آخر مٹی

۹ قصر سنگین سے نہیں خانۂ تن پتھر کے

خوش جمالی کو بنایا ہے جو سرچشمۂ فیض
دولت حسن لٹا صورت زر چشمۂ فیض
خیر جاری ہے دہم ہے اگر چشمۂ فیض
بوسے عشاق کو دے بند نہ کر چشمۂ فیض

۱۰ کہ سزاوار نہیں چاہ ذقن پتھر کے

اسقدر آتش غم سینہ میں ہر شعلہ فشاں
گرم آہیں جو کروں منہ سے نکلتا ہے دھواں
کیوں نہ دل میں مرے مسکن نار سوزاں
دم غم میں مجھے رکھتی ہے تپ عشق تپاں

۱۰ جیسے ہوتے ہین ستاروں کے وطن تیر کے

تار الفت رسن و سنگ تپان سنگدلی
ڈھیلی آنکھون کے غضب رائف بلا کی سی
سنگسار اسنے کیا اسنی لگائی پھانسی
سر کے ٹکڑے بھی ہوے پاؤ نہین رسی بھی بندھی

۱۱ اپنی تقدیر مین صدمے تھی رسن تیر کے

بسمل تیر ترہ مرغ زمانہ ہین یہ واہ
طائر قبلہ نما تک ہین ترطپنے واللہ
تو بھی چوزنگ و دو دام کو کر دل خواہ
دشت کو مسلخ قصاب کرا سے تیغ نگاہ

۱۲ شیر لوہے کے بنے ہین نہ ہرن تیر کے

تو وہ ہی تازہ بہار گل بیخوف خزان
جو گلستان جہان مین ہی ہمیشہ خندان
شجری سنگ کی پھولون کا ہو کیونکر نہ گمان
تیرے چلون کی گلونکو نہین متھے ہین نشان

۱۳ ہین مگر نقش یہ اے غنچہ دہن تیر کے

تیغ ابرو جو تری کشتون سے رن پاٹیگی
شاخسارون کی طرح نخل بدن جھانپیگی
دم سوا اور بڑھیگا جو لہو جائیگی
اپنی تلوار ہی واللہ بہت کاٹیگی

۱۴ اے صنم کیا ہین رقیبون کی بدن تیر کے

عیب ہنرون نے غرا عیب سے پائی جو ہری
تب ہوی صورت تصویر خموشی سو جبی
اسکا شکوہ نہین کچھ یہ ہی شکایت اتنی
نہ معرف جو ہوئی دل شکنی کے میری

۱۵ بن گئے قدر شناسان سخن تیر کے

شاہ کو یاد جو آتا ہے شباب اپنا عرش
وہ ضعیفی مین ہی ہر بار یہی کہتا عرش
نوجوانی مین تو کل زور کیے کیا عرش
پھول اب رعشۂ پیری سے نہین اوٹھتا عرش

نوٹ تھے کبھی ان ہاتھون سے سمن تیر کے

## خمس و دم بر غزل مصنف

گلشن پہ جو کی چشم عنایت سبی نظر بھی
شاخین ہوئین سرسبز ہری ہر گرد شجر بھی

| | |
|---|---|
| یہ دیکھو کو ملے پھول نہا نو کو تر بھی | خوشبو کی عطا گل کو جب آوش شوخ ذرہ بھی |
| ۲ | منہ پھیر کے غنچہ نے کہا کچھ تو دہر ہی |
| ناپید نشان ہی کمر زار بتان کا | کیا بھید کھلا تیرخدائے دوجہان کا |
| گم سایہ رہا فخر رسولان زمان کا | قاصد کو بھی عقدہ نہ کھلا موی میان کا |
| ۳ | دکھلائی کبوتر نے کمر کے کمر بھی |
| تربت میں بھی ناواقف بیداد نہیں ہیں | مر کر بھی جو راحت ہو وہ ناشاد نہیں ہیں |
| مٹی میں ملے غم سے پر آزاد نہیں ہیں | اک گرد پریدہ ہی سو برباد نہیں ہیں |
| ۴ | پامال ہیں جیوں نقش قدم خاک بسر ہی |
| تن ہے ازلی محبس صیاد جفا جو | ہے دام بلا تار نفس صورت کیسو |
| ہر بند ہے لاغر بدنی سو گرہ مو | وہ مرغ گرفتہ ہوں کہ باندھے گئی بازو |
| ۵ | پرواز کے قابل نہوے تھی ابھی پر ہی |
| تا سور جو ہوں صورت نے لب فیضان ہو | جاری ہو لہو زخم جو شق مثل گنان ہو |
| بھوئے جو کوئی آبلہ وہ اشک فشان ہو | رونے میں نہ کیوں چشمہ سی خونابہ روان ہو |
| ۶ | دل ہی نہیں پانی ہی مرا خون ہی جگر بھی |
| وہ برگ خزانی ہوں جو برباد ہو چل کے | وہ پھول ہوں کملہتی ہی جو پانی کے جو مرجھا کے |
| وہ شاخ ہوں سوکھی ہوئی جس شاخ گلستاں | وہ نخل بریدہ ہوں میں کیسی ہی بہار آئے |
| ۷ | جز تیغ کے پھل کے نہ لگے کوئی ثمر ہی |
| برہم ہی کتابت خط توام میں ہمارے | ہیں سوگ نشین دفتر عالم میں ہمارے |
| ہر حرف سیہ پوش ہی ماتم میں ہمارے | اک خامہ ہی دل چاک نہیں غم میں ہمارے |
| ۸ | روتا ہے سدا پھوٹ کے ہر کاغذ تر ہی |
| دم بر لبی یا جان حزیں کی غم فرقت | یا صدمہ دوری سی ہو نوبت یہ ہلاکت |

نازل ہو بلا روز جدائی مین کہ آفت — جیتے ہین تو کٹ جائیگی تا صبح قیامت

۹ — آخر شب ہجران کی کبھی ہوگی سحر بھی

وہ بلبل سکیں ہون سیان چمنستان — ہین داغ مبل جسکے گلہ لالہ و ریحان
سنبل بھی پریشان ہے نرگس بھی ہے حیران — اک گل ہی نہین شاخ مغ گشت بدندان

۱۰ — ملتا کف افسوس ہے ہر برگ شجر بھی

ہین دلبر و دلدار جہان جیتے ہی جی تک — یاور ہین مددگار جہان جیتے ہی جی تک
غم کھاتے ہین غمخوار جہان جیتے ہی جی تک — دمساز ہین سب یار جہان جیتے ہی جی تک

۱۱ — برسون کوئی ہوتا نہین مرنے پہ خبر بھی

جذب کشش الفت کامل جو بہم ہو — فریاد کہ چوٹ کاشیرین کو الم ہو
ہم رو مین تو پانی جگر اہل ستم ہو — اے شاہ خدا چاہے تو وہ رام صنم ہو

نالون مین بھی تاثیر ہے آہون مین اثر بھی

۱ — مخمس سوم بر غزل خواجہ حیدر علی آتش

دل مرے پر جو تجلی گہ عرفان ہوگا — جلوہ طور سر کوہ غریبان ہوگا
ذرہ ذرہ سے تہ خاک چراغان ہوگا — ریخ راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا

۲ — مشعل راہ عدم داغ غریبان ہوگا

مشتعل سینہ مین یہ آتش غم ہے والد — شمع ساں سر سے نکلتا ہے دہان زخم پگاہ
طور کیطرح جلا سون یہ تب عشق سے آہ — مجمہ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سی سیاہ

۳ — گوشہ چشم کوئی گوشہ دامان ہوگا

لب پہ گھڑی ہے مری جان فگار کے — کوچ دنیا سے ہے جلد آیئے رخصت کے لیے
کوئی پھر کر نہین آتا ہے عدم مین جا کے — عود کرنے کی نہین روح نکلکر تن سے

۴ — سہر نہوگا یہ گمر آباد جو ویران ہوگا

مشتعل آتش غم دل مین ہے مانند چراغ
شمع ساں گرم مزاجی سے گھبلتا ہو دماغ
کیون نہ فتیلہ رگ جان ہو نگل نخم چراغ
آتش عشق سے ہوتا ہو سراپا تن داغ

۶
وہ گنہگار رہون جو سر دوش افغان ہوگا

الہ سان داغ دلی چرخ نے کیا کیا مجکو
ہر رو ش خار کے مانند سکھایا مجکو
اب خزان کا نہین اس باغ مین کھٹکا مجکو
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجکو

۷
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا

تمرہ نخل جوانی ہو تو وہ اے دلبر
بھولے گال تو غنچہ سے دہن ہو بہتر
حسن نے لالہ و ریحان کو کیا ہو ہمسر
خط کا آغاز قیامت ہے رخ دلبر پر

۸
خاکو گل دیدہ انصاف مین یکسان ہوگا

مجھسے شیرین ہے مخمل مجھی ہو خسرو دل جان
نور سن سے ہو حسین نل سو سوا مین مفتون
کوئی لیلی تری ثانی ہے نہ مجسا مجنون
حسن کا خاتمہ توعش کا مین خاتمہ ہون

۹
نہ گدا مجسا نہ مجسا کوئی سلطان ہوگا

ماتھ پر دہ وری اوسکو حجاب آنکھ پہر
ہیجانی شب وصلت مین مجھے مد نظر
صفت موی میان لاکھ ہو پوشیدہ مگر
دست گستاخ مین قرآق کا پاتا ہون سر

۱۰
ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا

تشنہ کامی مین ہو کاکل کی ہو مہانس کا مزا
پانی پیتا ہون تو پڑتا ہے گلے مین پھندا
جان لیوا دام محبت ہے جو مر کر چھوٹا
بعد میرے نہ گرفتار رہے گا مجسا

۱۱
زلف خوبان کا بت حال پریشان ہوگا

دیکھکر کاکل و رخ شیخ و برہمن ہارے
اہل تسبیح بنے صاحب زنار ہوے
کافر عشق یہ سب حسن کی بندی ہین ترے
بے نیازی سے فریب ایسے بت عیار نہ دے

۱۲
ہم نہ مانین گے خدا صورت انسان ہوگا

| | |
|---|---|
| مقطع ۱۳ بارہ کشون کی ہی جہان مین صحبت | وقت رز بند ہی شیشہ مین پری کی صورت |
| کیون نہون مست شر سونکہ ہے اوسکی نکہت | بوی مے کہتی ہے اس کیدہ مین کیفیت |
| ۱۴ محتسب توڑ کے شیشہ کو پشیمان ہوگا | |
| مرصفیر قفس مین جو پہر کی تقدیر | بیچنے پھول کی ہوگی زر گل کی زنجیر |
| باغبان ہونگے عنادل کی محبت مین اسیر | نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر |
| ۱۵ دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا | |
| تجنے ہین رشک پری خرد و بزرگ ای آتش | اوسپہ سب دیتے ہین جی خرد و بزرگ ای آتش |
| شاد پر کیا ہو کوئی خرد و بزرگ ای آتش | اوسکے عاشق ہین سبھی خرد و بزرگ ای آتش |
| برشک ہوگا جو کوئی طفل بھی گریان ہوگا | |
| ۱ مخمس چہارم بر غزل میر تقی میر | |
| زندگی برق تاب کی سی ہے | غفلت مرگ خواب کی سی ہے |
| رگ جان موج آب کی سی ہے | ہستی اپنی حباب کی سی ہے |
| ۲ یہ نمایش سراب کی سی ہے | |
| ہو جو اودی مسی گھٹا کیہے | سرخ لاکھی کو خوبھا کیہے |
| بات مین لال بولتا کیہے | نازکی اون لبون کی کیا کیہے |
| ۳ پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے | |
| دل ٹھکانے نہین جو پاتا ہون | نہین اک جا قرار کھاتا ہون |
| گھر مین گہ گاہ باہر آتا ہون | بار بار اوسکے در پہ جاتا ہون |
| ۴ حالت اک اضطراب کی سی ہے | |
| نالے زنگ و جرس سے تھے وساز | دہن نے سے تھی نغان آغاز |
| نالہ غمخوار تھے سخن پرداز | مین جو بولا کہا کہ یہ آواز |

| | | |
|---|---|---|
| ۵ | اوسی خانہ خراب کی سی ہے | |
| حسن کی نظم مین وہ فرد ہے تو | | سر دیوان ہے جسکا مطلع رو |
| قد موزون ہے مصرعہ دلجو | | نقطۂ خال سے ترا ابرو |
| ۶ | بیت اک انتخاب کی سی ہے | |
| سوز فرقت ہے جانگداز اشاید | | پھپک رہا ہے جگر مرا شاید |
| ہے کلیجہ گداختہ شاید | | آتش غم سے دل بھنا شاید |
| ۷ | دیر سے بوکباب کی سی ہے | |
| نیلی پیلی سحاب کے لگتے | | فصل باران مین آتے ہی آگے |
| حق تعالے ہی آبرو رکھے | | دیکھیے ابر کیطرح اب کے |
| ۸ | سیری چشم پر آب کی سی ہے | |
| ہے ثبات جہان تصور پر | | واہمہ ہے نمود و بود بشر |
| خوب تک کس نہیں سو رہا ہے مدر | | چشم دل کھول کر خیال تو کر |
| ۹ | یان کی اوقات خواب کی سی ہے | |
| عشوہ و غمزہ ناز آنکھون مین | | سحر جادو طراز آنکھون مین |
| شاد اون فتنہ ساز آنکھون مین | | میرا ون نیم باز آنکھون مین |
| | ساری مستی شراب کی سی ہے | |
| ۱ | **تخمس بر غزل مصنف** | |
| فلک دون نے زراعت نئی ایجاد کی ہے | | ہر روش خوشۂ بیدانہ کی بنیاد کی ہے |
| کمی رزق زمانہ مین وہ ایزاد کی ہے | | یہ اوڑی خلق سے روزی نا شاد کی ہے |
| ۲ | کہین بہوسی بھی نہین رانۂ برباد کی ہے | |
| پہانسان دی رہی کاکل سم ایجاد کی ہے | | دم قفس کر رہی تنگی دل ناشاد کی ہے |

| | |
|---|---|
| اوسپہ طرہ یہ جفا بانی بیداد کی ہے | نہ ترسنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے |
| ۳ | گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مری صیاد کی ہے |
| عشقبازی کا ہے جونل کیطرح دل کو مزا | جان واجب کی طرح حسن کو اوپر ہے فدا |
| دست پرویز سے ہے دست جنون تیز اپنا | حوصلہ پاؤن کو ہے قیس کی پامردی کا |
| ۴ | سر کو سر چوٹ ہماری سر فریاد کی ہے |
| زخم تشنہ کے کچرے جو لطافت کی ملین | حلقہ خلد شہیدون کو لیاقت کے ملین |
| جو بہت جامع زیبانہ جراحت کے ملین | چار ہی پارچہ منعت مین شہادت کی ملین |
| ۵ | کرے چرنگ جو مرضی مرے جلاد کی ہے |
| روزاول سے جنون زاہے پیدا تو لیدمری | حلقہ زن خلق جو شرمان ہوئی زنجیر بنی |
| ہسکڑی ہاتہ کی رگ پاؤن کی رگ ہے بیڑی | طوق منت کا گلوگیر مرے ہے آزلی |
| ۶ | ہنسلی گردن کی بنالی نہین حداد کی ہے |
| پہنے ہین خرقہ ساوس گدای شہ حسن | کون ہے جو نہین دنیا مین نہیا ای شہ حسن |
| ہے جو قیمہ تعلق سے رہائی شہ حسن | ہم فقیرون کی تجرد پہ بخا ای شہ حسن |
| ۷ | دل گرفتار ہین صورت الف آزاد کی ہے |
| غم نے سینے مین پئے تیغ زنی منزل کی | سر ہوکیا جان پہ ارمان سے ہم مشکل کی |
| حسرت دیدار صفآرا ہین یہ مجمہ بسمل کی | سیکڑون آرزوین ہوتی ہین کشتہ دل کی |
| ۸ | نامرادی ذہیری تیز کی بیداد کی ہے |
| لاکے عشق پسر ہر دل مادر مین مقیم | اشک نظرون سے گرین حال ہوا کہو کیا تم |
| غنچہ ہر جا مین تو ہر شاخ ہوے بوے شمیم | سیب تکتا ہی جگر چاک ہے دیدہ یتیم |
| ۹ | ماتا کون سی ہے کہ نہین اولاد کی ہے |
| لاتحن بہر خدا شہ سے کہا لو نہ بتو | طبع نازک ہے مری بہر خدا رنج نہ دو |

بدزبانی سے نہ شق ہو کہ جگر جگڑی ہو — سخت باتوں کا پہنچتا ہے جو صدمہ دل کو

۱۰ — وہ کرمی چوٹ نہ پتھر کی نہ فولاد کی ہے

قابل دید ہے ہر نیک شگون ستیا با — آنکھ پھڑکی تو حسینوں کا ہوا انظار ا
ہو گیا غم سے سکندر وش جوشانہ پھڑکا — کیا عجب ہے جو لبالب گیر ہو دلبر اپنا

۱۱ — سیلی ہر بار پھڑکتی دل ناشاد کی ہے

رند مشرب تو یہاں اہل خرابات ہیں سب — انہیں پر ایک نہ ابل ہے بلا نوش غضب
سبکسی سے رمضان ہیں اور انکار ہے کب — شاد المست ہے موجود ہے بنت عنب

پیر میخانہ جو خواہش ہے تجھے دامادی ہے

## مثنوی رقعہ شادی

لبس حمد و نعت خدا و نبی — ہوئی فاطمہؑ جب عروس علیؑ
زمانہ میں شادی کا ساماں ہوا — محل خوشی چرخ گردان ہوا
بنے عشرت آباد کون و مکان — مزین ہوا خیمۂ آسمان
مہ و مہر کے جلوہ گر قمقمے — ستارون کے روشن چراغان ہوئے
پئے فرش آنکھیں بچھیں حور کی — کہنچی اوسپہ اک چاندنی نور کی
بہم محفل آرا ملائک جلیل — سرافیل و میکال و ہم جبرئیل
زہے جشن شادی خیر النسا — طرب ناک ہیں اہل ارض و سما
فلک سے سوا زینت آرا زمیں — چمک میں ہر اک ذرہ مہر مبیں
کہیں نغمۂ ہو ترنم طراز — کہیں شور ناقوس شہنا نواز
دہل نوبت نیچگاہ نہ ہوئی — صدائے اذان شادیانہ ہوئی
کل عیش ہوئے میاں چین — ہوئی عندلیب خوشی نغمہ زن
اوسیطرح پیر خوش ہے عالم تمام — کہ ہے عقد ہنگام آخر امام

اب اوسکی ہے شادی یان جہاں | جو نواب سعدی ہے با عز و شان
روشنبہ جو دیجے کی ہے سولہوین | اوا اوس پر ہے ستر ہوین اٹھارہوین
شہ روزہ یہ محفل ہے با صد صفا | پس رسم سانچق ہے سعدی برات
تمنا ہے احباب عالی ہمم | عزیزو رئیسان صاحب کرم
قدم رنجہ فرمائین سب ذی ہنر | تناول کرین ہو جو کچھ ما حضر
جوارباب اتنی عنایت کرین | رہا بندہ کو سر ہون منت کرین

## مثنوی رقعہ شادی نواب سید رضا علیخان

کرون مین حمد و ثنا اوسکی کبریائی کی | کہ جسنے آدم و حوا کی کد خدائی کی
جو منعقد ہوے حوا سے حضرت آدم | رواج عقد زن و مرد مین ہوا باہم
اذان کا شور زمانہ مین بیگانہ ہوا | بجا جو دین کا ڈنکا تو شادیانہ ہوا
دہن کو نعت محمد سے خوش کلام کیا | زبان سے منقبت مرتضی کا کام لیا
فلک کو خیمہ کیا حسن کامرانی کا | زمین پہ فرش کیا رخت شادمانی کا
ہوا جو خیمہ زرین چرخ زیب افگن | ضیاے قمقمہ مہر و مہ کیے روشن
نجوم نعت ہمایون کو کرکے بزم آرا | کیا بساط قرابت کو انجمن پیرا
چمن چمن کیا خندان گل مسرت کو | ترانہ سنج کیا عندلیب عشرت کو
روش روش جو ہوئی اس طرح سے مانوسی | صبا خوشی سے لگی کرنے رقص طاؤسی
دیا جو حکم پنے زیب و زینت گلشن | کیا بہار کو مشاطہ عروس چمن
دماغ بوے عروسی سے ہو معطر ہے | دولہن کی عطر سے نوشاہ گل معطر ہے
مئے نشاط سے مخمور ہی ہر گلشن | بزنگ مست کہ ڈے جو ہتی ہین نخل چمن
جو ہر صراحی غنچہ سے نے نکلتی ہی | گلون کی لال کٹورونمین پیالی ہتی ہی
تنگفتہ دل صفت گل ہی حسن و انسان کا | جہان مین جشن ہی عقد رضا علیخان کا

| | |
|---|---|
| بہ پنجشنبہ شب نوزدہ جو ہے یہ خوشی | قرار پائی ہے محفل برات کے دنکی |
| امید ہی جو احباب و اقربا ہین تمام | رئیس بندہ نواز و امیر ذی اکرام |
| نہ ہیچ بندہ نوازی سے احتراز کرین | شریک نان و نمک ہون جو سرفراز کرین |

روان منظر چشم من آشیانہ دوست
کرم نبرم نمایند کہ خانہ خانہ اوست

## نامہ شاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| | |
|---|---|
| اے صل علے مرے پیمبر | بس ختم پیمبری ہے تجھپر |
| تو خاتم جملہ مرسلان ہے | پیغمبر آخر الزمان ہے |
| مخبر ہی تو وہ حدیث گفتار | آیات خدا ہے جسکی اخبار |
| تیری وہ کتاب مستند ہے | توریت و زبور جس سے رد ہے |
| تو وہ ہے پیمبرون کا سرتاج | جسکو ہوئی عرش پر ہے معراج |
| معجز ہے تو وہ مرے پیمبر | قدمون سے ہو جسکے موم پتھر |
| دکھلائے جو تو سر انامل | بے تیغ کے دو ہو ماہ کامل |
| گر دھوپ مین تو چلے شتابی | ہوا بر کرم کی آفتابی |
| سایہ سے بری ترا جسد ہے | احمد بے میم تو احد ہے |
| آگے ترے ای رسول فی شان | اک مور ہے ہدہد سلیمان |
| بلبل بہی جو مرغ نامہ بر ہے | پردہ مین ملک کے جانور ہے |
| قرآن مبین ہے تیرا نامہ | سرتاج ملاطفت شہ امم کا |
| قاصد ہے تو اوس شہ امم کا | مالک ہے جو لوح کا قلم کا |
| مکتوب ہین جسکے چار دفتر | جبریل ہے غیرت کبوتر |

| | |
|---|---|
| یہ پرچے ہین صحیفہ ہاے قدوس | کاندہی کے ملک ہین جسکے جاسوس |
| راقم ہے جو ہر خط جبین کا | پیغام ہے وحی جبس حسین کا |
| فرمان قضا ہے جسکا فرمان | محکوم ہے جسکا قابض جان |
| یہ سچے جو وہ شاہ عرش تمکین | احوال گناہ گار غمگین |

بیان مرکشی عبد مذنب بالفاظ مصطلح ومناسب از دست حریفان بعنی نفس خبیث وشیطان

| | |
|---|---|
| سن نامہ رسان سری حقیقت | مانگے جو جواب خط قسمت |
| مبتلا کے مذاہب و ملل کو | دیکر مرے نامۂ عمل کو |
| کہنا فریب و مکر شیطان | گم کردہ ہے راہ دین وایمان |
| ہے پیر و غول نفس بدذات | ہر کام ہے رہ رو خسرابات |
| متوانے کے لوٹنے پہ ہے ٹوٹ | گرنے پہ ہے سر کی بھل کی سر چوٹ |
| ہر چین ہے موج مے جبین کی | لو دل کو ہے آب آتشین کی |
| آنکھون کو ہے تاک وقت زرکی | انگور پہ رال ہے ٹپکتی |
| لپکا ہے لبون کو مے کشی کا | چسکا ہے زبان کو چاشنی کا |
| نبت العنب ایسی منہ لگی ہے | ہونٹھون کو مدام چوستی ہے |
| بے شیشہ بغل نہین کسی آن | ہر غنچہ حلق کا ہے دربان |
| شیشہ کے دہن کی طرح منہ کھول | قلقل سے ہے بولتا بڑے بول |
| ہے دل کی طرح بغل مین شیشا | دکھلاتی ہے سبز باغ مینا |
| ہاتھون کا ہے ہتکھنڈا نرالا | ساغر ہے ہتیلیون کا چھالا |
| مخمور شراب زندگانی | مست مے نشۂ جوانی |
| کامون مین پسند آبکاری | اک کھیل ہے شغل بادہ خواری |
| صرفہ نہین مے کشی مین جز مرف | ہمصورت تنگ چشم کنظرف |

سرشار شراب ناب سے جوش — پینے میں ہے خم کے خم بلانوش
مدہوش ہے گبر سے زیادہ — تر دامنی ابر سے زیادہ
دامن نہیں تر ہے یہ کسیکا — اوسپر ہے پنجۂ کشی کا
بھر قدح شراب دلجو — بھرین لیتا ہے وہ لب جو
توبہ شکنی ہے اس قدر کی — بادل جو اوٹھا نگاہ بدلی
ساقی و مغان سے صبح تا شام — ہے رد و قدح پئے مے و جام
کرتا ہے مدام مے پرستی — روزہ ہمیں برائے فاقہ مستی

## بیان بت پرستی عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اے مہبط جبرئیل الہر — پوچھے جو وہ آفتاب محشر
کر خاتمہ بیان مستی — کہنا کہ یہ ہے صنم پرستی
ایسا ہے مرید برہمن کا — سمرن ہے جپے ڈھلے جو منکا
یاد آئی جو حج میں زلف طولا — کعبہ سے ہوسوے دیر لنبا
الفت ہے یہ ابروے بتاں کی — خنجر بھی چلے نہ بھوں ہو میلی
تسکین ہیں یہ بتکدہ کی بہائیں — آنکھوں میں ہیں تلسیاں سہائیں
گھر بار کو خالصی لگائے — دل ہندوے خال سے لگائے
عنقاد ہنوں سے مثل غنچہ — سنہ پھوڑ کے مانگتا ہے بوسہ
ہر دم یہ زبان پر ہے نالا — ہو سرو قدوں کا بول بالا
دانتوں پہ سمن بروں کے ہر آن — ہے لوٹ مثال دُر عنطان
تسبیح کا رنگ یہ ہزالا — تلسی کا گلے کا ہار مالا
پروانہ کی طرح داغ کھائے — لو شمع رخوں سے ہے لگائے
گر دھونی بھی بنے تو ہر دم — عیسے نفسوں ہی کا بھرے دم

دولت سے وصال سیم تن کی — اوس حسن پرست کی ہے جانی
گل پیرہنون سے خوش ہے ایسا — پھولے نہین جامہ مین سماتا
بل بے زنار دار کا کل — اف رے رگ و بے جنیو بالکل
بے بت کے جوے مین ہی نہین مین — کافر کی ہے کعبتین کعبین
کرتا ہے وہ سجدہ گاہ کو پھیک — اصنام کے پاؤن پر سری ٹیک
کعبہ کی کبھی نہ راہ جائے — دھونی ہے کنشت مین رمائے

## بیان جملہ بد افعالی عبد مذنب بالفاظ مصطلح ومناسب

اے سرور انبیاے ذیشان — وے شمع تجلی درخشان
بعد مذکور کیفیت و مستی — کل سنکی بیان بت پرستی
کچھ اور کرے جو پرسش حال — کہنا کہ ہین جملہ زشت افعال
سجدہ کا نشان نہین ہویدا — ماتھے پہ کلنک کا ہے ٹیکا
طینت مین ہے پیچ پر دغل کے — لیتا ہے شال زلف بل کی
کرتا ہے وہ شوریان چڑہا کے — آنکھون کی بدی بھوون کے آگے
کثرت ہے یہ بے حجابیون کی — پردہ کی جگہ ہے چشم پوشی
یہ قتل وقمع پہ ہے اوتارے — تیوری کو چڑہا کے سر اوتارے
دیتا ہے یہ خال رخ گواہی — چہرہ سے عیان ہے روسیاہی
خنجر کی زبان سے کشیدہ — زخمون سے سوا دہن دریدہ
دینے کا نذر کرلب پہ لائے — لینے پہ ہے قرض اودہار کھائے
غافل وہ ملک جو صور پھوکے — کانون پہ نہ رینگے جون بھی اوسکے
گردن کشی اس اصول کی ہے — تیغ اوسکی فلک پہ جھولتی ہے
رکھنا ہر دست برد سے میل — اوسکا ہے یہ بائین ہاتھ کا کھیل

سرکش کا داغ عرش پہ ہے
رکھتا نہیں پاؤں فرش پہ ہے

ہے عجب و غرور اس قدر کا
خطرہ میں نہیں کسیکو لاتا

بانکون پہ جو آڑیان ہے آتا
ترچھون کو ہے ٹیڑھیان سناتا

گمرہ وہ جو غول کو ملائے
شیطان کو راستہ بتائے

روزہ کیسا نماز کیسی
ہے طاق پہ جا نماز رہتی

بھائی ہے یہ رام رام جی کو
کرتا ہے سلام بندگی کو

مانند سواد خط رخسار
ہر چند ہے مو بمو سیہ کار

لیکن ترے رحم پر نظر ہے
کر عفو کہ آدمے بشر ہے

## بیان معذرت عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اب اے یم بخشش و عنایت
دیکھیو اوسکی طرف بچشم رحمت

خود کردہ گناہ سے خجل ہے
توبہ کرتا ہے منفعل ہے

آنسو ہین روان بعذر خواہی
دھوا بر کرم سے روسیاہی

کھودو خطائے حیلہ و فن
کر مہر کی طرح نام روشن

دل ظلمت ما و من سے نکلا
وہ چاند سرب گہن سے نکلا

سمجھے جو کسیکو اپنے سے خار
دے خار اوسے زبان ہر خار

سیدھا جو ہو پئے اقامت
جھنڈے پہ چڑھے سرو قیامت

مثل مہ نو رہے نگون سر
ہر پا ہو سر کشی کرے گر

سونگھے جو بتون کے زلف کی بال
مو بہر ہو غمسے فارغ البال

خواہش جو ہو چشم سرمگین کی
پہلے کاجل سے تیرہ بختی

ابرو کا پسند ہو کر انداز
شمشیر نگاہ ہو سر انداز

گر بے دہنون پہ منہ کی آئے
گر می سخن زبان جلائے

دندان سے جو موتیون پہ دی جی — کٹنے کرے دانت تلخ کامی
سکھے ئے سرخ کو جو ہنسہ پر — رہجائے لہو کے گھونٹ پی کر
سیرا ہو دھاے بہر شب خون — زخمون کی طرح رہے جگر خون
مستی پہ جو لب کو داغ کہائے — دود جگری دہوئین اوڑائے
کیا باج اگر بجاے تالی — سازون کی طرح ہو گو شمالی
گانے کے لیے جو راگ لائے — دم ہو کے خفا گلا دبائے
گر طرے خط بتون کی یاد آئین — طوطی ہاتھون کے اوسکے اوڑ جائین
گر جال چلین مین ہو برائی — پاؤن توڑے شکستہ پائی

## بیان مناجات قسمیہ عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اے میرے شفیع روز محشر — خوش ہو جو وہ عذر معصیت پر
کہنا ہے احتیاج دن رات — کرتا ہے تجھسے یہ مناجات
یارب بجو صفات آدم — گندم کی کمی نہو کوئی دم
یارب بہ طفیل نوحہ نوح — نالان نہو غم سے بلبل روح
یارب بہ خلیل سفرہ ریزان — فاقہ سے رہے نہ اوسکا مہمان
یارب بہ ئے دانیال دانا — پیسے نہ فلک سمجھ کے دانا
یارب بطفیل صبر ایوب — محشر مین ہو صابرون مین محسوب
یارب بہ ئے یوسف زلیخا — عالم مین ہو وہ عزیز دلہا
یارب بکعب جناب موسی — غل پاؤن کرے نہ تنگدستی
یارب بہ دم مسیح ذی جاہ — بیمار دلی سے ہو نہ آگاہ
یارب بہ نبی عرش معراج — محبد تیرے کیسکا ہو نہ محتاج
یارب بہ ئے ناخن ید اللہ — ہو عقدہ دل گرہ کشادہ

یارب بہ نقاب شرم زہرہ — او سکا نہ کبھی ہو خواش پردہ
یارب بہ حسن امام عادل — خلق حسنی ہو او سکو حاصل
یارب بشہادت حسینی — ہو خواہش دل نہ گشتہ کونی
یارب پئے قید و بند سجاد — محبوس الم نصیب تر اشاد
یارب پئے باقر امامی — عالم کے ہو نا میون مین نامی
یارب پئے پیشوائے صادق — بے ریب ہو مثل صبح صادق
یارب پئے رہنمائے کاظم — گمرہ نہو او سکا نفس ظالم
یارب برضائے ہادی دین — راضی برضا رہے ہر آئین
یارب بہ تقی اہل تقوے — ہو متقیون مین او سکا ریتا
یارب بہ نقی دُر امامت — ہو گوہر آبرو و عزت
یارب پئے عسکری رہبر — ہو رایت دین نشان لشکر
یارب پئے دور عہد مہدی — گردش نہ دے چرخ آسمانی
باجملہ نبی و ہم ائمہ — بالخیر ہو عمر کا تتمہ

## صنعت تلمیح بیان آسانی عذاب قبر عبد مذنب باتفاق مصطلح و مناسب

قاصد بہ مراد دل سنا کے — تسخیر او سے سیکڑون دلا کے
کہنا کہ دم فنا خدایا — آثار قضا جو ہون ہویدا
تاریک لحد مین دم نہ پھڑکے — دہڑکے سے اجل کے دل دہڑکے
آکے جو دم اخیر ہچکی — مشکل آسان ہو جان کنی کی
ایذا نہ کشاکش نفس دے — دم چین سے جو روح نکلے
جسدم دم سرد بہر کے دم لے — شدت سے شدت رہ عدم لے
تا حشر مرے یہ بے صفا ہو — میلا نہ کفن کا رونگٹا ہو

دامنہ کی ہو گود سے زیادہ | آغوش لحد بغل کشادہ
تربت مین اکیلے ہو جو مومن | یارون کے یار ہون نکیرین

## بیان آرزوے آمرزش عبد مذنب بالفاظ مصطلح ومناسب

اے مطلع نیر شفاعت | پوچھے جو وہ اور کیا ہے حسرت
کہنا کہ پلک نواز تو ہے | اور سکی یہی تجھسے آرزو ہے
سید ہا جو نگاہ کج بنائے | بخشش تری اوسکے آڑے آئے
جرمون کا مونا مئہ سیہ چاک | ہو فرد عمل حساب سے پاک
ملنی جو لگین گناہ وعصیان | پلہ پہ ہوا و سکے تیری میزان
تابان ہو جو نیر قیامت | سورج نگہی ہو ظل رحمت
ہے بحر غضب کا شعلہ بیڑا | رحمت سے ترے ہو پار بیڑا
تر دامنی اوسکی ہو کنارے | کوثر کے صراط گھاٹ اوتارے
خلعت مین عطا ہو حلہ نور | جنت کو ہو رو سفید کافور
فردوس مین سب سے قصر جائے | حور ارم و قصور پائے
دھونے کو شراب دامن تر | چینیئے دے کر پلائے کوثر
دیکھے اوسے جس نوش خرامان | آنکھین اپنی بچھائے رضوان
غلمان جنان سے ہم نوالہ | با جام لبن ہو ہم پیالہ
بوسہ لب حور کا چوپائے | منہ مانگی مراد اوسکی آئے
آل نبی سے سرخ رو ہو | گلگونہ خلد رنگ رو ہو

## بیان اشتیاق دیدار عبد مذنب بالفاظ مصطلح ومناسب

اے نائب شاہ دو جہانی | پوچھے جو وہ کر کے لن ترانی
دنیا مین ہو عیش یہ بتا کے | عقبے ہو بخیر یہ سنا کے

کہنا کہ وہ طالب تجلی — مشتاق لقا ہے مثل موسی
عینک مہ و مہر سے لگی ہے — تاروں سے لگائے ٹکٹکی ہے
واچشم ہے چشم آئنہ سے — روزن سے پلک نہیں جھپکتی
ہے خواہش دید شکل مرات — حیران ہے آرسی کی صورت
مانند حباب دم بخود ہے — وا دیدۂ شوق خود بخود ہے
اندھیر ہے اوس سے تو دیر دا — موسے نے ہے روشنی مین دیکھا
پردہ مین تکلم علی نے — معراج مین بات کی بنی سے
چہرہ کی ہے آفتاب صورت — ابرو کے ہلال مین ہے رویت
شعلہ مین ہے شمع نور کی لو — بجلی مین ہے برق طور کی ضو
ہر رنگ مین رنگ شوخ تو ہے — جو پھول ہے اوسمین تیری بو ہے
ہر چیز سے ظاہر و عیان ہے — نظرون سے اوسی کے اک جہان ہے
دیدار کا روز حشر ہے شور — تا صبح شبینہ ہے یہان بھور
پردہ کو اوٹھا دے آسمان کے — ہو دور حجاب درمیان سے
حاجت نہین اوس سے شرم کی ہے — سایہ سے کہین پری چھپی ہے
غبل سے نہان نہ روے گل ہو — پوشیدہ نہ گل سے بوے گل ہو
پروانہ سے شمع ہو نہ پنہان — مہ ابر تنک سے ہو نمایان
دکھلا اوسے اوٹ سے فلک کی — دھو کے کی یہ آئینہ ہو ٹٹی
در پردہ ہو یون فروغ افگن — فانوس مین جیسے شمع روشن
رہ دور نہ چشم دوربین سے — شہرگ کی ہو عیان قرین سے
پھر تلیون سا نظر مین ہر پل — آنکھون سے ہو کسی دم اوجھل
توریت سے آشنا دہن ہو — مانند کلیم ہم سخن ہو

## بیان حال زار عبد مذنب بلفاظ مصطلح و مناسب

اے میرے پیمبر نکو کار — پوچھے جو وہ حال عاشق زار
حاصل سخن لب و دہان کر — دیدار کے شوق کو بیان کر
کہنا کہ یہ ہے غم جدائی — چہرہ پہ ہے مردنی سی چھائی
اک دل مین ہے سیکڑون تمنا — شوریدہ سر اک ہزار سودا
یہ کاہش غم سے رنگ رو ہے — سندبرگ کی آگے زرد رو ہے
کاہیدہ بہ مو بمو ہوا ہے — زلفون کی مثال لٹ گیا ہے
مژگان ہے کبھی ہوئی نظر مین — ناوک ہین بدہی ہوے جگر مین
آنکھون کو ہے روگ یہ سبل کا — اشکون کا لگا ہوا ہے ڈھلکا
کوثر کی ہوس مین ہے یہ قربت — اشکون سے ٹپک رہی ہو حسرت
خونناب سے تر مژہ ہے ایسی — رینی ہے ٹپک رہی لہو کی
بدنام جہان ہے رو کے ہوتا — موتی سی ہے آبرو ڈبوتا
باعث یہ سلو نے اشک کا ہے — زخمون مین نمک بندھا ہوا ہے
حوروں کے جو ذکر سن لیے ہین — دُرگوش نے کان بھر دیے ہین
گردن ہے تو ہے چھری کا ارمان — سر ہے تو بہم نہین ہے سامان
فریاد و فغان ہے لب پہ ہر دم — ہے نالہ کشی سے ناک مین دم
شاہین کی نظر ہے مرغ جان پر — کشتون کا ہے دانت استخوان پر
دل چاک کفن کی طرح شق ہے — کانور کی طرح رنگ فق ہے
سر چوٹ ہے نوبت سحر کی — نقارہ صفت ہے سینہ کوبی
ہر وقت ہے صدمۂ اجل مین — بغلی گھونسا ہے دل بغل مین
ناسور ہین مثل نے جگر مین — برساتے ہین خار غم کے بر مین

راحت سے ہے سے رنج کو پیوستا — ہے چتے کی عوض ہے ہاتھ ملتا
ہے بخت سیہ گلیم کا لی — سایہ کی طرح ہے پایمالی
شدت تپ ہجر کی ہے ایسی — اعضا شکنی ہے تو لی پڑتی
دل داغ مہ کمال سا ہے — انگشت نما ہلال سا ہے
مضمون ہے ضعیف لاغری کا — پانی سے سوا ہے حال پتلا
بالک سے ہے چار ہی اوہ اہی — بارش سے ہے بے کسی برستی
تصویر صفت ہے شکل حیرت — سکہ مین ہے آئینہ کی صورت
بلبل سے ہے بحث نالہ پیہم — اس طرح غزل سرا ہے ہردم

## غزل

خسرو ہون نہ کوہکن مثل ہے — نہ بیل ہی بیان نہ ہاتھ بل ہے
دل داغ ہے مثل شمع تصویر — جلتا یہ بجھا ہوا کنول ہے
پامال خرام ہو رہا ہون — سر پر مرے کھیلتی اجل ہے
گردش مین رہون نہ کیون شب و روز — پگڑی مہ و مہر سے بدل ہے
کہتا ہے جنون کی مجھسے وحشی — وحشی ہے دماغ مین خلل ہے
جو دل نہ گداز ہو وہ دل کیا — تعریف مین آئینہ کے دل ہے
مجکو ہے مری بہار گلدام — داغون سے اسیر مور چہل ہے
گر نخل بہی ہون تو نخل ماتم — حاصل مجھے پھول ہے نہ پھل ہے
اعجاز بیان مین ہون وہ اے شاد — مجبوب کی بڑ مری زٹل ہے

## بیان جنون عید مذہب باز اصطلاح و مناسب

پڑھکر یہ غزل مری ہمیشہ — کہتا ہے جنون سے حال ابتر
عریان بہشت پر ہے مفتون — ہے جوش جنون مثال مجنون

فرہاد صفت جبل کنی ہے — مانگے گئی اوسکے سر کہی ہے
قسمت مین ازل سے ہی اسیری — ہے طوق گلو گلے کی ہنسلی
بے جامہ جسم کے اوتارے — ننگیا نے یہ ہے جنون اوتارے
باندہے ہوے ہاتہ ہنکڑی ہے — زنجیر گلو گلے پڑی ہے
وہ برہنہ پا جہان پر دم لے — ہر خار جہکا کے سر قدم لے
وحشی ہے وہ جس برہنہ پا کے — ہین آبلہ پہوٹ پہوٹ روتے
کانٹون کی ہین دہجیان پہریرے — جہنڈے ہین گڑے ہوے جنون کے
مجنون کی طرح ہے پا پیمردی — قدمون سے لگی ہے دشت گردی
عریان بدنی سے طرفہ سج ہے — دہجی نہین جسم پر یہ دہج ہے
وہ آبلہ پا ہے جسکے تلوے — کانٹون مین گہسٹتے ہین کانٹے
زنجیر نہ غل کرے کرے کیا — سنتا ہے سپہر پیر اونچا
ہر خار جنون سے نوک کی لے — بوتا ہے وہ اپنے فرق مین کانٹے
کہدون ٹانکون کو دشمن یہی ہے — وحشت مین او دہیڑبن یہی ہے
وحشت یہ اوڑا رہی ہے تلے — دہجی سایدن ہے پر معے پر نے
باقی نہین تار اک ذری ہے — داسن دری ایسی پہٹ پڑی ہے

## بیان روانگی نامہ رسان عبدالذنب بالفاظ مصطلح ومناسب

القصہ یہ سنکے سب حقیقت — خط لیکے ہوا رسول رخصت
معراج مین عرش پر جو پہونچا — قسمت کے لکہے کو پڑہ سنایا
خوش معذرت گنہ پہ ہوکر — دریاے کرم مین نامہ دہوکر
وہ نکتہ نواز ہے مراتب — عصیان کے عفو کیقلم سب
پہر قابض روح کو بلاکے — یہ حکم دیا کہ جلد جاکے

| | |
|---|---|
| مرید اس کے مژدہ کو سنتا ہے | فرشتوں کے آنے کا |
| یہ سنتے ہی حسرت سے یزدان | اگر مرے پاس قابض جان |
| بولا کہ ہے ہیچ حضرت یہاں | عرصہ نہ لگا غضب مین زنہار |
| مہلت نہین کوئی دم کی اب ہے | راہی ہو سوے خدا طلب ہے |
| یہ سنتے ہی لب پہ آئی فریاد | ہچکی نے دلائی موت کی یاد |
| جان بر نہو اس سے طرح ہاے | پاؤن دم نزع لاکھ پھیلاے |
| بے نور ہوئی ہر آنکھ یکلخت | قندیل حیات ہو گئی گل |
| رونے لگے لوگ ہاتھ مل کے | راہی ہوئی روح ساتھ اجل کے |
| پرسش گنہ پہ کر کے رفت | غسل میت سے کی فراغت |
| مرنے پہ حجاب کچھ جو آیا | چادر سے کفن کے منہ چھپایا |
| رہبر ہے نہ ساتھ قافلہ ہے | زاد سفری نہ زاد راحلہ ہے |
| حیران ہون کیا چلون بسکبار | گٹھری ہے گناہ کی گران بار |
| مشکل مین کوئی نہین ہے ساتھی | کاندھے دی جنہون نے لاش اوہ بھائی |
| دنیا سے سفر کیا عدم کا | تا منزل گور مر کے پہونچا |
| جو لوگ تھے یار غار حد کے | پہونچا گئے غار تک لحد کے |
| یون قبر مین دم لیا ٹھہر کے | او ترے سفری سرا مین جیسے |
| مرقد مین ملک نے دیے دکھائی | کی اہل وطن نے پیشوائی |
| تکیہ ہوئی خشت خاک بستر | تربت بغلی کنار مادر |
| مردون سے بھری ہوئی زمین ہے | تل رکھنے کی جا کہین نہین ہے |
| اے فرش زمین کے سونے والو | سر کو کہین لیٹنے کی جا دو |
| راحت کی جو ہاتھ آگئی جا | پھیلا کے لحد مین پاؤن سویا |

شب باش ہوا جو ہین لگی آنکھ — جھپکی تھی پلک کہ کھل گئی آنکھ
پوہنچے ہی کمر کو کس کے — پوہنچا محشر مین رات بس کے

## بیان رفتن عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب محشر

دیکھا یہ جلال چشم وا کر — تیزی پہ ہے آفتاب محشر
بجلی ہے چمک رہی غضب کی — آتش ہے بھڑک رہی لہب کی
نازل ہے بلائے آسمانی — ارضی آفت ہے ناگہانی
شمشیر عذاب کی رواں ہے — ہر سمت صدائے الامان ہے
برپا دم صور کی ہے آفت — سفتے ہے اوٹھا رہی قیامت
ہر سو ہین لگائے محشری ٹھٹ — جھرمٹ کہین مجرمون کا جمگھٹ
خلقت کی ہے بھیڑ بھاڑ ایسی — تھالی ہے فلک کی سر پہ پھرتی
ہمزاد کا سایہ سے رگڑ کے — چلتا ہے کہوہ کہوے سر اڑ کے
رستا نہین کشمکش سے پیسا — دم بند ہے جیسے نفس کا
وہ شور نشور غلغلہ خیز — وہ نالۂ صور قہر انگیز
آیا جو نظر یہ حول محشر — ہیصورت بید تھر تھرا کر
لرزان یہ بدن ہوا سراپا — جیسے تن مرتعش مین رعشا
استادہ ہوا بخوف عصیان — سولی کی طرح ہر ایک ہویدا
زہرہ ہوا آب حول کھا کے — دم گھٹ کے رگون مین آ کے
آنکھین تھین کھلی پہ نے نظارا — طاری تھی غشی مثال موسا

## بیان متغرق شدن عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

اسمین مری توبہ آڑے آئی — آثار کرم دیے دکھائی
رحمت کا ہوا نزول آیا — لاتقنطوا آسمان سے آیا

یہ مژدۂ نیک فال سُنکر — کچھ دل میں رہا نہ خوف محشر
نغمہ ہوئے سنے کے نائے صور — مژدہ نشور کا ہوا دور
کی عفو گنہ نے نصرت ایسی — امید بر آئی مغفرت کی
بخشش نے یہ خوش کیا دل زار — آنکھوں کو ہوئی ہوائے دیدار
ہو طالب دید مثل موسا — کلمہ ارنی کا لب پہ لایا
اے پردہ نشین عرش منزل — تابان ہو شال ماہ کامل
بے پردہ دکھا دے روئے گلگوں — چہرہ سے اوٹھا نقاب گردوں
میرے تو زبان پہ تھے یہ گفتار — ہے خواہش دید آئینہ وار
ناگاہ صدائے غیب آئی — سُن اے مرے طالب تجلی
کیا پاس ادب ہے چشم بد دور — بے اذن ہے دیکھنے سے مجبور
آنکھوں کو ہے عشق دید باری — جبر پہ ہے مری رضا پہ راضی
یہ عین یقین تبارک اللہ — بے دیکھے ہے شان حق ہو آگاہ
پردہ نہیں تجھسے اب ذری ہے — کر غور جو شوق دیدنی ہے
غم مت کلیم کا تجھے کیا — سُن نغمہ اہبطوا صلا آ
جسدم یہ رضائے دید پائی — لو شعلۂ طور سے لگائی
آئینہ سے ٹکٹکی لگا کر — عینک کے مثال چشم واکر
گردوں کی جو دوربین سے دیکھا — شہرگ سے ہوا قرین ہویدا
صورت نظر آئی چشم بیں کی — پتلی کی طرح پھر انظر میں
پردہ جو دوئی کا اوٹھ گیا ہے — آئینۂ دل خدا نما ہے
ہر شاہد بزم عالم آرا — کہنے یہ لگا دم نظارا
اے عذر شعار بارک اللہ — بخشش پہ ہے تو ہی صفت خواہ

کیا شرم و حیا ہے وہ تو ہے اس عفو پہ جرأت گناہ ہے
شاکر ہے وہ تو بخیر انجام ہر دم ہے زبان کو شکر سے کام
ناشاد اللہ نہ ہے عبادت سبحان اللہ نہ ہے اطاعت
ہر چند ہے مغفرت سے دل شاد جبریر ہے یہ عجز چند اشہاد

## بیان در خلد رفتن عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

فرما کے یہ آئینہ درست بخشا مجھے حق نے باغ جنت
افضال خدا ہوا جو شامل بخشش نے کیا جہان میں داخل
فردوس میں مغفرت جو لائی کی اہل ارم نے پیشوائی
ہیلیں مجھے دیکھنے کو دوڑیں شاخون نے بھی ڈالیاں لگائیں
خندان گل تر ہوئے خوش انگار شادی سی ہوی نہال اشجار
شمشاد نے سرو قد کی تعظیم شاخیں ہوئیں خم برائے تسلیم
گلگشت چمن کی جو ہوئی چاہ سبزے نے قدم لیے سر راہ
جب سیر ارم کو ہون نکلتا سایہ کرتا ہے ظل طوبا
لی صبح کے وقت جس طرف راہ بادِ سحری ہوئی ہوا خواہ
جس وقت لگا کہیں میں جانے آنکھون کو ملک لگے بچھانے
رضوان نے ہاتھون ہاتھ لیجا قصر جنت میں جا اتارا
آئے جو قریب حور بیٹھے گرد اوٹھ کے ادب سے دور بیٹھی
کہنے کو جنان کا میوہ تر پینے کو شراب جام کوثر
حوریں جنان ہوئیں کنیزان خادم ملک و جلیس غلمان
مانند قبائے تن چست ملبوس بدن سے ہے جامہ تنگ

## بیان خاتمہ نامہ بر دعای عبد مذنب بالفاظ مصطلح و مناسب

| | |
|---|---|
| اب خاتمہ شاد کردعا پر | اس طول عمل کو مختصر کر |
| کر عرش کو اے خدا سے کرسی | کرسی کو سنہاسنے تاہین قدسی |
| تا چرخ پہ اوج گیر ہے عرش | تا عرش کے نیچے ہے زمین فرش |
| گردون پہ ہے تا قیام عیسی | عیسی مین ہے تا دم مسیحی |
| گلگون ہے شفق سے تا رخ شام | تا شام ہے لیلیے سیہ فام |
| تا ابر مین جلوہ گر ہے بجلی | بجلی مین ہے تا تڑپ غضب کی |
| تا خضر ہے رہنماے صحرا | صحرا مین ہے تا تہگون کا خطرا |
| تا بحر محیط مین ہے گوہر | گوہر مین ہے آب تا سہ سر |
| انگور سے تا ٹپکتی ہے مے | تا مے مین سرور کیفیت ہے |
| تا باد صبا سے کہلتے ہین گل | تا گل پہ فدا ہے جان بلبل |
| دنیا مین تو یون رہے خوش اوقات | دن عید شب برات ہو رات |
| عقبے مین جو مغفرت ہو ارشاد | فردوس مین تا ابد رہے شاد |

## قصیدہ در مدح شاہزادہ مرزا جبیں قدر فرزند حضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بادشاہ ملک اودہ

| | |
|---|---|
| ہوئی جو مریم پہ شکن کو خواہش زر | اودہ کہ شاہ کا عیسائیون نے مول گہر |
| لٹایہ مال کہ خاک اوڑ گئی خزانہ مین | بجاے درہم و دینار رہ گئی پتھر |
| تلاش زر مین ہین ہتھیا بندا اس درجہ | لگاے دانت کٹاری ہین ان کی کوڑی |
| گرے پڑے ہوے ڈھیرون جہان جواہر تھے | وہان نہ بیت کا جھلا رہا کہان نیور |

اب ایک مطلع نو پڑہ کے نظم کرتا ہون

مکان خرابی شاہ اودہ خجستہ سیر

زوال ہر جو ہوا جسم شاہیر اختر
رہا نہ تخت سلیمان نہ تاج اسکندر

ایک اشکار جواری کی بد تماشی سے
تمام گنجفہ شاہی کا ہو گیا ابتر

بلند چرخ سے جو قصر خسروانی تھے
وہ کھود کھاد سے ٹیلے ہوئی ہیں ڈھوکر

چھتیں پڑی ہوئی رہتی تھیں جن مکانوں میں
تو مکڑیوں کی ہیں جالے وہاں کی برروہ در

سوائے خاک بچھونا وہاں نہیں کوئی
جہان تمام تمامی کے تھے بچھے بستر

ٹپک رہی در و دیوار سے اداسی ہے
برس رہی ہے خرابی ہر اک عمارت پر

ہمیشہ رہتی جہاں جمگھٹے تھے پریوں کے
مدام بھوت پریتوں کا اب وہاں ہے گذر

بجا کی رات دن اٹھ پہر یا جہان نوبت
نفیر چند ہے شہنا نواز شام و سحر

پرندہ پر نہیں جس جا پہ مار سکتا تھا
وہاں پڑے ہوئے ڈھیروں ہیں زاغ و بوم کے پر

چھتیں وہ جنمیں تھیں چت گیریاں لگی تصویر
اب آشیاں وہیں چمگادڑوں کی ہیں یکسر

اب اوس مکان میں جا رونق نہیں ہوتی
جہاں سدا تھی مگس ران پریہا کی جنور

چمن چمن جو بسا تھا گلوں کی خوشبو سے
روش روش ہے وہاں خاک اڑ رہی صرصر

جہاں تو پھول وہاں خار خس کہیں انبار
جہاں تو نخل وہاں جھنڈیاں ہیں جا بجا شجر

محل فاعتبروا گردش مقدر سے
بنا پیالہ گدا کا ہے جسم کا کاسہ سر

سوائے عجز نہیں یاد کچھ امیروں کو
جو مالدار ہیں بھولے ہوئے ہیں دولت پر

بری بخت سے دانا ملے نہ دانا کو
سپہر دون ہمت کسے سفلہ پروری پہ کمر

غرض یہ رکتی کمینوں کو ہیں کمینہ پرست
خلیل کرتے ہیں ذی آبرو کو بد گوہر

شراب عیش ہے بے جوہروں کے پینے کو
جرنگ تیغ ہے خون شرب ہے جوہر

ہنر پسند نہ جوہر شناس ہے کوئی
سخنوری کمال کی عزت نہ قدر اہل ہنر

لبوں پہ مہر خموشی دیے ہیں اہل سخن
زبان دار ہیں فرخوار صورت خرجر

سکوت میں ہفت سپہر میں عالی فرحت
چمک رہے ہیں تنکظ ف مثل دیدۂ تر

یہ جانتے ہین کہ اک روز لوٹ جائینگے
اور اوسپہ لوٹ کی اوپہین لوٹ مچائینگے

شمال گردش ساغر ہین یہ پھرگئین آنکھین
وہ دھوندھو کار چڑھا ہے ہر اک کو نشہ وار

سماؤن کیا ہین گدا چشم اہل نخوت ہین
غرور و کبر کے پردے پڑے ہین آنکھون پر

زبان خموش نہ کر اب گلہ زمانے کا
نوید جشن کی دے پڑہ کے مطلع انور

کجی یہ تھا شرفا سے سپہر دون پرور
کہ پیک بخت ہمایون نہ دی مجھے یہ خبر

بدل ستارے گئے گردش مقدر کے
نجوم نحس ہین آئے ضیائے نیک اختر

زمانہ بہر ہین ہے خوش طالعی کا دور اودر
مگین ہے خسرو اقبال تخت شاہی پر

ہمائے اوج لیے چتر حکمرانی ہے
غرور و دبدبہ ہین تاج و کجکلاہی سر

ندیم فہم و فراست رفیق شان و شکوہ
جلیس جاہ و حشم ہمنشین حکومت و فر

سوائے بادشہی سرکشی سراندازی
سزاں لشکر نصرت شعار فتح و ظفر

سنا کے خوشخبری یہ کہا مبارک ہو
ہوائے عیش چلی غم کا اوڑ گیا دفتر

شب برات شب و روز عید ہر روزہ
وہ جشن ہے کہ جہان فرحی ہے شام و سحر

فرح جہان مین بساط نشاط آرا ہے
ہر ایک دل ہے نگار خوشی سے ہم بستر

رواں ہے کشتی مینائے چرخ مینائی
مدام ہے مئے عشرت کا جام کو جگر

سرور جشن وہ ہے بیخبی حریفانہ
چڑھا رہے ہین مئے انبساط بیدریغ

یہ کیفیت ہے فقیرون کو فاقہ مستی مین
تو نگرون اکیلے نہین ہے نشہ زر

طرب طراز ہے ہر سمت محفل شادی
ترانہ سنج ہین فرخندگی سے طیر و شجر

زمین پہ رقص مین زہرہ ہے شادمانی سے
فلک پہ وجد مین فرخندگی سے ہین اختر

بصد بشاشت دل جشن خسروانی کی
یہ کر چکا جو خبر مخبر خجستہ سیر

کہا جو مین نے کہ وہ کون ہے شہ خوبی
تو مدح خوان نے یہ ہوا پڑہ کے مطلع خوشتر

خدیو ملک جہانبانی و نکو اختر — فلک نشان شہ جم حشم قمر فرخ فر
یہ ملک تا ہے ایوان حفظ مین اوسکے — جو پاؤن شیشہ کو پہلے سنبھال لی تھیر
وہ پرورش ہے کہ بچگل مین شاہبانو کی — شکار اوڑکے پہونچتا ہے خود گاہ پر
بیان کیا مین کرون اوس سخی کی ہمت کا — یہ فیض عام ہے کیا مال ہے خزینۂ زر
طلب کرے جو دم بیکشی پیالہ مے — شراب ناب سے دے جام آفتاب کو بھر
تلے جو پلۂ میزان عدل مین اوسکے — تو خاک کسی کا ہو دانہ پہاڑ کے ہمسر
سزا نصیب ہین اس مرحمت زداوسکے حضور — چرائین آنکھ تو آفت ہو چشم پوشون پر
قلم زبان قلم ہے صفات نصفت مین — یہ اوسکے دہر مین ہے داد گستری پہ نظر
سزا اوسی دے وہ فریادرس بحسب خطا — کہ جس سے کاسۂ بیضی ہو نوحہ گر گر کر
یہ وہ ہے منصف پروانہ شمع محفل کے — چڑھے ہین جہاڑ پتنگے غلاف جہاڑون پر
وہ سرکشون کا ہو دشمن کرے اوسی پامال — جو سر کو باغ جہان مین اوٹھائی سبزہ تر
یہ بندگی پہ ہے مائل کہ سبزہ زار حسین — بوسہ روش ہے بچھائے مصلۂ اخضر
جو شب کو سوئین نمازی نوکر کر شور اذان — نماز صبح کی خاطر جگائے مرغ سحر
جو منہیات کا مانع ہوا وسکا قاضی حکم — شراب سرکہ بنے صدر شرع سے ڈر کر
صدائے ساز ہو پردہ مین ساز کی پنہان — نہ نغمہ آئے دہن سے لب مغنی پر
وہ دبدبہ ہے کہ کوئی موتیون کی جھانون کا — جو شل ابر بھی گرجے صدا نہ دے کوہر
اک اوسکے خوف سے غنقا ہین جسمنون کی بھی — چھپے ہوے ہین جو جانون مین جانون کر
یہ رعب ہے کہ جو بپھرے وہ شیر میدان مین — پہاڑ اوڑہ لین دامن زمین کا دب کر
اگر سوار وہ لشکر کش زمانہ ہو — جلین جلو مین جلودار بنکے فتح و ظفر
وہ قہرمان کہ ابھی ہوز مین کو ہو بچال — دم خرام بل آئے ذرا جو تیوری پر
اوڑے بگرد سواری جہان ہو عالم آب — چہار دہ طبقے ہفت چرخ ہون بل کر

سپاہیون کو جو پیادے ہین دربان کہا
وہ بائے شام وحبش کو سیاہ پیکر کہا

اب ایک مطلع خون ریز پڑھ سنے کرتا ہون
صفات نیزہ و شمشیر و گرز و تیر و تبر

بلند نیزہ نہین تا بہ گنبد خضرا
اوٹھائے سر سے نگلنے کو اب کے زور آور

جو پھر کے نیزہ دری ہین وہ داڑھ کو تانی
سنان نیزہ پہ ہفت آسمان کو دی چکر

ہدف نرنی جو کرے سوے عالم بالا
مہا کھیون کا ہو جیتا سپہر نہ جنبر

چہار حد مین لگائے جو گرز کوہ شگاف
بنائے سرمہ ابھی شش جہات کو شش پر

وہ جانت خور لہو کی ہے تیغ خون آشام
کرے جو نقل سر قندیون کو چن چن کر

یہ اوسکے لوہے کو مانی ہوے ہین آہن دل
وہ کوفتی ہین جو قبضہ چڑھے ہین تیغون پر

یہ سرخ خون بہاری سے اوسکی ہے زمین
کہ لکھنو کی گل ارمنی ہے خاکستر

اب اس طرف سے زبان کو کرون عنان گردان
بمطلع صفت توسن نکو منظر

اوترے زمین سے جو وہ باد پا پری پیکر
اوسے نہ سایہ کرے مہر گے تا فلک جا کر

زمانہ مہر ہین نکلے جا ہی تمام کی صورت
تمام خلق ہین اوڑ جاے ہین کی تیز خبر

جو قید بھی ہو یہ گردش ہے پر اثر اوسکی
ہر ایک حلقہ جولان ہو پاؤن مین چکر

کہلا یہ عمر کی گنتے سی ہین کہ بڑھنے سی
کہین ہے عمر رواں سی سمند چابک تر

اب ایک مطلع ظلمت طراز کرکے رقم
صفات فیل سیہ مین سیہ کرون دفتر

وہ فیل تو ہو کوہ سرمہ کی ٹکر
جب تولا برابر گریزان ہو ابر کے ٹکڑے نظر

وہ تیرہ تار جو کافر کے دل ہی ہی تاریک
سیاہ فام وہ اد لیخ توے سی بھی جو بنور

دراز فیل وہ کالا پہاڑ جسکے حضور
جو تل ہو تو نکلو بھی ہو منکسر ہو کر

یہ سرکشی فلک سے بلند و بالا ہے
نے جو اطلس گردان کی جھول ہو کمتر

بلال رنگ سیہ ہی تو جنت دزدان ہی
سفید کبر سنی کے ہین ابر و مے قنبر

یہ دن کو فیل سیہ کی عرق فشانی ہر
ستارے موتی ہین رات کو شیاطین پر

وہ تنگنائے دو عالم مین کیا عمارتی ہے
کلس ہے جسکے ہین نہ برج آسمان کمتر

جو گرم رہو وہ مانند فیل کوشش بابر
جبل ہون خاک سیہ اپنی آگ مین جلکر

کروں تمام اب اوصاف فیل شاہی کو
کہ ناطقہ ہے لب خوش بیان ہی عذر آور

ثنائے شہ جو سنے گوش نے زبان ہی کہا
کہ دل تو شاہ کا آمین کہو دعا تو کر

زبان ناطقہ سنتے ہی گوش کا یہ کلام
لگی یہ کرنے سخن بڑہ کے مطلع انور

امیدوار یہ تجھسے ہون ای مروادر
زمین بسیط ہی جب تک فلک کو ہی چکر

ہوا کا سرد ہی تا ہی مزاج آتش گرم
دفینہ خاک مین تا ہی میان آب گہر

سیاہ رنگ ہی جب تک سفید جبر ہے
سعود شام ہی جب تک کہ ہے ظہور سحر

چمک ہے ذرون مین آفتاب ہی صبا
نجوم جلوہ گری بر مین تا ہے نور قمر

چمن مین پھول ہین جب تک سر شمع محفل مین
ہزار نوشت مین جب تک ہی بحر مین عنبر

سوا ہو جاہ و حشم عمر و دولت و اقبال
یہ بادشاہ جہان ہو سال اسکندر

## قصیدہ در مدح نواب صادق الدولہ صادق علیخان بہادر نیرو فردوس منزل محمد علیشاہ

تبون کو دیدہ پر نم تو کیا کہون بادل
کہ شب تبون مین ہر کا نوار تھی گنگا جل

سیاہ چشم نہین یہ میان مژگان ہے
عروس حسن کی کجلو تبون مین ہے کاجل

دکھائے دیکھیے کیا دور چشم لیل و نہار
کہ بل کی اوٹ مثل ہی پہاڑ ہے اوجھل

بدل دیا ہے تبون نے رنگ ایام
تبون کی آنکھ کہ گردش ہی روز شب ہر پل

نہیں ہے عیب جوانی میں غلط بہندی کی | کرون مجدد و تاسیس کو جو مستعمل

اب ایک مطلع نیرنگ ساز پڑھتا ہون
کہ ہے دو رنگی پیر و جوان میں تضاد و بدل

اور ہاں جو نشۂ غفلت کا خوابگہ سے عمل | کھلی جو آنکھ تو ہتون کی گیا شباب نکل
کمی حسن ہوئی مہر نیمروز کیطرح | زوال آتے ہی جوبن کی دوپہر گئی ڈھل
چراغ حسن ہے گل باد صبح پیری سے | بجا ہوا ہے ہر اک شمع رو کا دل کا کنول
سجا ہوا تھا گئین پیری نے کر دیا ڈھیلا | سفید زلف ہوئی سب نکل گیا کس بل
سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی میں | خضاب سے جو گیا رنگ مہ ہوا رخش بدل
ہر اک حسین کی یہ آنکھون میں زنی چھائی | کہ جیسے نیل ڈھلے اسطرح بہا کا جل
مٹائی نرمی عارض پہ خط کے کانٹون نے | کہ خار خار ہوئی خواب جس طرح مخمل
جو تیر قد تھے جھکے وہ کمان ابرو سے | لٹی وہ زلف سے چلتے نہ تھی جو پاؤن کے بل
ہوئی یہ چینی رنگون کی کمسنی بیرنگ | کہ جیسے برگ خزانی کی زرد ہو کوپل
وہ پا بگل ہوئی سرو روان ضعیفی سے | چلا وہی جسکے تھی حیران دیکھکر چیل بل
چبا چبا کے جو باتیں جوان بناتے تھے | دہن میں جنبش دندان ہے انکے ہر اک پل
وہ دانت ہیں مار ہے آج بہر دندان ہیں | جو ہنس رہی تھی جوان پولیون کی منہ پر کل
قد خمیدہ کا ہر دم یہی اشارہ ہے | مرے پہ خاک ہے انجام زندگی کا محل
بغیر تاب تواں ہر دو دست و پا بیکار | کسیکا ہاتھ میں عشہ کسیکے پاؤن میں شل
لباس چنکر جو گلبیر ہن پہنتے تھے | بدن ہیں پر شکن اونکے جنہا وٹون کے بدل
گئی امنگ جوانی کے ٹیڑھ کو اک مطلع | شروع پند و نصائح کرون بخوف اجل
سکون عمر گریزان ہو کس طرح اک پل | میان نبض رواں ہے پڑی ہوئی ہلچل
یہ حال تھا کہ خرد نے کہا جنون سے | کہ پیر سن ہوے اب چاہیے ہو نیک عمل

نماز صبح پڑھ جب گئی جوانی کی
اوٹھو سفید ہوے بال ہو پلک اجل

وضو کرو عرق انفعال عصیان سے
بناؤ اشک ندامت کی چشم تر چاگل

زمانہ تنگ ہے پیری سے زندگانی کا
نماز صبح میں سستی کا اب نہیں ہے محل

قد خمیدہ رکوع نماز کرتا ہے
اوٹھاؤ سر کو اقامت میں سرکشی کی بدل

میان طاق عبادت کرو نگون ہماری
جھکو برائے سجود خدائے عزوجل

اوٹھا کے ہاتھ کو مانگو دعائے آمرزش
بڑھا کے پاؤں بڑھو بھر و تنگیری مثل

مھوسی کرو کسیر خاکساری کی
نہ کیمیا کے ہو طالب برابر خردل

رہے یہ حول قیامت میں ترتش اندام
کہ شاخ بید سے کانپیں تن قوی ہیکل

غریق بحر ندامت ہو مغفرت کے لیے
بہم کرم سے جو کرتا ہی پاک نشت عمل

بہاؤ رو کی اس طرح روسیاہی کو
سفید جیسے برسنے کے بعد ہو بادل

ہوائے عجز سے سینہ کرو بہشت آئین
یہ وہ شجر ہے کہ جسکا ہی ظل بی پھل

سر غرور کو مانند کوہکن پھوڑو
جو عجب و کبر و منی کا داغ میں ہو غل

خریدنا ہے جو محشر میں جنس کی مرزش
متاع عذر جرائم سے ہو تہی نہ بغل

کمار گو رہو توبہ کرو گناہوں کی
بعید موت نہ سمجھو گھڑی ہی سر پہ اجل

یہ پند گوے خرد نے جو ختم کی تقریر
کیا نصیحت نامہ یہ بحر ہوں نے عمل

وہ توبہ کرتے ہی روشن دل سیاہ ہوا
کہ چاند جیسے ہوتا بان سرنگون سرکل

شمال برگ خزانی خزاں ہوئی عصیاں
ہری ہوئی نئے سر سے نکال کر کونپل

ہوا جو دور رسم انفعی سیہ کاری
گئی بہشت گناہوں کی جھاڑ کر کھپل

بیان پند و نصائح طرز کرے کتب
برائے مدح دہن میں زبان ہے بکل

میان وعظ ممدوح کہ کے اک مطلع
بکیفیت طبع روان کی دکھاؤں اب جل بل

علیندر تبہ سلاطین عمدۂ افضل
نبیرۂ شہ ملک اودہ تجبۂ گل

وہ نامدار کہ ہمنام دو امامون کا
جناب صادق و حضرت علی سے متصل

یہ اودھ کے عہد مین ہے ترک رسم خونخواری
کہ توپ دیتی ہے لقمہ یان جنگ کو گل

رواج دین نبی کا اگر اشارہ کرے
پڑھائین کلمہ برہمن بچون کو لات و ہبل

یہ کرم سے وہ ذی آبرو زمانہ ہے
غبار گرد یتیمی گھر کی ہے صیقل

جو سنگ نے گل کو ترازوی عدل مین تولے
گران ہو پھول کی پتی لسان کوہ و جبل

یہ فیض عام سے آبادئ زمانہ ہے
نظیر شہر ہے مردم گیا وہ سی جنگل

سر بہار ہے آغوش پرورش ایسی
کنار مین ہے لیے طفل غنچہ کو کوپل

یہ سرد سیکدۂ امن مین ہین شعلہ مزاج
گلا جلے نہ بجھے آب آتشین بوتل

نگاہیان ہی یہ دل سی نظر فتادون کا
گرے جو اشک تو در دجگر کرے سنبل

یہ مرہمی جائین وہ گل ہاتھ سی ہندی انصاف
چمن مین پھول کرے بلبلون کی یاد اجل

تکدر گدا کو ئی مانگے جو ایک پارۂ نان
تو نان بارہ کی جاگیر دے وہ نان کی بدل

ہی اسقدر اوسی دزدون کے نام سی نفرت
کہ شاہراہ گئی ہین گرا کے چور محل

یہ دبدبہ ہے جو آئے وہ شیر میدان مین
شغال نات سرک جائین سامنی سی جبل

زمین کو زلزلہ ہو تھرائے گا وہ زمین
فلک پہ قطب کا پائی ثبات جائے گل

اب ایک مطلع خونخوار پڑھ کے کرتا ہون
صفات اسلحہ جنگی و حربہ ہائے جدل

وہ نیزہ جڑ سے جو خیبر کا اوکھاڑ جبل
شغال دست یداللہ نہ ڈانڈ مین ہو خلل

یہ رعب تیر سے سہمے ہین اوسکی آہن دل
صدا نہ دے جو جھمکے تو بھی یہان جدل

سر زمین پہ جو وہ گرز گاؤ سر کو لگائے
شغال سر سرا گائے دب کے جائے مسل

نیام مین ہی وہ تیغ کشندۂ عالم
کہ جنگل ملک الموت مین ہی تیغ اجل

وہ تیغ صاف ہو تو ہے میان ہو باہر
کہ ناگنی کوئی نکلی ہے جھاڑ کر کینچل

قضا سے نیک بد اوس تیغ کو ہے قبضہ میں
برائے عاشق و معشوق و اب ہے مقتل

یہ برق دم ہے وہ شمشیر آبداری ہے
فلک پہ جس سے ہے تیغ ہلال کی صیقل

وہ تیغ وہ ہے کہ گردن پہ سر نمو پیدا
خدا شہید کو اوسکے بنائے گر بوتل

علم جو ہو کے گرے لامکان پہ صیقل دار
تو شاخ گاو زمین ہے عیان ہو تیغ کا پھل

برائے صلح جو وہ تیغ درمیان ہے بڑھے
ہوں قصہ سر و تن رہ میں سیکڑوں فصیل

میان جنگ اوان گر دم تیغ بڑھ ان ہو
شمال روح سراک عضو تن سے جائے نکل

## صفات تیغ کردن قطع بڑہ کے اب مطلع
## بیان توسن چالاک کے کردن جیل بل

سبک روی میں یہ آہستہ تاز ہے کوتل
چلے جو نبض کی صورت بدن میں ہو دخل

دبا دبا نہ دہان سبک عنان میں نہیں
چڑھائے ریش ہے نازیر گوش رستم زل

لگام کو میں دم سومار کیا باندھوں
رسا ہیں موے بروت نہنگ تا بہ کفل

کہلے ہیں بازوی شاہیں تیغ واہو دہن میں
عقاب بال فشانی کو ہے کشادہ بغل

سرے تیر شہاب ہے کہ رشتہ فتراک
رکاب اسپ کہ قوس خدائے غرو جل

اور عرصے گردش ایام کی اگر رفتار
وکمائے الجبل سیل و نہار کی جیل بل

یہ سرعت اوسکی موثر ہے چرخ پر دنراث
کہ مہر و مہ کی رکابیں ہوان ہیں کوتل

فروغ حسن ہے ایسا ضیا سے نعلوں کے
چراغ پا ہو تو گل ہو ہلال کی مشعل

اوٹھائے دم کو جو وہ توسن ہلال رکاب
فلک پہ کوکب دنبالہ دار آئے نکل

چوٹر کے ہوئے بہتا ہے اسطرح دم کو
پرہا کی مگس بان ہوں جسطرح مرجیل

سمون سے گرد جو اوسکے اوڑھے چکنی ہیں
زمین سی ہو طلق نورکا ہوا پہ محمل

میان ارض و سما گر لگائے آمد و رفت
شمال برق جنبدہ یہ اوسمیں ہے جیل بل

دعا سے قبل جو بالائے آسمان جائے | نزول وحی سے آئے زمین پر اول
یہ چابکی ہے کہ گوئی نہ تا ہدف پہونچے | وہ شش جہات مین پھرکر ذا غیے جو رفعل

ثنائے فیل سیہ مین لکھون وہ اب مطلع
کہ جسکو دیکھکے مل جائے خاک مین کاجل

یہ چشم فیل سیہ کار کا ہو حسن عمل | جو آنکھ ڈالے دوشالہ پہ وہ ہو بخیل
وہ اسودی کہ جو سایہ پڑے طیور وں پر | ہر ایک مرغ ہو زاغ سیاہ یا کویل
سیاہ دانہ سمٹ کر ہو ظلمت عالم | مقابلہ مین جو آئے وہ فیل دل بادل
مین کوہ سرمہ کہون کیا سیاہ کاری مین | اندھیری کوٹھری کاجل کی ہو وہ ضرب مثل
دہان فیل مین دندان نہ شمع کعبہ مین | ہین ایک برج مین جوزا دو پیکر اور زحل
سحاب کا جو گھٹا ٹوپ چار جامہ ہو | ڈبکے نہ پیٹ بھی ایسا وہ پیل ہے کنجل

اب ایک مطلع آخر وہ خاتمہ کا پڑھون
کہ جس سے حل ہو قصیدہ کی مشکل لاحل

یہ عرض ہے بجناب صمد اے عزوجل | بحق خلقت حور و فرشتگان ازل
بحق گریہ چشم ترصفی اللہ | بحق نوحہ نوح نبی نیک عمل
بحق تازگئے لالہ زار ابراہیم | بحق لہجۂ داؤد مرسل افضل
بحق آبلۂ دست موسی عمران | بحق عیسے زندہ کن شہید اجل
بحق قامت بے سایۂ حبیب خدا | بحق معجزۂ جملہ انبیاے مطل
بحق مقطع آل عباے نظم جلیل | بحق مطلع روشن امام دین اول

عروج نیر اقبال تا قیامت ہو
مثال خضر پڑے عمر ہر گڑی ہر پل

قصیدہ در مدح سید محمد محمد یعلیخان صاحب نبیرۂ میر شاہ علیخان مرحوم

عالم علم جہان ہون بموافق تقدیر — کامل فن زمانہ ہون بحسن تدبیر
متشکل ہو جو تصویر خیال کہنچون — جو تصور مین کرون دل مین ہو تصدیق پذیر
دفتر و ہر مین جو منہ سے کہون وہی کرون — ایک ہو علم و عمل صورت کلک تحریر
تجربہ سے یہ مجھے ممتحنی حاصل ہو — نظری سارے مسائل ہون بدیہی کی نظیر
یون سمجھے مین کرون معنی موہوم بیان — بید ہین کرتے ہین جسطرح زبان سے تقریر
فرض و واجب کی مسائل فقہا کو بتلاؤن — باحادیث و القرآن و بشرح و تفسیر
جو کرون نقل مین کیفیت علم منقول — لاکہہ حکمت سے حکیمون کی ہو وہ ہمہ مین پذیر
جملہ اشکال فنون و صور علمیہ — نقش ہون آئینۂ دل مین مثال تصویر
وہ مدرس ہون زمانہ مین بمثال ادریس — درس و تدریس مین جسکا کوئی نکلے نہ نظیر
اسقدر علم قیافہ مین مہارت ہو مجھے — صورت حال سے دل کا ہو عیان راز ضمیر
ناطقہ سے یہ علاقت ہو زبان کو میری — اہل معنی سے کرون علم بیان مین تقریر
قاعدہ نحو کے نحوی کو بصد نحو بتاؤن — صرف تعلیم مین صرفی کے کرون علم خطیر
نسطقے کا صفت گنگ کرون ناطقہ بند — علم معقول مین معقول کرون وہ تقریر
دل کو القا سو مری ہمصفت اشراقین — فلسفی کو مین کرون قائل توحید قدیر
کاہن ایسا ہون کہ رویا کا بتاؤن احوال — خواب کسرا کی مین مانند ستی دون تعبیر
قابل گردش ارضی جو ریاضی دان ہو — اسکو دکھاؤن مین دو فلکی کی تدویر
جو مساحت کو مرے اہل مساحت دیکھین — ناپ دون سطح زمین کو صفت سطح حصیر
یون مری ہندسہ دانی ہو فزون تر جیسے — صفر سے ایک بڑائی کی ہو مقدار پذیر
میرے حرفون سے ہون جفار زمان فن مند — میری لفظون ہی ہون رمال جہان قاعدہ گیر
دیدۂ اغلاط شفا کے ہین مری صحت سی — ایک اشارہ مین اشارات کی سمجھون مین ضمیر
مختصر کے کرون معنی و بیان کی تشریح — تضایح ہون مطول پہ حواشی تحریر

ساتھہ قانون کے ہون کلیہ قانونی — بقوا عدہ ہون عملیات کرون گر تسطیر
لاکھہ برہان سے کرون قاطع برہان کو غلط — دون جو صحت مین لغات عجمیہ کی نظیر
وہ فن رمل مین کامل ہون کوئی پوچھے — زائچہ پیچ کے سبلاؤن مین حال تقدیر
شکل لحیان جو طالع مین ہو دسوین گھر مین — بادشاہی کی خبر دون مین اوسی ہو جو فقیر
اہل تنجیم جو احوال کواکب پوچھین — ہر ستارہ کی بتاؤن مین خواص و تاثیر
اقتران مہ و خور شید جہان اسکندر — ربط مریخ و زحل زشت و زبون نحس کبیر
جام جمشید کا نقشہ ہو مرا استرلاب — دیکھو احوال جہان جس سے ہر اک چیز بصیر
دشت اسکندر ثانی کے لیے باغ بناؤن — علم تبریخ مین کامل ہون فداطون کی نظیر
مثل اشراق بناؤن جو مین دربند طلسم — اسم اعظم سے کرون لوح طلسمی تحریر
عامل ایسا ہون کہ شیشہ مین پری بند کرون — عمل جب سے کرون جن و بشر کو تسخیر
پوچھہ بیٹھے جو ز حافات بحور اشعار — قافیہ تنگ عروضی کا کرون دفع تاخیر
خاکساری سے یہ حاصل ہو کرامت مجکو — جسکو دون خاک کی چٹکی وہ بنا ہو اکسیر
سوم آہن کو کرے شعلہ آواز مرا — لحن داؤد کی ہو لحن مین میری تاثیر
کامل نغمہ سرایان جہان ہون ایسا — بار بد کا جو ہون استاد نکیسا کا ہون پیر
زمزمہ سنج مقام عجمیہ مین جو ہون — راست و عشاق و نوا کی ہو گی مین تحریر
علم موسیقی ہندی یہ مجھے حاصل ہو — ایک سر گم مین کرون چار متون کی تفسیر
یا الٰہی ہمین جملہ علوم و ہمہ فن — ہون وہ علامہ کہ جسکا کوئی نکلے نہ نظیر

یون زبان صرف دعا تھی کہ لب گویائی
پڑہ دیا مطلع روشن بصفات تصویر

چہرہ پردہ زاز ل فی جو بروز تقدیر — کلک قدرت سے کیا جسم مثالی تحریر
سایہ آئینہ مین مشک ہے نشیبہ مین پری — نہ تصور شکل نہ خیالی تصویر

نقش ارزنگ کا جریانہ شبیہ رسام
کارمانی ہے نہ بہزاد کی صناعی ہے
جو کہ مٹا چار عناصر کا جو طیار ہوا
خانۂ تن مین بسے صورت جان فی تاخیر
وہ نہ حسن ہی نواب محمد مہدی
کہ جو ہے صاحب تصویر امیر ابن امیر
رشتہ داروں مین انکے جو ہے عالی رتبہ
جو ہے مشہور جہان معتمد الدولہ وزیر
ذی شرف ہر نجف و میر نجیب الطرفین
سید رضوی ہوا اولاد شہ خیبر گیر

مختصر طول کرون جسمین ہی پڑہ کر مطلع
مدح خوش دہن ممدوح کرون اب تحریر

ملکۂ دہر ہی خاقان بہو عرش سریر
خوشی اوس بیگم عالی کا ہی یہ باتوقیر
مریم پردہ نشین وہ ہے کہ تاریکی مین
سایہ جسکا ہی یہان سایۂ احمدی نظیر
ہم سخن غیر سے ہونے مین یہ مانع ہی حجاب
چھپ کر ہی جاتی ہی زیر لب گویا تقریر
اک کرہی نہین پوشیدہ مگر کی صورت
جسم سارا ہی نہان شرم ہی یہ دامنگیر
پاک دامن وہ کہ دامن پہ پڑے جسکے نماز
پاک دامانی بلقیس و روائے تطہیر
گل امید جہان نخل مراد عالم
شجر ارزوے باغ دل پیر و صغیر
کیمیائے مس محتاج و دوائے ہمہ یار
گرد رہ خاک شفا خاک کف پا کسیر
رشتہ داروں کی مرے کو کہان تک کہنچون
روکش صاحب تصویر کرون اب تحریر

تا کجا ذکر عزیزان کوئی مطلع پڑہ کر
اے زبان مدحت ممدوح مین اب کر تقریر

جبہ ہاوس صاحب تصویر کا وہ عرش سریر
سجدے کرتے ہین ملک دیکہکے جسکی تصویر
نادر اقبال ہمایون حشم و بابر جاہ
شوکت شاہ جہان فرشہ عالم گیر
خسرو لشکر دیوان و سلیمان پری
حاکم جن و بشر عامل ملک تسخیر

خضر شرع متین رہبر ایمان مبین — کنت دین ہاشمی اسلام ابوالفتح نصیر
زہی شرف ناصر مسکین و معین الضعفا — حافظ جان یتیمان و نگہبان اسیر
صدف بحر عطا ابر کرم چشمۂ فیض — گوہر درج سخا گنج زر علم خطیر
ہے یہ نیسان کرم جوش پہ مانند صدف — قطرۂ آب جو مانگے تو گہر پائے نقیر
حاتم ایسا ہی وہ مانگے جو کوئی جام جہان — بخشدے گاؤزمین کو عوض کاسۂ شیر
حرز جان یہ کہ پئے صید ہو جنبش کہ سماد فاضل — گر کہنچے باز و کبوتر کے برابر تصویر
منصف اسطرح کہا ہے حق خطا ہاتھوں تلے — چور مہندی کی سر دست ہیں مٹھی میں اسیر
عدل سے اوسکے برابر ہے یہ دور خجستہ — دہوپ کر سکتی ہی تقدیم نہ سایہ تاخیر
احتساب اوسکا زحد مانع خونریزی ہے — خون بہادے وہ لڑائی میں جو پوڑی شمشیر
کالعدم عہد میں اوسکے ہے شرارت ایسی — دخل کیا ہی جو کرے گرم سخن کوئی شریر
سر اوٹھائے جو شرر شعلہ نکالے جو زبان — منہ ملے اخگر سوزان کا سر آتشگیر
رعب سے اوسکے گریزان ہی یہ دور عالم — نہیں تہتی ہیں زمین پر قدم چرخ پیر
دن کو سہ رات کو خورشید دہپی ہیبت سے — دہوپ سایہ میں تو سایہ ہوا ہے پیر من شیر
شیر صولت وہ اگر دیکھے صورت اوسکی — دم بخود رستم دستان ہو شال التصویر
کاٹھیوں میں ہوں دم جنگ سمان تلوار ہیں — چپ رہے سہم کے گوشوں میں کمانگر تیر

اب دکھاتا ہوں میں اک مطلع برّاں پڑھ کر
برش خنجر و تیغ و خلش نیزہ و تیر

ارس بہادر کے جو نیزہ پہ دم جنگ ہے تیر — دار پر صورت منصور کہنچے وہ بے پیر
ایک نیزہ پہ ہی یا مہر قیامت طالع — یا سر نیزہ پہ ہے پرچم نیزہ تصویر
دست رنگین میں نہیں نیزہ خطی اوسکے — پنجۂ مہر میں ہی تار شعاع پر تنویر
خنجر آلودہ خوں ہے فلذہ دشمن میں — دام صیاد میں یا ماہی احمر ہی اسیر

سینۂ حال رزرہ تک ہر انمل سے جھلنی
عاشقِ قبلہ نما ہے نہیں اک بسمل تیر

اوسکے تموار کی برش جو اثر کرجائے
وان سے کٹے رات سے کٹے بھر کٹے جتا تیر

فائدہ ہی نہیں بیکار ہر خالی اوسکے
ایک اک ایک کے دو دو ہیں جو کٹے چھ شمشیر

برش تیغ یہ ہے گر ہو علم صاعقہ وار
سپہر مہر کو کاٹے صفت قرص پنیر

حلقہ بندی ہے نہیں تیغ صفہان میں جوہر
یا پری سپنے ہے ہنست کی گلے میں زنجیر

اب ارادہ ہے کہ اک مطلع چابک پڑھکر
کیجیے سرعت شبدیز صبا دم تسخیر

کجرخی میں جو وہ توسن ہے کمان و شمشیر
صفت راست روی میں ہے ہر انزیزہ و تیر

بدمزاجی میں ہے آزردہ دلوں سے جو ہوا
شعلہ خوئی میں شراروں سے زیادہ ہے شریر

کیا لکھوں توسن چالاک کی چالاکی کو
سرعت ایسی جو روان ہو صفت موج سطیر

اتنے عرصہ میں وہ پھر کر کے پھری ہے جہان
نہ ہوئے کہنیجیں جو بستے ہوئے پانی میں لکیر

شش جہت میں جو اڑا وہ ہیمان چوکا ن
جسطرف پھیرئے پھر جاوے ہیں مثل ضمیر

روح کیطرح جو انسان کے قالب میں سمائے
خون کی طرح رگوں میں ہو روان بے تاخیر

اب کروں نظم میں اوس فیل کی مطلع میں صفت
یا ایل ایسا ہے جو مر سے زیادہ رہ گیر

آندھی آتی ہیں ہے وہ فیل جہان گرد شریر
ابر جلتو میں ہے سیمرغ کی اوڑنے میں نظیر

کوہ تمثال وہ ہے پیل سیہ جسکے حضور
مشک دانے سے ہے کمتر جبل سر بر قیر

خط سیہ خال سیہ زلف سیہ چشم سیہ
شب سیہ روز سیہ بخت سیہ ابر مطیر

سپیلیں دل کیطرح کالی بلا میں تمام
ناخن مور سمٹ کر ہوں جو دوں اوسکی نظیر

فیل مردان وہ کہ گردوں کی سیہ موج ہے
گور خر ہاتھوں کو نکالے ہے کوئی حور شریر

دم ہے اوس فیل کی یا گاگل زمانے والو
چرخ نیلی سے زمیں پر ہے لٹکتی زنجیر

کلک کو اب ہے آب نہر خوش آرام
مختصر بات سے بہتر نہیں طول تقریر

دو زبان کیا ہیں اگر کلک زبان دو ہے قلم
منشی دہر تو کیا ہیں جو عطارد ہو دبیر

انگلیاں پنجہ مژگان بتاں اور قلم
صفت کاتب اعمال کرے گر تقدیر

مختصر بول سخن پردہ کے کروں اب مطلع
جس میں ہو ختم قصیدہ کی دعا پر تقدیر

آرزو ہے یہ مری تجھ سے شہ عرش سریر
بہ شگافِ قمری و بہ نبی رتبِ قدیر

بہ پسر جعفر طیار و بہ جعفر طیار
از پئے رجعت خورشید و شہ خیبر گیر

از پئے عترت اطہار و بہ آل نبوی
روز پئے حسن معصوم و بہ زہرا دلگیر

بہر مظلومی سلم بہ طفیل سلم
بہر خلق حسنی و حسن با تو قسیم

بہ علمداری عباس و بہ عباس علی
پئے لب تشنۂ شبیر و برائے شبیر

از پئے جملہ شہیدان رہ نامی معصوم
بہر آل عبا و بہ کلیم تطہیر

آسمان پیر رہے خورشید بیں جب تک روشن
اختر طالع ممدوح رہے پیر منیر

قصیدہ در مدح امیر الدولہ سعید الملک راجہ محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ راجہ محمود آباد

وہ سخنور ہوں جو ہوں انجمن آرائے سخن
سر کٹی چرب زبانی جو کرے شمع لگن

بحث نالہ جو کروں بات نہ نکلے منہ سے
گنگ ہوں مرغ چمن بلبل سدرہ الکن

لب گویا نے کیا ہے پری نا طقہ بند
جان کیا طوطی تصویر کی کھولے جو دہن

گر مرے گوہر مضمون کے مقابل آئے
قطرۂ آب خجالت سے بنے دُرِ عدن

تر زبانی مری دیکھو تو ہو منہ مجرا خشک
آب ہو زہرہ آتش جو مبیں ہو گرم سخن

ایک جہان ہے نہیں یہ مری فصاحت کا نقر
سب کے سب کان پکڑتے ہیں فصیحان زمن

نعت حضرت ابھی نام بلاغت ہے مدیح
کر زبان ہو بلاغت سے مری ابلہ بستن

کس طرح حسن بیان ہو نہ مرے ہیر
در معنی سے ہر اک حرف و سخن ہو جبیں

وجہ طلع روان ہے ہی دہان چشمہ فیض
جو سے شیریں ہو مگس ہی سری نہ ہو یہیں

کر رہا ہوں صفت نیشکر و نخل شیریں
دل پہ ہاسد کہ ہر اک قلم انشہ زن

نقطہ ریزی جو کرے خامہ شنجرف مرا
خون کی بوند بنے رشک ہر لعل یمن

وہ جنم ہیں جلا لیکہ سے اوراق بیاض
تا وکھائی جو کوئی صورت کاغذ ہم فن

نام رکھے جو مرے خط مسلسل کا عدد
دائرہ طوق گلو ہیں کی دہائیں گردن

تیغ کی طرح چمک کر جو غزل تڑپتا ہوں
دل ہیں کشتے مرے اشعار ہیں یکر دشمن

چشم بد بین مرے دیوان پہ جو ڈالے کبھی کوئی
ہو یہ آشوب کہ گہر اسکے لگے وقت صریر

## پڑھ کے اک مطلع نو وصف زبان دانی میں
## اپنی تعریف کردن ختم بوجہ احسن

رشتہ گوہر زبان دان ہیں ہے چرخ کہن
تا طلقہ بند ہو سحبان جو کرے بحث یہ سخن

طبع خالی تو یہ کرتی ہی تعالی کے کلام
جو کہا منکری نے کہ سن اے کامل فن

اپنی منہ سے نکرے کوئی ستائش اپنی
مشک خود نافہ سے خوشبو دی نہ آہو ختن

نوک کی لینے سے ہو خشک زبان کانٹوں کی
تر زبان کو نہیں لازم خامش آمیز سخن

خون تھکواتی ہے زخموں کو دریدہ دہنی
باعث کم سخنی غنچہ کا خوشبو ہے دہن

تا طلقہ جب ہو درازی زبان خوب نہیں
سر بریدہ ہو نکالے جو زبان شمع لگن

سرکشی سر دکی ہے بے ثمری کا باعث
شاخ پر سیوہ نگونسار ہی ہر اک ہم تن

تواضع ہو جو ہر دل میں تمنائے فروغ
سر تسلیم جھکائے ہی ہلال روشن

گوش کر گوش یہ عنبک سے صدا آتی ہی
مردم چشم ہیں یہ بیٹھائیں جو بھائی گردن

نکرے سے ہیچ ان عجب تعنداتی ہے
عجز کر عجز کہ مقبول خدا ہو سخن

ہر کہ پابند نصیحت کوئی پڑھ کر مطلع
خشک عنبر کہ نافہ ہو تجھی نافہ

کہ ہے یہ شکر ہی جب یہ وجود احسن — طبع عالی ہوئی گویا کہ سن اے مانع من

یا معانی نہ کچھ اس میں ہے نہ کچھ لفظ و گداز — یہ بھی ہو ایک طریق شعرا طعن مزن

کبر کی راہ جو دعوے سے سخن گوئی ہو — بات کہنے سے ہی نہ نکلے یہ زبان ہو کاٹن

خوش بیانوں سے اگر نازش تقریر کروں — دم گفتار ہو اک کیطرح گنگ دہن

گر سر جرب زبانی ہو سخن فہموں سے — لال ہو جائے زبان ہمصفت شمع لگن

شعرا سے جو کروں بحث زبانداني کی — لب گویا پہ لگے مہر خموشی فوراً

معذرت خواہ ہوں میں عفو کریں جرم و خطا — سخن آرا نہوں اے حضرت نامع بزطن

سچ تو یہ ہے کہ وہ سب بہوت ہی ہیں ہمچو گمان — دل من داند و من دانم و داند دل من

اب یہ تقریر کروں ختم کہ آئی ہے بہار
وہ پڑھوں مطلع تازہ کہ ہو سرسبز سخن

بہر چوگان چمن مہر ہوا جلوہ فگن — مشکیے شب سے بڑھا نقرۂ رخسار روشن

مختصر رات ہوئی بخت کی کوتاہی سے — روز افزوں نے اڑایا ید طولا کا چلن

تا بشیں مہر سے کم سردی ایام حولی — فصل سرما کا ڈہلا گرمی خورسے جوبن

اب دمیدہ ہی سحر بہر نماز سحری — آب شبنم سے وضو کرتے ہیں شجار چمن

نونہالوں پہ ہے لطف چمن آرائے جہان — تر زبان حمد الٰہی میں ہیں ہر خار چمن

قامت سرو کشیدہ ہے اقامت کیلیے — ذکر قمری میں ہر اک فاختہ کو ہے گردن

شاخ پر میوہ خمیدہ ہے پئے سجدہ شکر — ہر روش ناصیہ سا ہی جو تجرے ہے نوشن

سبحہ گردانی تسبیح کی خاطر ہر گل — غنچہ ہیں دانہ شبنم کی لیے ہے سمن

قبضہ نامیہ سے نشو و نما ہر میں تمام — شجر و برگ و برو سبز و نسرین و سمن

رنگ نوروز سے ہر گل کا گلابی ہو سیاہ — پہنے ہے لالہ حمرا شفقی پیراہن

گل رنگ کی سرخی میں ہر شوخی سی — ہے مرے خون جو عیسے کو بعید صلیب و فت

چٹکی رنگ ہون میں جو وہ پنہاں کہیں ۔۔۔ گل نرگس کی صفت آنکھ چراتے ہیں ہرن
کھلی ہی جاتی ہین باچھین یہ گلون کو دیکھ کر ۔۔۔ صفت ہی دیتی نکالے ہین اناروں کو دہن
پھولی ڈالتے ہے گلابی سے ہر اک غنچے کے ۔۔۔ مئے گلرنگ بہ ہے لالی پری کا جوبن
شاخ گل جھومتی دیکھے جو بچشم بلبل ۔۔۔ لوٹ ہو مرغ ہوا بنکے کبوتر بولین
خندۂ آتش گل ہے یہ گل افشانی پر ۔۔۔ پھول جھڑتے ہین جو ہنستا ہے چراغ روشن
داغ بلبلون پہ بچے خلعت عید نوروز ۔۔۔ قطع سبزہ نے کیی گلرنس کین پیراہن
ہر روش دوبکے سرسبزی و شادابی سے ۔۔۔ مخمل سبز تراشی ہے پئے فرش چمن
کوپلین پھوٹی ہین سورج کی کرن کی صورت ۔۔۔ عقدہ پروین کے ہو انگور کے خوشون پہ پہین
تازگی یہ ہے برستی ہے جہان آتش گل ۔۔۔ نخل موسی سے پگھلتی ہین نہالان چمن
برش تیغ مین فیضان ہوا ہے ایسا ۔۔۔ کہ بیت تلوار کی ہوتی ہین ہر وقت بہرن
بارش رحمت باری سے سدا رہتا ہے ۔۔۔ جوش باران سبب سنگ مدد بی سایان
تازگی روح کو دیتے ہین ہوا کے جھونکے ۔۔۔ موجۂ باد مسیحا ہے نسیم گلشن
شبنم و آب روان کی یہ طراوت تھی فیض ۔۔۔ جھاڑی بوٹی سے دسا رہی ہر اک چمن کا بہرہ
گل نوخیز کے سایہ سے زمین ہے پہولام ۔۔۔ بستہ خاک پہ ہے نرمش شبنم کی ہین
تار بارش کی طنابون کی بنا کر دورین ۔۔۔ ابر تانے ہے گھٹا رنگ میان گلشن
بوسے گل بوسے عروسی کی مہک دیتی ہے ۔۔۔ بن رہا باغ لطافت سے سراپا ہے دولہن

وصف روئیدگی و قوت نامیہ مین
پڑہ کے اب مطلع نو تازہ کرون رنگ سخن

جوش روئیدگی ایسا ہے کہ دہقان زمن ۔۔۔ بو ہین بارد و کے دانی ہے ہان اناروں کے بیج
تازگی بخش نخیلان ہے ہوا اس درجہ ۔۔۔ جسکو سوکھے کا مرض تھا ہین ہری انکی بدن
فصل گل وہ ہے جو دیوے کوئی آشفتہ دماغ ۔۔۔ ہر روش برجی کی ہے بین کی بہوپین گلشن

گر یہی جوش پہ ہے تاکہ گریبان بہار — مثل گلچیں ہمہ تن چشم ہے گلشن

چین گل سے یہ صبا ہے صفت تیغ عیان — آگ کے پھول پہنے لالہ و گل کا جوبن

زلف خوباں کی نمود سبزہ بیگانہ سے ہے — سبزہ واری کی ہے جا مہ میں ہر اک اہل فتن

پرتو خط سے رخ یار سے ہے سبز بری ہر — پہلوانوں کی ہری ہوتی ہیں وقت کہن

ہے یہ افسانہ جو ہر حد عالم میں — بیخ شاخہ ہو اگر ایک ہو مشعل روشن

آتش گل جو ہوئی تیز ہو عجب کیا اسکا — بجلیاں آہ کی ہیں کوہ و دمن میں ایماں

یہ ہر و مند زمانہ ہے کہ مثل اشجار — پھلتی ہے بزم سخن میں غزل اہل سخن

اسقدر لغو نما ہے کہ معنی حیران — پتی آواز میں لگجائے جگہ ائین ساون

پرتو سبزی سبزہ ہی یہ گلزاروں میں — باغباں زہر ہی کہا جائیں تو نیلا ہو بدن

ہر کنوئیں ہو ہر افیض ہوا ہے ایسا — زاغ مینا ہو کہ ہر ہو کہ چیا چندن

منقلب رنگ طیوران ہی پر سبزی سے — زاغ طوطے کی طرح سبز ہی ہر یل ہی ہر غن

کثرت نامیہ ایسی ہے عجب کیا اسکا — بادیہ سنگا ہو نئی شاخ نگار و ہر ن

فیض سے بادبہاری کی یہ گلگون ہی سمند — مثل گلدار ہیں پھولے ہوئی سبزی مائل گگن

جامہ زیبوں کی ہوا سوں پہ ہی یہ جوش بہار — کوئی خالی نہیں کلیوں سی قبا کا دامن

نار سوزاں میں ہو تر ہی رطوبت ایسی — دانہ سرسبز ہو نبتی ہے میان گلخن

ظرف چینی پہ اکیلی نہیں کچھ گلکاری — ہر روش پھولوں کی اک ٹال ہیں ساری برتن

کوہ مرغوب ہیں ایسے صفت باغ ارم — شجری سنگ کے شاداب ہمیشہ ہیں چمن

تازگی سبزۂ مینا کی یہ مستولی ہے — برسنے پھول کی دیتی ہی مزے کہ کہن

پڑھ کے اس مطلع نو طرح سراہو ساون
مختصر فصل بہاری کا کروں طول سخن

ناصر کیا نہ ہو وہ راجہ ہو بوجہ احسن — اسم اعظم کی برتری سے ہے ہمنام سخن

ثمرۂ باغ جہاں رایۂ محمود کا باد — مہر اسکے گل تازہ رعایا کا چمن

اوسکا در باب اجابت ہی دعا کی خاطر — اوسکی درگاہ مراد دن کی لیے ہے معدن

خلوتی اوسکے جلیسون کی نشاط و عشرت — خلوتی اوسکے عبادات خدا و ذوالمنن

ناگوارا ہی یہ آزردگی ہمنشان — رنگ کے حق مین اگر بوئے تو وہ ہو پیرہن

اوسکے انصاف سے ہر طرف ایسا ہی ہیر — خون بہا دے جو کرے کشتۂ چراغ روشن

عشرت آباد ہے اس درجہ جنم خانۂ دہر — لب ناقوس پہ جز خندہ نہین ہی شیون

قاتلون کا یہ عدد ہے جو کرے نفس کشی — خون کی لہر مین دہر آجائے وہ مرد پیرہن

دی سزا اوسکو وہ فریاد رس عالم ہے — جسکے تھکرائے سے لرزا دکنان ہر برتن

کاسۂ اشیر ہمہ مہر کا روز ینہ عدم — طبق نان شبینہ پہ ہے ماہ روشن

بادبار اوسکے سبب دین نبی عالم مین — اوسکے کلمہ کے سہارے ہی کہ ہے چرخ کہن

بحر زر ریز کرم سے جو ہوا اوسکے سیراب — ابر مردہ سے برسنے لگین ہین بارون

مچھلیان امن مین اوسکی ہین توی بازو کی — آہنی جال زرہا ہون کے ہین حرز جوشن

ابر فیضان کرم وہ ہی جو مانگے کوئی — بالعوض پوت کے دے دُر عدن کے معدن

عادل ایسا کہ برابر ہی رہین لیل و نہار — روز سے شب نہ شب ہر ہے نہ روز روشن

ہوئے تکسیر کسی کی نہ لڑائی ہو ہزار — کشت خون کا یہ زمانہ نہین ہی اوسکے عدن

روپ بدلا یہ درندون نے ہی اوسکے ڈر سے — بچہ نر ہو جو ہو مادہ وہ شیر ارسلان

دبدبہ وہ ہے کہ جنگاہ مین فرنگی عوض — صور پھونکین بھی تو آواز نہ دے وقت نزال

زلزلہ مین ہی فقط گاؤ زمین رعب سے کیا — کانپتا چرخ پہ ہے برق جہندہ کا بدن

ہیبت ایسی ہے کہ غنقا و ہما کی صورت — نازنینون کی نہان ہین کمر و بیم رہین

کہہ کے اب مدح خونریز بیان کرتا ہون
صفت حربۂ جنگی و سر آلات بزن

دُرفشان پرچم نیزہ کا عجب ہے جوبن — پر پرواز ہے کھولے ہوئے اژدہا گان

سر پر چم پہ نمایان ہے سنان نیزہ
باز بان منہ سے نکالے ہوئے مار زن

نیزہ بازی مین جو وہ نیزہ خطی برسے
جانی کاغذ کی ہو ہر بند تن و بین تن

خاک شودہ وہ کمان دار زمین کو جو بنائے
سر بن مو پہ سر نگاہ کے ہو ناوک زن

سنگ کسار ہون شیشے کی طرح چکنا چور
گر پہاڑون پہ لگائے وہ عمود آہن

آب آئینہ وہ رکھتی ہے حسام ممدوح
عکس سے جسکے سراپا ہے جدا سایہ تن

میان سے کھینچ کر جو وہ تیغ سروں پر چمکو
اور پہاڑ کے کیچل قدم آدم ناگن

گرم رو وہ ہے کہ اگر دم مین ہون لاکھون منزل
گر چلے باد کی جھونکے کی طرح وہ سن سن

گرد شمشیر چلے تیشہ فرہاد کی طرح
آب شیرین سے اور جا بجھے دشمن

طفل غنچہ کی طرح منہ مین کوئی دانت نہین
اور سینہ پہ کلی ہی کہ چھاتی جوشن

باون رکھتی نہین چلتی ہی سروں کے اوپر
آنکھ رکھتی ہین مگر تی ہی چن چن کے زن

نئی برش ہے تناسخ کے سبب گشتہ تیغ
آسیا ہی جو نہی دھڑ پہ نہو سر گردن

وصف شمشیر کرون ختم پڑھون اب مطلع
کہ زبان وصف مین گھوڑے کی ہی سرگرم سخن

گو سخن ہے یہ جوانی کا وہی ہے جوبن
ایسی کاشی کا نہ کمخا نہ سنا ہے توسن

شش جہات دو جہان مین نہ کریگا جولان
تنگ سے تنگ نہایت ہے فراخی زمن

غیرت تار شعاعی ہے عنان زرین
باگ ڈوری مین ہو دمدار ستارے کی پہین

جا سکے پاس نہ اوسکے کوئی شوخی کی سمت
چرکہ سکے اوسپہ نہ اصلا کوئی جزو بدن

باد پارہ ہے مصور جو مرقعہ کھینچے
بے پر و بال اوڑے رنگ شبیہ توسن

رہ سبک رو کہ نہو مردم دیدہ کو خبر
نشہ کی طرح غزالون کی ہو آنکھون سے پہن

شعلہ خو وہ ہے کہ راکب پہ ہو دھوکا گویا
سنگ فولاد سے ہو جیسے شرر جلوہ فگن

جان یہ روح روان دم ہے کہ ہمگام خرام
تا زیانہ ہو جو پھر کے کوئی شریان بدن

وصف شب سیہ و صبا پھر کر کے تمام
نعت رسول مقبول کہتا ہوں میں خاص بہ حسن

کیفیت یہ رات کی وہ ہاتھی کہ جو ہو جلو میں پون
ہیبت سے جس کی ہو ہوا ساکن و چرخ بے حرکت و زمین

ہیں دیو سیہ سے ہر طرف مجتمع تار
شب کا سماں ہے کیا ہی ڈراؤنا و ہیبت ناک

فیل کے بیس میں کالی سے کالی ہے قطار
یا ہوا ہے نمایاں کالے بلا کا ہے بدن

چرخ نیلی کو سنبھالے ہیں ستون مدت
پیلپایوں پہ ہے یا پیل سیہ کا تن میں

دہن فیل سیہ میں نہیں زبان سفید
ظلمت شب سے نمودار ہے صبح روشن

چرخ نیلی پہ سمو تو ہے کہ انگس سر فیل
کالی بادل میں ہے یا توس فرخ جیون گگن

مہر و مہ مشرق سے تا غرب ہیں سر گرداں
کہ ہوا دیں فیل کی دو سمی سر گردوں میں گگن

ختم کرتا ہوں قصیدہ کو میں پڑھ کر صلوات
کہ نہیں مدحت ممدوح کا یارائے سخن

بند کرتا ہوں در مدح بہ صد احسن
کھولتا اب ہوں بمفتاح دعا قفل دہن

ملتجی شاہ ثنا خواں ہے ترا تجھ سے مدام
تو ہی تا تیری خدائی ہے خداوند زمن

ابر میں برق ہے تا برق جہندہ میں چمک
سیپ دریا میں ہے تا سیپ میں ہے در عدن

خاک میں ذرہ میں تا ذرہ میں ہے مہر منیا
شہر میں میں ہیں شرر تا ہیں شرر ہیں میں عین

خال میں چشم میں تا چشم میں ہے نور بصر
نافہ آہو میں ہے تا نافی میں ہے مشک ختن

آسمان قدر سیحا کی طرح ہو ممدوح
بطے و لزہرا و حسین و حسن

خشم و جاہ ہو ہر روز فزوں مثل ہلال
کم و تمثال رہے تا بہ قیامت روشن

## قصیدہ در مدح نواب ناصر الدولہ بہادر علی خان

جبکہ جہاں کو جنبش نصیب ہو سیار
تیک تیک کے ہلائی سپہر نا ہنجار

ہر صبح جیسے شمع کے ماتم مین ہو عزیز گریان تو لاکھون کان کسیکو خبر نہو زنہار

ٹپک ٹپک اگر گرون چشم تر سے صورت اشک کہتک کہتک کے نگاہون مین یہ ہو نہون خوار

جو داغ باغ گل زخم سے نہین سینہ تو داغ داغ ہے مثل اوس کیطرح تن زار

چمک چمک کے گرین بجلیان مری اوپر تڑپ تڑپ کے مرون آسمون دعا ہے بہار

جو موج موج رہون دم بخود حباب کیطرح تو بحر بحر ہر اک چشم تر ہو دریا بار

جو رویان رویان ہو بتیان چراغون کی تو ہڈی ہڈی جلائے مثال شمع نجار

سلگ سلگ کے بنون بی جو سوختے کا دروغ جھلک جھلک کے بجھون دم بھری مین شعلہ شمار

جو قطرہ قطرہ مثال گہر ہو دیجیے تو ذرہ ذرہ پریشان مرا ہو مشت غبار

نہ خار خار الم سے فقط ہے دل پانی ہے آب آب جگر سوز غم سے آبلہ وار

یہ بال بال سیہ کار مثل کاکل ہون جو خال خال کہون خالصہ لگے گہر آبدار

بگڑ بگڑ کے بنے بھی جو مجھ غریب کی قسمت مٹا مٹا کے کرے چرخ بے نشان مزار

جو گرم گرم کرون نالے شعلہ آواز جلا جلا کے کرے خاک مثل برسیقار

وہ در بدر ہون زمانہ مین مہر و مہ کیطرح کہ شہر شہر ہے گردش جسے دیار دیار

بڑھا بڑھا کے قدم مے کرون جو راہ طلب سمٹ سمٹ کے کرے تنگ زمانہ فشار

جو خار خار جنون مو بمو نہو پیوست تو دوب دوب کے ناوک دل و جگر کو ہو پار

بہا بہا کے جو لون اشک تہا یم غم کی گلے گلے ہو مرے آب خنجر خونخوار

یہ سر بسر ہے شکستہ دلی نصیبون مین کہ جور جور ہون نشہ مین گرنون مین خمار

ٹھہر ٹھہر کے جو یخ بستگی کرون حاصل پگھل پگھل کے بنے برف کی طرح تن زار

جفاے چرخ کا شکوہ کیا کرون کہ تمک حیص وبیص ہے زائد فضول ہے تکرار

اب ایک مطلع روشن مین نظم کرتا ہون

حدیث برق تجلی و طالب دیدار

نگاہ پاک سے دیکھا جو سادہ رو نگار — صفاے دل سے ہوا آئنہ کی شکل دوچار
نہ تاب دید ہوئی بند ہو گئین آنکھین — مثال موسی عمران غش آگیا اکبار
یہ بیخودی نے کیا محو صورت تصویر — کہ بے حسی سے ہوا نقش حیرت دیوار
حواس جاتے رہے عمر رفتہ کے مانند — پریدہ ہوش ہوے مثل طائر پر دار
مثال دیدۂ حیران کھلی ہین آنکھین — کہ جس طرح کوئی سکتہ مین مردم بیمار
خیال بے دہنی تھا جو گنگ کیصورت — لبون پہ مہر خموشی تھی مانع گفتار
ادھر تو فرط حیا تھی نقاب چہرۂ ناز — ادھر مین محو جمال نگار آئینہ دار
وہ گلبدن لب معجز بیان سو آتش مین — سخن طراز ہوا مثل بلبل گلزار
کہ اے فرشتہ سیر آشناے کوثر عشق — مین جانتا ہون تجھے قدسیون سے نیک شمار
مگر ہے صحبت ہر دم سے خوف بدنامی — کہ متہم نکرین عیب جوے بدکردار
یہ بات سنتے ہی یون ہمدمی کھل کر کین آنکھین — کہ جس طرح کوئی غافل ہو چونک کر بیدار
خموش جب وہ مسیحا ہوا کہا مین نے — دواے جان پُر ارمان ہی شربت دیدار
مثال سایہ و تن ایک جان دو قالب ہون — محال ہے کہ جو دم بھر جدا ہون تجھسے نگار
الگ سمجھ نہ سو حد نگاہ غور سے دیکھ — احد ہی تا نظر دو ہین چشم بینا کار
وہ حرف ہون کہ نہون بر وصال کی تاب — رقم کرین جو خط قوامہ مین نامہ نگار
دوئی کا ذکر ہے کیا آئینہ مین کر تو نگاہ — مری شبیہ ترا عکس ہے مرے دلدار
نہ برگ گل سے ہو جسطرح بو جدا گل سے — مین پاک باز ہون مجھسے حجاب ہی بیکار
نہ خوف تہمت دشمن کرے سہ خوبی — جو خاک چاند پہ ڈالے پڑے اوسی پہ غبار
نہ سایہ ساتھ نہ ہمزاد پاس ہمدم — تہی ہے روح سے خلوت سرا جسم نزار
یہ آرزو ہے کہ خلوت نشین شہر ہو نگاہ — بغل مین دل کی طرح جان کی طرح کنار

شرح صلح روشن کرون آنکھ تا — جو خوبرو ہو تمکو خصلت و نکو کردار

نسب مین کیون نہو عمدہ وہ دادی عمر زادہ — نبی کی آل ہے اولاد حیدر کرار

عزیز معتمد الدولہ نائب سلطان — امیر زادہ و فرخ سیر فرخندہ شعار

رشید بود سمین یمین ناصر الدولہ — بلند مرتبہ سید یعنی مہر وقار

دیے ہین حسن نے اوسکو وہ طالع محمود — غلام مال ہے جسکا ایاز خویش کردار

سیاہ زلف ہی رویہ قضای نورانی — کہ پہلی رات رخ آفتاب ہے دو چار

فلک جو عینک خورشید ویرگاں ہی — زمین کی بھی ہے چشمون کو خوش دیدار

رواج دین کا یہ اوس سبزہ خط کی باعث ہے — کہ طوطی پڑھتے ہین کلمہ زبان سی ہر بار

جو ہو وہ پیر و مشکلکشا نہ عقدہ کن — پڑہین نماز نہ ہاتھون کو کھولکے دیندار

ہے اسقدر نظر پروردش یتیمون پر — کہ چشم تر کے ہین اطفال اشک ریز کنار

پسند اوسکو یہ پوشاک عیب پوشی ہی — کہ پردہ پوش جہان ہی قبای دامندار

ہوس ہو جانورون کو جو دانہ پانی کی — دے آب و دانہ کبوتر ہنس کو در شہوار

جو مانگے رزق ربا اوسکے خوان نعمت سے — سوائے رزق مقدر کے نعمتین دی ہزار

یہ اوسکی شغل امانت ہی شیر بکر مین — کہ باندہ لیتی ہی شیر ذکو بکر یونکی قطار

مطلق پہ یہ چورون کے ہی کمر باندہی — جو دل چرائی کوئی کام سے وہ ہو بیکار

قلم ہو درزد کا اک ہاتھ کیا وہ منصف ہے — چرائے زخم جو پانی ہو تیر سے فگار

نصیر وہ ہے کہ جسپر ہے ناز نصرت کو — وہ ابن فاتحہ خیبر کہ جسپہ فتح نثار

جو تیغ سنگ چٹانے لگے یہ ہیبت ہی — نکل نکل کے گریزان ہون تیرون سی شرار

طپان زمین پہ یہ ہون بہلون کی دم پہ ہے — چھپائین خون جو دامن مین نیغ خم دامندار

ستم گرون پہ ہی کیا دی امان نہ نامہ مین — جو کہدیا نہ ربائے دم و عاحش و فجار

اگر شبد امان دے جفا شعارون کو — نشان ہلائین ہر ہرون کی جا دین سو بار

مقابلہ مین جو آجائے اوسکے غصنفر کے — دل ہزبر ہو پانی سیانہ بیکار

صفات اسلحۂ جنگی مین اب طبع آزمائی ہوتی ہے مطلع
کہ جسکا قابل تعریف ہے ہر اک ہشیار

عصائے پیر فلک ہے نہ اوستوارۂ دار
ستون قہر الٰہی ہے نیزۂ خونخوار

نگائے گردہ کماندار ما و تست
جگر مین ڈوبکے لین چٹکیان اب سوفار

وہ گرز کوہ شکن نہ روائ گردن کو
جو ایکبار سر اوٹھائے ابر کہ وار

وہ پڑہ کے مطلع نواب دکھاوین برش تیغ
کہ جسکو سنکے گلے کاٹنے لگین خونخوار

میان جنگ جو سنہ پر چڑہی کوئی بہار
ہوا کی طرح اوتر جاے حلق مین تلوار

گلو بریدہ ہون دریا پہ گر چلے وہ حسام
چیلتی فلس کے ہون مچھلیون کے برین ہزار

رگون کو خون رولانے مین نشتر خون ریز
جراحتون کی بنانے مین فہمتا دیوار

سفکم مین باؤن جو کہتی ہی سنا سب کیصوت
سرون پہ چلتی ہی ہاتہون کی سبل دم بیکار

بلاے خون ہی کہ سیکڑون سر کہاے
ہرس بری ہی جو فال ہی پیٹ کی تلوار

ثناے تیغ ہوئی ختم فکمکے اب مطلع
رقم کرون صفت توسن صبا رفتار

چلے زمین پہ تو ریگ روان ہو شکر بار
یہ میٹہی بولی مین شبیر خرام ہی رہوار

مثال توسن عمر روان وہ چابک ہے
کبہی رکے نہ جو گبٹ اوٹہاے اوسکو سوار

لڑائی مین جو وہ توسن کمیتون کو اوٹہاے
عدو کے دل مین سمہین ناوک دیکان دلد

سبک خرام یہ تار نظر پہ باز سبو
روان ہو دانہ تسبیح کی طرح سو بار

پہر سجو کا وہ جولانگہہ زمانہ مین
زمین نقطہ ہو توسن ہو حلقہ پرکار

کمال شوخ طبیعت ہے بد مزاجی سے
کرے کوئیل جو وہ اب چابک و طرار

سوا سے یہ کوئی جا سکے نہ پاس اوسکے
سوا سے نیزک کوئی پڑہ سکے نہ اوسپہ سوار

حرارتی نے کاتمین تام آسمان پہ ... سنی کی زمین پہ قرار

وہ تیر تنگ ہی جو اوسکے سموں سے گرد اڑے ... مثال شیشۂ ساعت ہو گنبد دوار

وہ لکھہ کہ مطلع شبگون مجاوں ماہک نہیر
کہ رنگ فیل سیہ سے جہان ہو تیرہ و تار

سیاہ دیو کہون کیا وہ فیل ہی ہر قدار ... کہ نیل گا و فلک مُن منی کی ہی مقدار

ظہور شق قمر ہے ہلال دندان سے ... دو ماہ نو ہین نمایان میان یک شب تار

غضب کا تیرہ درون ہے اگر مقابل ہو ... سفید رنگ ہو کالی بلا کا آئینہ وار

سواد چشم ہین پتلی نہین ہی رخ اوسکی ... میان محمل لیلی ہے رنگی خونخوار

شبیہ سور سرافیل ہی اگر خرطوم ... صدائے سور ہے اوس فیل مست کی ہنکار

دم دراز ہوید اے تابہ دنبالہ ... لیے ہے ابر کو منہ مین کہ اژدر خونخوار

وہ گوش فیل ہین یا ہے گا یم بحر سیاہ ... سیاہ پردۂ کعبہ کہ چادر ختار

صفات فیل ہوئی ختم پڑہ کر اب مطلب ... دعا بہ خاتمہ کرتا ہون از خدای کہار

نہال سرو بہ جب تک کہ فاختہ ہی نثار ... گلو نیہ باغ مین جب تک ہدا ہے بلبل زار

بتنگ شمع بہ جس روز تک مین پروانے ... چکور ہجر مین جس رات تک مین شب بیدار

فلک پہ ابر کی جب تک ہی سایہ مین نظر ... زمین پہ کبک ہی جب تک رخ قمر سو چار

زیادہ حد سے ہو اقبال و دولت و حشمت ... سوا ہو شان و شکوہ و جلال و غرو وقار

عروج حسن کو ہر روز ہو مثال ہلال ... نہال عمر بڑہے ہر نفس مسیحادار

مثال روح و بدن وہ جدا نہو اے شاد ... مین سایہ وار ہون اوسکا تا اوس پہ کیل و نہار

ہمونہ دیون مری آغوش آرزو خالی ... میان دائرہ جس طرح نقطہ پرکار

بمنہ و کرمہ خاتمۃ الطبع تمام شد

تمت صد شکر دیوان شاعر فصاحت بنیاد جناب شیخ محمد جان صاحب تخلص شاد دیوانہ تصنیف اوسکا ہوا کہ مطلع ہین جیا

## قطعه تاریخ طبع از قلم ... وارث علیخان صاحب فهم

زین کلام شاعر نازک خیال — شد سخندان را زبان بر یاد لال
واقف علم عروض و قافیه — نکته دان بر نظم دارنده اعتماد
از عیوب ظاهری و باطنی — پاک کامل تصنیف در گفتار و داد
فارسی ترکیب بهر فارسی — لفظ تازی برازتازی نگاه
حرف علت را نه هیچ آرد بحرف — در رضا مین چیست بنهش تا مراد
قافیه گردیده از ایطا بری — نغوا اقوا بود در کفار سناد
فهم این گفتم سنین انطباع — منقطع گشته زین دیوان شاد

۱۲۹۴ھ

## دوبیتی

باده عنوان گروه دوبیتی — شکل طرز نیر تصنیف صحیح شاد
نیست جز خوبی مقاصد نظیری در کلام — با هنر اعیب کمال این تنظیم خوش شاد
اهل سلیقه آیین انطباع این دیوان — عیب پاکیزه زین دیوان خدا داد شاد

۱۲۹۴ھ

## قطعه تاریخ طبع از شاعر ... صحیح اللسان شیخ غلام علی صاحب متخلص

طبع شد پاک از غلط دیوان شاعری — دیوان محمد جان شاد
چون نباشد ریخته گوئی شعار — پیرو سیرت آن نیکو نهاد
حرف کرد قاعده افتد ز شعر — بهت در علم عروض ان اوستاد
بود دون هست نه از جاودان — نے الف قسم نما را راه داد
نود عیب با صفائی هم دران — نیست با اعلان رای عالی نژاد
نیست با تازی مضاف اندر سخن — فارسی افتاد فتی سرش سواد
پاک از تصحیف در اندر دو کلام — حرف زائد نه دراو طبع یاد
بهت هندی قافیه با فارسی — همچو بیگانه اضافت یاد و داد
نیک سیدانه عروض و قافیه — در کلامش نیست اقوا اوستاد
نیست ایطای خفی و هم جلی — شاگان هم نیست عالی نژاد
با مردم نه تا سیس آمده — مرکنون او را مدین فن اجتهاد
بهر سال طبع مصفا دیوش — گفت با تف ای دشاد دیوان شاد

۱۲۹۴ھ

تمام شد

## محتشامه دیوان شاد

| صفحه | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۶ | ۵ | نام | |
| ۱۷ | ۱۰ | بهار | |
| ۵ | ۲۱ | عاقل | عاقل |
| ۲۴ | ۷ | اسی | اسی |
| ۲۶ | ۱۹ | یون بی | یون یون بی |
| ۲۷ | ۱۷ | کے | + |
| ۳۵ | ۷ | زبان یون | زبان یون بولا |
| ۵۶ | ۱۷ | ظاہر ابر | ہر ایک ظاہر |
| ۹۶ | ۱۷ | غیر کی | غیر ان کی |
| ۷۶ | ۳۱ | خود پیرا | خود جگہ |
| ۸۵ | ۴ | غم | ہم |
| ۹۹ | ۱۴ | اغا | اسعا |
| ۱۰۲ | ۵ | ہین | ہون |
| ۱۰۹ | ۶ | جل پیش نی | غال ہی پیش نی کی پر |
| ״ | ۱۹ | کاشتے | کاشتے پر |
| ۱۱۲ | ۱ | یونی | یونی |
| ״ | ۱۶ | جنگی | یہ سکی |
| ۱۱۴ | ۹ | تو بی | تو اسے |
| ״ | ۱۸ | خمسہ | سبحہ |
| ۱۱۵ | ۳ | ہی | اسے |
| ۱۱۶ | ۷ | اپنا | اتنا |
| ״ | ۹ | خنجر | خنجر |
| ۱۲۸ | ۱ | شانی | شانی ہے |
| ۱۵۳ | ۵ | حسین | کہین |
| ״ | ۲۰ | ناخون | ناخونون |
| ۱۷۰ | ۱۵ | تانکلی | یا نکلی |
| ۱۷۱ | ۱۴ | پر پر دانہ | پر کو وار |
| ۱۷۲ | ۱۳ | بو | تو |
| ۱۸۹ | ۱۷ | بیجا | بیجا ۱۲۹۹ھ |
| ۱۹۹ | ۱ | ظفر | |
| ۱۹۲ | ۱۴ | ت | یت |
| ۲۰۰ | ۱۵ | کیا شان | جو کہلا یا |
| ۲۱۶ | ۲ | آئینہ | آئینہ |
| ۲۱۹ | ۱۴ | سی پین | سی ہے |
| ۲۲۹ | ۱۸ | ہی | نی |
| ۲۳۰ | ۱۰ | یہان | نہان |
| ۲۳۱ | ۲۱ | صوراث | صورت |
| ۲۴۸ | ۲۱ | فصیدہ در مع | قصیدہ در مدح |
| ۲۶۳ | ۷ | ای ہون | ای ہون |

زیر نظر کتاب کی ۱۲۸ صفحہ